

فضائل حضرت

سیدنا صدیق اکبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتبہ

صاحبزادہ میان جمیل احمد شرمپوری نقشبندی مجذبی

شعبہ نشر و اشاعت

مکتبہ  
رسائل صحابہ شرمپوری

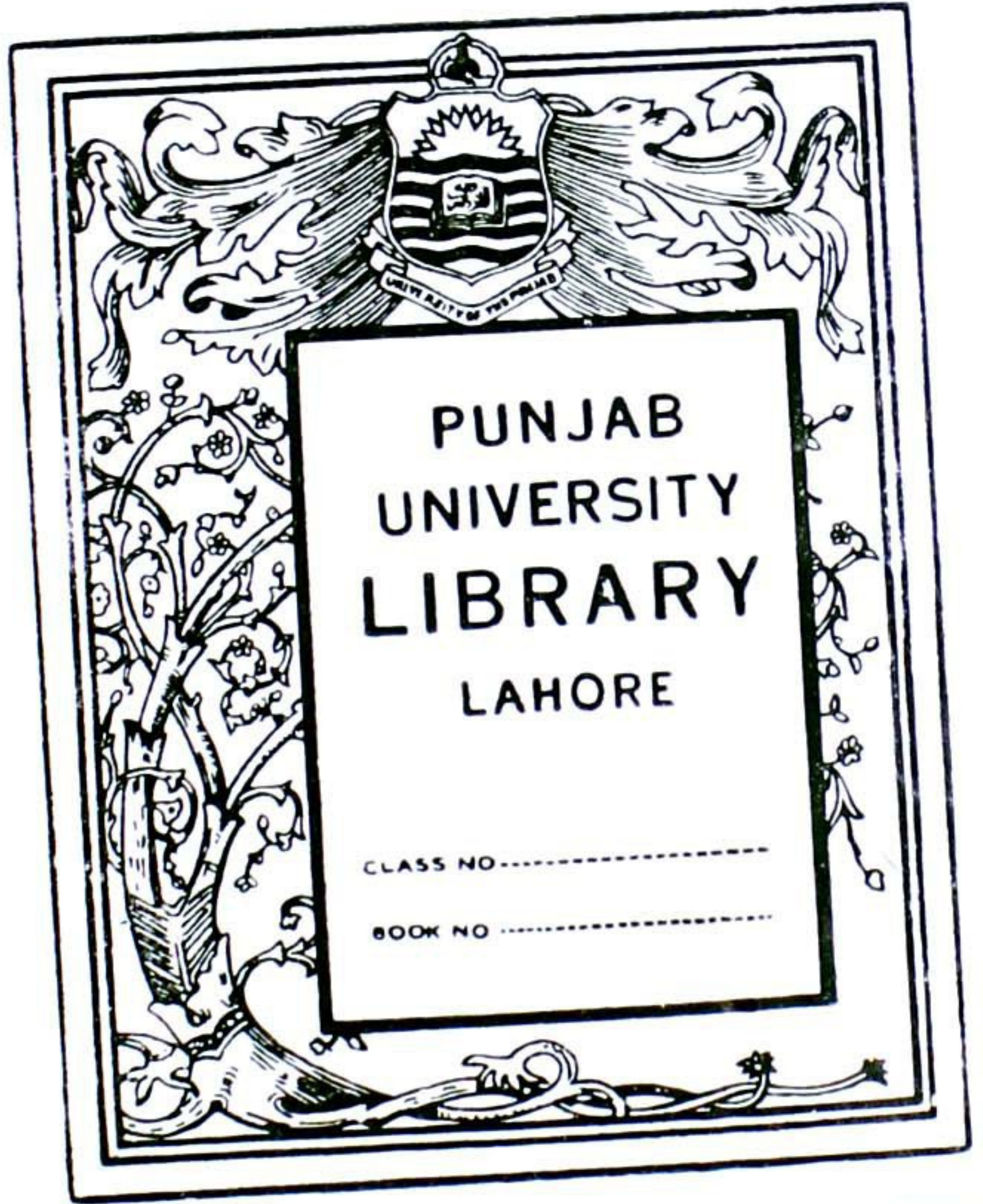
3927

ضلع شیخوپورہ پاکستان

ذخیرہ جبرودہ میاں مہیلا احمد سر قپوری، نقشبندی مجدی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا



S-369—Punjab University Press - 10,000—29-1-2003



# فضائل

# حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقالہ نگاران  
ابوالحسن محمد محبوب الہی رضوی  
ملک محمد خدابخش ٹوانہ (مرحوم)



ملنے کا پتہ

صاحبزادگان میان حلیل امین سعید احمد میان حلیل احمد شرقپوری ضلع شیخوپورہ  
جامع مسجد شیرانی اکبر روڈ چوک ناخدا و سن پورہ لاہور

87190

~~87190~~

فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	نام کتاب	
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی	ترتیب	
جے۔ بی۔ پریس گوالمنڈی لاہور	مطبع	
شعبہ نشر و اشاعت دارالمبلغین حضرت میاں صاحب	ناشر	
شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف		
۱۹۷۹ء	ایک ہزار	بار اول
۱۹۸۰ء	دو ہزار	بار دوم
۱۹۸۱ء	دو ہزار	بار سوم
۱ ہزار (باضافات جدیدہ)		بار چہارم
۱۵ روپے		قیمت

ملنے کا پتہ

- ۱۔ مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ
- ۲۔ جامع مسجد شیر ذبانی اکبر روڈ مدینہ چوک و سن پورہ لاہور

3927

## فہرست مضامین فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی

- |     |   |                                    |
|-----|---|------------------------------------|
|     | ۱۔ حرف آغاز   | از صاحب جزاۃ میاں جمیل احمد شرفوری |
| ۲   | ۲۔ پیش لفظ  | از " " "                           |
| ۵   | ۳۔ نعت بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم              | از حضرت حسان بن ثابت رضی           |
| ۶   | ۴۔ منقبت در شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی                | " " "                              |
| ۷   | ۶۔ امام الاصفیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی                  | از ابوالحسن محمد محبوب الہی رضوی   |
| ۱۰۷ | ۷۔ نقشبندیہ کے شیخ اول پر ایک طعن کا بطلان              | از ملک محمد خدا بخش ٹوانہ مرحوم    |
| ۱۳۱ | ۸۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اور عشق رسول                | از ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی           |
| ۱۳۲ | ۹۔ فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی شیعہ کتب کی روشنی میں | از ابوالحسن محمد محبوب الہی رضوی   |
| ۱۴۲ | ۵۔ منقبت " " "  | از غلام رسول ازہرہ                 |
| ۱۴۵ | ۱۰۔ خطبات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی                      |                                    |
| ۱۴۸ | ۱۱۔ وصایا   |                                    |



# پیش لفظ

محسنِ انسانیت سید المرسلین، رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ تربیت سے مستفیض ہونے والے صحابہ کرام روشن ستاروں کی مانند ہیں لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ وہ نیرِ تابان ہیں جو انبیائے کرام کے نفوسِ قدسیہ کے بعد پوری نسلِ انسانی میں اپنی تابندگی اور درخشندگی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے وہ معلمِ انسانیت کی تعلیم و تربیت کا عظیم شاہکار ہیں آپ کے فیضانِ روحانی کے امین ہیں۔ حضور کے رفیق اور مخلص و جاں نثار خادم ہیں۔

آپ کے مناقب اور فضائل حیطہ تحریر میں لانے سے قلم قاصر ہے۔ اور تاریخِ اسلام بلکہ پوری تاریخِ عالم کا یہ عجیب و غریب واقعہ ہے کہ صرف دو برس کے عرصے میں انتہائی نازک اور نامساعد حالات میں، عزم و اخلاص کا پیکر وہ عظیم کارنامے انجام دیتا ہے کہ محققین اور مؤرخین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ اس معمولی عرصے میں بڑے بڑے فتنوں کا قلع قمع کر کے قرآنِ حکیم کی تدوین کا عظیم کارنامہ انجام دے کر، نہ صرف یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سلطنتِ اسلامی تحفظ و بقا کا فریضہ انجام دیا بلکہ اسی بناؤں میں اپنے عزم و اخلاص سے، وہ استحکام پیدا فرمایا کہ چند برسوں کے بعد ہی سلطنتِ اسلامی بائیس لاکھ مربع میل تک وسیع ہو گئی۔

سیدنا صدیق اکبر کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے چند مقالات علمی کا انتخاب ہدیہ قارئین ہے۔ یہ انتخاب کس قدر معیاری اور علمی ہے اس کا اندازہ قارئین حضرات ان مقالات کا مطالعہ کر کے خود کریں گے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ نئی نسل کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت و شان اور ان کے عزم و اخلاص سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ سوزِ صدیقؓ اور حرارتِ ایمانی سے ہمارے نوجوان سرشار ہو کر عزمِ صمیم سے کام لے کر ملی خدمات انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیبِ پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے میری اس ناچیز کوشش کو شرف قبول عطا فرمائیں۔ آمین

ناشکرگزار می ہوگی اگر میں ان مخلصین کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے اس سلسلے میں بھرپور تعاون فرمایا۔ ترتیب و اصلاح اور طباعت میں میری مدد کی بااختصاص ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، حکیم محمد موسیٰ اترسری، محمد اشرف قدسی، صفونی غلام سرور کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں دینی اور دنیوی نعمتوں اور سعادتوں سے نوازے۔ آمین

میاں جمیل احمد شہر قپوری

خادمِ آستانہ عالیہ شہر قپور شریف،

3927

## بِحْضُورِ سِدْرٍ كَوْثَرٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَإِحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

اے اللہ کے محبوب! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی)

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

تجھے ہر عیب سے پاک اور مُبْرَأً پیدا کیا گیا ہے

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَءُوفًا

اے رسول خدا کے دشمن! تو نے برائی کی ہے کس کی؟ محمد کی، جو سرتاپا کرم اور نوازش ہیں

رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَتَهُ الْوَفَاءُ

جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنے کی ہے۔

رَجَوْتُكَ يَا بَنَ أَمْنَةَ لَأَنِّي

اے آمنہ کے لال، میں نے تیرے تمنا کی ہے،

مُحِبِّ وَ الْمُحِبِّ لَهُ الرَّجَاءُ

میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے۔

شاعر دہلی رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

# شانِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں

ماخوذ از شرح دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ از عبد الرحمن البرقونی مطبوعہ مصر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۹۹

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ      فَادْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا  
التَّالِي الثَّانِي الْمَحْمُودَ شِيمَتُهُ      وَأَوَّلَ النَّاسِ طُرَا صَدَقَ الرُّسُلَا  
وَالثَّانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ      طَافَ الْعُدُوَّ بِهِ إِذْ صَعَدَ الْجَبَلَا  
وَكَانَ حَبَّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا      مِنْ الْبَرِيَّةِ لَهُ يَعْدِلُ بِهِ رَجُلَا  
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اتَّقَاهَا وَأَرَا فُهَا      بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

## ترجمہ

اگر تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے۔ تو اپنے بھائی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے یاد کر۔  
ترتیب درجات میں آپ دوسرے ہیں۔ آپ کی خصلت ستودہ اور قابل تالس ہے۔ آپ رسولوں  
کی تصدیق کرنے والوں میں تمام انسانوں پر شرف سبقت رکھتے ہیں۔  
اس عظیم بلند غار میں جب ثانی اثنین تشریف فرما تھے اور دشمن پہاڑ پر غار کے ارد گرد سرگرداں تھے  
آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ پوری مخلوق میں محبوبیت  
کے اس درجے پر کوئی شخص فائز نہیں ہوا۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی ہیں اور سب سے زیادہ  
رافت کے پیکر ہیں اور سب سے بڑھ کر اپنے فرائض کو انجام دینے والے ہیں۔

## حاشیہ

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تعریف محض شاعرانہ نہ تھی، حقیقت پر مبنی تھی۔ واقعی پوری  
نوع انسانی میں، عشق رسول اور تصدیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے ہم پایہ کوئی نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ جب  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار سماعت  
فرمائے تو فرط محبت سے خندہ فرمایا اور ارشاد مبارک ہوا:-

”صَلَّاتٌ يَا حَسَّانَ - هُوَ كَمَا قُلْتِ“

(اے حسان! تو نے سچ کہا۔ صدیق واقعی ویسا ہی ہے جیسا تم نے کہا۔)

آپ کے اس فرمان نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم النظیر حبیبہ عشق رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہر توثیق ثبت کر دی ہے تاکہ قیامت تک آبیوالی نسل انسانی سوزِ صدیق  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے قلب و روح کو گرماتی ہے۔



# امام الاصفیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابوالحسن محبوب الہی

تعارف

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیارے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بلاتردد ایمان لاکر ایمان کا اظہار کرنے والی پر وقار و با اثر شخصیت آپ ہی کے بچپن کے ساتھی، سفر و حضر کے رفیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو شروع سے ہی آپ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے زمانہ قبل از اسلام میں بھی نہایت پاکیزہ سیرت متقی اور بلند اخلاق تھے۔ اس زمانہ میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح کبھی شراب نوشی نہ کی کبھی بتوں کے آگے سر نہ جھکایا بلکہ بچپن میں ہی بت شکنی فرمائی۔ آپ کے فضائل و کمالات قبل از اسلام و بعد از اسلام اتنے ہیں کہ جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ مختصراً یہ کہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ہر خوبی میں سب سے بڑھے ہوئے در رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت و محبوب بھی ایسے کہ کوئی ثانی نہیں۔ فنا فی الرسول کا وہ مقام کہ قول و فعل بلکہ صورت و سیرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن مماثل آپ ہی ہیں۔

آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اسم مبارک عبداللہ (نودی) کنیت ابو بکر اور بوجہ حسن و جمال و بارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کہ جس نے دوزخ سے آزاد شدہ کو دیکھنا ہوا ابو بکر کو دیکھے۔ الحدیث) عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر موقعہ پر تصدیق کرنے کی بنا پر صدیق کا لقب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفۃ رسول اللہ کے خطاب سے مشرف ہوئے اور یہ جملہ اقباب آپ کی ذات اطہر کے لیے مخصوص ہیں۔ آپ قریش کی معزز بنی تیم کے فرد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرہ کے درمیان چھ آباؤ اجداد ہیں۔ اور اس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مرہ کے درمیان بھی چھ آباؤ اجداد (تاریخ مسعودی ص ۱۲۵)

آپ کی والدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہیں (مسعودی) جو

آپ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں کنیت ام النجیر تھی۔ ۱۵

عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً اڑھائی سال چھوٹے تھے تجارت کرتے تھے جو خاندانی پیشہ تھا اور معاشرہ میں قریش کے رواسا میں شمار ہوتے تھے خون بہا کا فیصلہ کرنے کے مجاز آپ ہی تھے جو قریش کے نزدیک واجب العمل تھا جو دوسرا، صداقت، مہمان نوازی وغرضیکہ ہر خوبی سے آپ مشرف تھے اور دوست دشمن سبھی اس کے معترف تھے۔

حلب | بلند و بالا قدر۔ رنگ گندم گول سفید۔ دبے پتلے۔ دارھی گھنی۔ پیشانی ابھری ہوئی۔ دونوں رخسار بھرے ہوئے۔ ۱۶

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے مطابق تقریباً ۶۳ سال کی عمر پا کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو واصل بحق ہوئے اور اپنی جگہ حضرت عمر فاروق اعظم کو اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ جو امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب ہوئے اور جملہ صحابہ کرام و مومنین نے ان کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔

محدثین کی کثیر جماعت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ایمان لائے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا کیا تم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا؟ ۱۷

اذا تذکرت شجوا من اخي ثقة  
فاذكر اخاك ابا بكر بما فعل  
خير البرية اتقاها واعد لها  
بعد النبي ووافها بما حملا  
والثاني التالي لمحمد مشهده  
واول الناس منتم صدق السلا

اگر تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے  
تو اپنے بھائی ابو بکر کے کارنامے یاد کرے  
جو نبی کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ مستحق  
عادل اور اپنے فرائض انجام دینے والے  
غار میں رسول کے ساتھ رہنے کا فخر انہیں حاصل ہے  
اور انہوں نے ہی سب سے پہلے رسول کی تصدیق کی ۱۸

۱۷ تاریخ الخلفاء، سیوطی اردو ص ۴۰  
۱۸ فضائل ایشخین، تاریخ الخلفاء، سجوالہ طبرانی، سیرت صدیق اکبر علامہ محمد رضا مصری

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔ ۵

آن کلیم اول سینائے ما  
ثانی اسلام وغار و بدر و تبر

آن آمن اللہ س بر مولائے ما  
ہستی او کشت ملت را چو ابر

مشہور شاعر ابو محسن تقفی نے یوں اظہار کیا۔ ۵

اے ابو بکر آپ کا نام صدیق رکھا گیا یہ اتنا اچھا نام ہے

و سمیت صدیقاً و کل مہاجر

کہ ہر مہاجر بڑے شوق سے یہ نام رکھے گا۔

سوالک یسعی با سہ غیر منکم

اللہ شاہد ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور

سبقت الی الاسلام واللہ شاہد

اس وقت اسلام لائے جب آپ مشہور چھپر میں بیٹھے تھے

و کنت جلیساً فی العریض المشہر

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب احبار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی

اللہ عنہ کے ایمان کا سبب ایک وحی آسمانی تھا۔ وہ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے انہوں نے وہاں

ایک خواب دیکھا جس کو بحیرہ راہب کے سامنے بیان کیا اس نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے اور

کون سے قبیلے سے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ مکہ کا رہنے والا قریشی تاجر ہوں۔ اس

نے کہا تم نے اللہ کی طرف سے ایک سچا خواب دیکھا ہے۔ تمہاری قوم میں ایک نبی ہوگا تم اس کے

وزیر ہو گے اور پھر خلیفہ ہو گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے

ملاقات پر اسی خواب کا تذکرہ فرما کر دعوت اسلام دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلا تردد اسی وقت

اسلام قبول کر لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ اشہد انک

رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں

یہ مضمون حملہ حیدری کے شیعہ مصنف نے بھی بہ تغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق مجھ سے چار باتوں میں سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں

۱۔ اسلام پہلے آشکار کیا ۲۔ ہجرت کی ۳۔ حضور اکرم کے یار غار ہوئے ۴۔ نماز قائم کی۔

۱۔ سیرت صدیق اکبر رضا مصری ص ۵

۲۔ تفسیر آیات قرآنی ص ۴۸۵

میمون بن مہران نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو بحیرہ راہب کے زمانہ میں ہی اسلام لائے تھے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (ابو نعیم) ۱۵  
بلکہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ کو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا درقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ ۲

شیعی مفسر علامہ طبرسی نے "المباہون الاولون من المهاجرین والانصار" کے تحت لکھا کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں اور ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پیشتر ابو بکر صدیق ہی ایمان لائے ۳  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے خود بھی فرمایا "است اول من اسلم ۴  
کیا میں وہ نہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ۵

ابن عساکر حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں پہلے لوگوں میں اسلام لانے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں ۶

خشیمہ بسند صحیح زید ابن ارقم سے نقل کرتے ہیں پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۷

ابن سعد ابن اروسی دوسری صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ پہلا شخص جو اسلام لایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۸

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بلا تردد فوراً اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دلائل اور آثار بعثت رسول اللہ پہلے تحقیق کر چکے تھے۔

پھر روایت میسرہ (حضرت عباس کے آزاد کردہ غلام) سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی آواز آتی تھی: یا محمد! یہ بات انہوں نے قبل بعثت رازدارانہ طور پر ابو بکر سے بیان کی جو کمان کے دوست صادق تھے ۹

۱۵ تاریخ الخلفاء ص ۴۵ ۱۶ بیہقی والنعیم بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ۳ (ابن عساکر)

۱۷ ترمذی جلد دوم ۱۸ تاریخ الخلفاء ص ۴۴ ۱۹ ایضاً

۲۰ ایضاً ۲۱ ایضاً ۲۲ ایضاً ص ۴۸

## مبلغ اول

امت محمدیہ میں یہ شرف خصوصی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہوا کہ سب سے پہلے تبلیغ اسلام (حضور اکرم کے بعد) آپ نے ہی فرمائی۔ آپ کی تبلیغ و ترغیب کے نتیجے میں عشرہ مبشرہ میں سے اسلام کی پانچ بزرگ تہیں ہستیاں اور کئی قریشی مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ہی سب سے پہلے اپنے مکان پر مسجد بنائی جہاں سے تبلیغ اسلام جاری رہی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کی موجودگی میں سب سے پہلا خطبہ تبلیغی آپ ہی نے دیا جس پر قریش سیخ پا ہو کر آپ پر ٹوٹ پڑے اور زد و کوب کیا۔ ۱

اسی تبلیغ کی وجہ سے ہی علامہ ابن کثیر نے فرمایا ”وكان الايمان النافع المتعدى نفعه الى الناس ايمان الصديق“ (کہ سب سے زیادہ نفع بخش ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ایمان تھا جس نے بہت لوگوں تک اسلام پھیلایا) ۲

آپ کے جذبہ تبلیغ کا یہ عالم کہ جس دن اعلانِ نبوت و عظمیٰ کرنے پر آپ کو مشرکین نے مار مار کر لہو لہان کر دیا تو ہوش میں آنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لبت کر رہے تھے آپ بھی رو پڑے اور دیگر صحابی بھرا روئے لگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت اتنی تازک تھی کہ دیکھی نہ جاتی تھی اور پھر عرض کیا تہ یہ ہی کہ یا رسول اللہ میری والدہ کے لیے ہدایت کی دعا فرمائیے لہذا آپ نے دعا کے بعد ترغیب دی تو والدہ مسلمان ہو گئیں۔ ۳

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی ۴

کعب بن زہیر (مشہور شاعر جو رسول کریم کے بارے میں ہجو یا شعار کہا کرتا تھا) کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا من لقا کعباً فلیقتلہ۔ اسے جو دیکھے قتل کرے اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کا منصوبہ بھی بنایا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مدینہ بھیجا لیکن اس کا بھائی بحیرہ ماں جا کر مسلمان ہو گیا اور بھائی کو اطلاع دی کہ تمہارے قتل کا

۱ عشرہ مبشرہ جن کی فضیلت اسلام میں سب سے بڑھ کر ہے یہ ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ بن الجراح، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔

۲ بخاری (شیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) ۳ البدایۃ والنہایۃ ۲۳۳

۴ تاریخ الخلفاء ص ۵۳

حکم ہو چکا ہے تو اس نے اپنے بھائی کو کچھ اشعار لکھے اور اس کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے غلطی کی ہے مدینہ شریف میں آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رقیق القلب صحابی کا سہارا لینے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش چاہی تو وہ اس عورت میں کعب کو لے کر حاضر خدمت ہوئے کہ آگے آپ خود اور پیچھے آپ کے کعب چہرہ چھپائے ہوئے تھا اور سفارش صدیقی سے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت قبول فرمائی تو کعب نے اپنا نام ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر میں نے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے اس کے چند اشعار سنائے جس میں یہ شعر تھا۔

سقاك بہا المامون كاسا روية فانهلك المامون منها وعلكا  
 (اس نئی بات کو تمہیں مامون نے بار بار سکھایا گو یا وہ جام مے تھا کہ تم کو دوبارہ پلایا گیا) یہ شعر اس نے اپنے بھائی کو لکھا تھا۔ تو اس پر فوراً اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نہیں بلکہ اس طرح ہے

سقاك ابوبكر بكأس روية  
 فانهلك المامون منها علكا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تم کو سیراب کر دینے والا پیالہ پلایا پھر مامون (محمد) نے تمہیں یہ جام بار بار پلائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مامون و امین یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے تم مسلمان ہو گئے پھر خود بھی انہی کی وساطت سے شرف یاب ہوئے۔

آیت "و الذی جاء بالصدق و صدق بہ" جمہور مفسرین صدیقیت صدیق اکبر کا قول ہے کہ جاء بالصدق سے مراد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صدق بہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے میں پیش پیش رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا (ابوبکر کا) نام صدیق رکھا اور جبرائیل اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی کہلوا یا۔ ۱

ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ شمار سے باہر ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے

سنا کہ خدا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام الصدیق نبی کی زبان پر رکھا۔ ۲

حکیم بن سعد سے نقل ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ کہتے سنا کہ بیشک

خدا تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکر کا نام الصدیق نازل کیا۔ ۳

احد پہاڑ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر ایک

نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق)

عمر و عثمان (شہید) تھے۔ ۴

ایک دفعہ بچپن میں آپ کے والد انہیں بتوا، کے پاس لے گئے تو آپ نے بت کو پتھر مار کر توڑ

دیا تو آپ کی والدہ سلمیٰ ام الخیر نے ان کے والد کو بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ہاتھ نے آواز دی

تھی "اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی اس کا نام آسمانوں پر صدیق ہے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کا یا روریق" ۵

صدیقیت ایک مرتبہ تلونبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک

مقام ادق و اخصی کہ نصیب حضرت ابوبکر صدیق اکبر اکرم و اتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ ۶

ابوبکر صدیق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ . . . صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اعلیٰ صدیقیت

سے بلند و بالا ہے۔ ۷

اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق مقام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ

۱ الحاکم تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۹ ۲ دارقطنی۔ حاکم بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی

۳ الطبرانی بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی ۴ الحدیث بخاری و مسلم

۵ التزییہ لکانتہ الحمیدریہ اعلیٰ حضرت بریلوی رقم ۶ جزاء اللہ عدوہ بابا نہ ختم النبوة ص ۵۲ از علی محمد ریڈر رحمۃ اللہ علیہ

۷ ایضاً ص ۵۶

کوئی نہیں جہا نہیں اس سے روکے۔ وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت اور شریعت کے پیچ میں ہے یہ مقام قربت فردوں کے لیے ہے۔ اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے

اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ممکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقیوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ راز الہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی رضی اللہ عنہ۔ ۱

شب معراج حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا میری قوم میں سے اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ وہ صدیق ہیں۔ ۲

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

وفوق آن (صدیقیت) مقامے نبوت الا النبوة اهلها الصلوات والتسليمات ونشأه  
میان صدیقیت و نبوت مقامے بودہ باشد بلکہ محالست و این حکم بہ محالیت او بکشف صریح صحیح معلوم گشته  
ترجمہ :- مقام صدیقیت سے اوپر کوئی مقام نہیں مگر مقام نبوت حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والتسليمات  
صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام نہیں بلکہ کسی اور مقام کا ہونا محال اور اس محال ہونے کا  
حکم کشف صریح صحیح سے معلوم ہو چکا ہے۔ ۳

صدیق مبالغے کا صیغہ ہے۔ مرد بسیار صدق و دائم الصدق و آن  
صدیق کا مطلب و مفہوم کہ قول خود را بفعل خود راست گرداند یعنی بہمہ وقت بہمہ تن راستی ہی راستی

۱ فتوحات مکبہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ جزاء اللہ عدوہ بابائہ رحمۃ النبوت علیہ حضرت۔

۲ طبقات ابن سعد تذکرہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

۳ مکتوبات مجدد الف ثانی حصہ اول دفتر اول مکتوب ہجرت۔

۴ اردو ترجمہ مکتوبات مولانا محمد سعید صاحب نقشبندی جلد اول دفتر اول ص ۹۹۔



قول و فعل دونوں میں راست باز۔ فی الحقیقت غور کیا جاوے تو صدیقیت ہی تصوف کا سرچشمہ ہے۔ صوفی کا مفہوم و تشریح اس سے بہتر کوئی نہیں کہ قول و فعل۔ ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو اور شریعت طاہرہ کے مطابق ہو۔ اسی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شریعت و طریقت و حقیقت کے امام ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی تصدیق کی۔ شکرین مکہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس بات کو بھی سچ مانو گے کہ وہ (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں کے عجائب و غرائب کی سیر کی اور پھر لوٹ آئے اور اتنا بڑا سفر رات کے ایک قیل حصے میں طے ہو گیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا ہم تو اس سے زیادہ بعید از عقل بات ان کی مان چکے وہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل آسمانوں کے اوپر سے ابھی آئے اور ابھی گئے مطلب یہ کہ جب جبرائیل کی آمد و رفت چشم زون میں ہم مان چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی لطافت و نورانیت تو جبرائیل سے بھی فائق ہے لہذا آپ کی آمد و رفت میں ہم کو کیا شک ہو سکتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپسی پر جبرائیل سے دریافت کیا کہ میرے اس سفر کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لہذا ایسا ہی ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب حاصل کیا۔

آیت: "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"

(ترجمہ۔ آپ ان سے مشورہ لیں)

مشیر وزیر

مفسرین کا اتفاق ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش پیش ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان ہر دو حضرات سے مشورہ لیا اور اگر یہ دونوں متفق ہوئے تو اسی پر عمل فرمایا۔ لہذا ہر دو کی حیثیت و ذرا دکی رہی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہیں پس میرے دونوں وزیر آسمانی جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر زمینی۔ ابوبکر و عمر ہیں۔ ۲

۱۵ خلفائے راشدین ص ۳۲

۱۶ تفسیر خواہب الرحمن پارہ ۶ ص ۷۵۔ ترمذی باب مناقب ابوبکر و عمر

حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں اطراف و اکناف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح تبلیغ کے لیے آدمی بھیجوں۔ کسی نے عرض کیا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کو کیوں نہیں بھیج دیتے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا "میں ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا یہ دین کی کان اور آنکھیں ہیں" ۱

ایک مشافعتی مجلس میں حضرات عمر عثمان علی طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تائید و تصویب فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح ہے نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کسی معاملہ میں غلطی ہو۔ ۲

والذی جار بالصدق وصدق بہ اولئک  
اتقاء صدیق و امام الاصفیاء

تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں (ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی حاشیہ بالصدق سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق بہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں صدق سے مراد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لہذا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہیزگاروں کے سردار ہیں۔

وسيجنبها الا تقىٰ الذی یؤتی مالہ یتزکیٰ و مالہ احد عندہ

من نعمتہ تجزی (شمس)

ترجمہ: جہنم سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے اور پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیتا ہے (مگر سب اللہ کی خوشنودی کیلئے) مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ

۱ مستدرک حاکم ص ۳۴ تحفہ اثنا عشرہ ص ۵۵۵

۲ بہان الاسلام ص ۱۵۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی اسیران بدر کو فدیہ پر رہا فرمایا جن میں حضرت عباس عقیل جعفر اور ابوالعاص رضی اللہ عنہم جیسے اقربا بھی شامل تھے حج اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پر لاکھوں سلام۔ ۱۵

الرازی نے اپنی فوائد میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے "میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کریں" ۱۶

الطبرانی والوفعیم وغیرہما معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کو میں بھیجنا چاہا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تیری کیا رائے ہے، تو وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ابو بکر کہتے ہیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آسمان پر اس امر کو برا سمجھتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو" ۱۷

ابن اسامہ اپنی سند میں اس طرح لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ آسمان پر اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں اور طبرانی اپنی اوسط میں سہل ابن سعد ساعدی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس امر کو برا سمجھتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کوئی غلطی کریں۔ ان اللہ یکسرہ فوق اسمائہ ان یخطار ابو بکر"۔ ۱۸

لہذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ غلطیوں سے مبرا رکھنا چاہتے ہوں وہ ہی مشورہ و وزارت کے لیے موزوں نہیں ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست و مشیر خاص تھے اس وجہ سے عموماً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو باہر سراہہ وغیرہ پر نہ بھیجتے۔

۱۵ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ  
تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۳  
ایضاً  
ایضاً

آپ نے متعدد غلاموں کو محض اسلام کی خاطر زرخاں سے خرید کر آزاد کر دیا خصوصاً حضرات بلال - عامر بن فہیرہ - زہیرہ - نہدیہ بنت نہدیہ - جاریہ - وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین . . . . .

بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں کبھی شک واقع نہیں ہوا  
آیت وما محمد الا رسول . . . . . سیب جزی اللہ الشاکرین (القران ۱۳۴) عنقریب  
اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا (ترجمہ اعلیٰ حضرت) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں آیت ان رحمة اللہ قریب من المحسنین -  
محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی ثواب کے درمیان کوئی روک نہیں سوائے موت کے  
صبح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہے -

وامل من مصبح فی اهل والموت اذنی من شرک نعلم

ترجمہ - اکثر آدمی اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کی جوئی کے تسمہ سے بھی اس سے بہت قریب ہے . ۲

آیت . ان الذین لیغضون احوالہم عند رسول اللہ ۵ (الحجرات ۴۹) ترجمہ اعلیٰ حضرت :-  
بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پھیر لیا گامی کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لینے بخشش اور بڑا ثواب ہے - شان نزول -  
یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا احوالکم . . . . . کے نازل ہونے کے بعد حضرات  
ابوبکر و عمر وغیرہ رضوان اللہ علیہم نے اپنی آوازیں نہایت پست کر لیں جس پر یہ آیت ان کے حق میں نازل  
ہوئی - ۳

محمد ابن زبیر کو عمر بن عبدالعزیز نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تو محمد نے خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم کہ اللہ نے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ

۱ صواعق محرقة امام ابن حجر مکی بحوالہ غایۃ التحقیق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ -

۲ تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۸ ص ۱۳۶ -

۳ حاشیہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ -  
مراد آبادی

کو خلیفہ بنایا۔ اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عالم ترین تھے اور اس کے لیے منقہ تہیں۔ اور اس سے مخالف تہیں۔ ایسے کہ اس کے لیے جان دے دیں اگرچہ ان کو حکم نہ کیا گیا ہو۔ ۱۵

آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے وصال تک شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ انہوں نے خود اس کی تفصیل بتائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات دہرائی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس بیان کی تصدیق فرمائی۔ الحدیث قول عائشہ رضی اللہ عنہا بحوالہ ابو نعیم تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن کے ساتھی کی حیثیت سے ان کے قول و فعل عادات و خصائل سے بخوبی واقف تھے نیز باعلام الہی بھی ان کو یقیناً اس کا علم تھا۔ ۱۵

ان الصفا صفت الصدیق

ان اسردت صوفیاً علی التحقیق

یعنی صفا صدیق اکبر (ابو بکر) کی صفت ہے۔ اگر تو نے صوفی کی تحقیق کا ارادہ کیا تو اس کو

دیکھ لے۔ ۱۵

اس لیے کہ صفا کی ایک اصل اور ایک فرع ہے اس کی اصل تو دل سے غیروں کا منقطع کر دینا اور اس کی فرع دنیا غدار سے دل کا خالی کرنا ہے اور یہ دونوں صفتیں صدیق اکبر (ابو بکر) کی ہیں اس وجہ سے وہ اس طریقے والوں کے امام ہیں اور اس کا دل انخیار سے اس وقت بالکل منقطع تھا جب کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا دل حضور علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے شکستہ ہو رہا تھا۔ ۱۵

من نظر إلی الخلق هلاک

ومن رجع إلی الحق ملک

یعنی مخلوقات کی طرف توجہ کر نی ہلاکت کا موجب ہے اور حق کی طرف رجوع کرنا فرشتہ

ہونے کی نشانی۔

۱۵ سیرۃ الخلفاء سیوطی (اردو) ص ۹۸

۱۶ کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ محمد حسین ص ۳۷

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل کا خالی ہونا دنیا سے غدار سے اس لیے تھا کہ مال و متاع سے جو کچھ آپ رکھتے تھے سب کچھ خدا کی راہ میں دے کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما خلفت لعیالک فقال اللہ تعالیٰ

وَرَسُولُكَ (یعنی اے صدیق تو نے اپنے مال سے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا اللہ جل شانہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، (یعنی دو خزانے بے انتہا چھوڑ کر آیا ہوں ایک تو عز و جل کی محبت اور دوسرے اس کے رسول علیہ السلام کی پیروی) اے طالب صادق! جب اس کا دل دنیا کی صفائی کے تعلق سے آزاد ہوا تو اس نے اس کی کدورت سے ہاتھ خالی کیا اور یہ سب کی سب صفت سچے صوفی کی ہوتی ہے اور اس کا انکار حق کا انکار اور کھلم کھلا مکابہ ہے اے صوفیاء کرام کے پیشوا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کون کون ہیں؟

اے طالب صادق اب قدر سے بیان کرتا ہوں ان اماموں کا احوال اور یہ بھی کہ صحابہ میں سے ان کا کون سا صحابی معاملات میں پیشوا اور احوال میں پیشرو بنا ہے تاکہ تیری مراد ان سے ثابت ہو۔ ایک ان میں صحابہ کرام میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیاء و خیر الانام علیہم السلام خلیفہ المام تارکین دنیا کے سرور صاحبِ ظہور کے شہنشاہ ہیں جو تمام انسانی آفتوں سے دور ہیں جن کا نام نامی حضرت امیر المومنین ابو بکر عبد اللہ بن عثمان صدیق رضی اللہ عنہ ہے جن کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں اور معاملات اور حقیقتوں میں ان کے نشان اور دلائل ظاہر ہیں اور مشائخ نے ان کو صاحبانِ مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے۔

اہل علم کے نزدیک صحیح حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو آہستہ پڑھتے اور جب عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز میں قرآن پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا کہ اے ابو بکر آپ قرآن کو آہستہ کیوں پڑھتے ہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اسمع منی (ناجیہ یعنی میں اس کو سناتا ہوں جس کی مناجات کرتا ہوں یعنی وہ بہت اچھا سننے والا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے غائب نہیں۔ اور اس کے نزدیک بلند آواز آہستہ پڑھنا ایک جیسا ہے اور حضور علیہ السلام نے جب عمر رضی اللہ عنہ

سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا اَوْ قَطَا لَوْ سَنَانِ اِی الْمَائِدِ وَاطْرَدِ الشَّيْطَانَ يَعْنِي بَدَارَ  
 کرتا ہوں سوئے ہوؤں کو اور دور کرتا ہوں شیطان کو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ کا نشان تلبایا  
 اور اس (ابوبکر صدیق) نے نشان مشاہدہ اور مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو میں ماندا ایک قطرہ کے  
 ہے دریا سے اسی بنا پر حضور علیہ السلام نے فرمایا هل انت الا حسنة من حسنات الی بکر  
 یعنی اے عمر ابوبکر کی تمام نیکیوں سے تو ایک نیکی کے مرتبہ پر ہے۔ اے طالب صادق! سمجھ لے کہ  
 جب عمر رضی اللہ عنہ باوجود عزت اسلام ہونے کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک  
 نیکی کے برابر ہیں تو دیکھ کہ تمام جہان اس کے مقابلہ پر کس درجہ میں ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ  
 کے مقولوں سے ایک مقولہ یہ ہے دَارُنَا فَانِيَةٌ وَا حْوَالِنَا عَارِيَةٌ وَا نَفْسُنَا مَعْدُودَةٌ  
 وَا كِسْلُنَا مَوْجُودَةٌ کہ ہمارا مقام فانی اور ہمارا احوال اس میں عاریتہ ہے اور ہمارے سانس گنے ہوئے  
 ہیں اور ہماری سستی اسی طرح موجود پس فانی گھر کی تعمیر میں مشغول ہونا از قبیل جہالت ہے۔ ۱

فقر کی صفت یہ ہے کہ غنا سے فقر میں پڑے نہ یہ کہ فقر سے غنا میں اور حضرت صدیق اکبر رضی  
 اللہ عنہ بعد نبیاری علیہم السلام کے اس صفت میں سب سے مقدم ہیں اور کسی کے لیے لائق نہیں کہ ان  
 سے آگے قدم رکھے .. ۲

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیسے ابتداء میں تسلیم کے درجہ کو اختیار کیا ویسے ہی انتہا میں اختیار کیا  
 پس اس طائفہ کی اقتدار تجرید اور تمکین اور فقر پر چہ لیں ہونے میں اور ریاست کی خواہش ترک کرنے  
 میں اس کے سائق ہے۔ اس لیے کہ تمام عامہ مسلمین کا دین میں امام ہے اور خاص مسلمانوں کا طریقت  
 میں امام ہے۔ ۳

آن عتیق اللہ امام المتیقین  
 بود قلب خاشع سلطان دین ۴

۱ کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ ص ۷۹، ۸۰

۲ ایضاً۔ ص ۸۱ ۳ ایضاً ص ۸۲

۴ اعلم حضرت بہ بلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو العباس بن عطار رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر مشائخ صوفیہ میں سے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ نواریا بنیہ کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کا مطلب ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہو جاؤ۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب سے بلند مقولہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کہ سبحان من لم يجعل لخلق طریقا لی معرفتہ الا العجز عن معرفتہ (کتاب اللوح فی التصوف) پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سوا کچھ بتایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں۔ ایک مرتبہ غلام نے کوئی چیز لاکر دی تو آپ نے تناؤ ل فرمایا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عہد جاہلیت میں کہانت جھوٹ موٹ کا کام کرتا تھا جس کے معاوضہ میں یہ چیز ملی تھی تو آپ نے قے کر کے خارج کر دی (بخاری)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تقرب الی اللہ کی ابتداء روع و پرہیزگاری ہے۔"

اور فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گناہ میں مبتلا رہنے کے خوف سے مباح کے شتر دروازے چھوڑ دیتے ہیں (یہ کمال احتیاط اور خوفِ خدا میں مبالغہ تھا) یہ کام حرام کی نزدیکی کے خوف سے پرہیزگاری اور روع کے لیے کرتے تھے۔ ۲

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے "جس نے اللہ کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا اس کا منہ دنیا سے پھر جائے گا اور اس کو تمام دنیا سے وحشت ہو جائے گی۔" ۳

ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے نقیصہ کارا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اشارۃً فاش ہوا جس سے اہل فہم نے لطائف اخذ کیے اور وہ راز یہ تھا کہ جب

۱۵ مقالہ ۲۴ فتوح الغیب - ۸۷۱۹۵

۱۶ مقالہ ۳۵ فتوح الغیب اردو ترجمہ شرح الغیب - ص ۱۱۶

۱۷ صدیق اکبر فیض الاسلام - ص ۸۵ -

۱۸



وہ اپنی مملوکات سے دست بردار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا تو انہوں نے پہلے اللہ کا نام لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقائق تفسیر میں اہل توحید کے لیے یہ ایک عظیم الشان اشارہ ہے۔ ۱

حضرت شاہ دلی اللہ نے تصوف صدیقی پر طویل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کمال طریقت کے لیے جن اوصاف کی ضرورت ہے مثلاً توکل - زہد - احتیاط - حفظ لسان - تواضع - شفقت بر خلق خدا - رضا نفی ارادہ بخشیت - عبرت - انکسار - رقت - فقر یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کمالاً موجود تھے۔ ۲

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں شیخ الطائفہ صوفیہ کہا جاتا ہے فرماتے ہیں - اگر حقیقی صوفی دیکھنا چاہو تو سمجھ لو کہ اصلی طریقت صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے - طریقت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع - اصل یہ کہ دل غیر اللہ سے منقطع ہو اور فرع یہ ہے کہ حُب دنیا سے خالی ہو یہ دونوں صفیں صدیق رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں لہذا آپ امام اہل طریقت تھے۔ . . . . صفت اول کی دلیل وہ خطبہ جو بروصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا۔ . . . صفت دوم کا ظہور اس وقت ہوا جب اپنا سارا مال بقائے اسلام کے لیے خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ ۳

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے محبت الہی کا ذائقہ چکھا - یہی ذائقہ نہیں طلب دنیا سے بے پروا کرتا تھا اور لوگوں سے متوجس کرتا تھا اور یہی غایت درجہ لوازم محبت کا خاصہ ہے۔ ۴

من عرف نفسه فقد عرف ربه کے سلسلہ میں :-

یہی وہ معراج عبدیت اور مقام عرفان خودی ہے کہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میں جس شے کو دیکھتا ہوں اس سے قبل اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہوں“ ۵

۱۔ بحوالہ اسوہ صحابہ حصہ دوم ۲۔ صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام ص ۶۹

۳۔ ایضاً ص ۵۲

۴۔ ایضاً ص ۵۳ ۵۔ اقبال کا نظریہ تصوف ص ۴۲

بدر کے موقع پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحالت استغراق مصروف دعا تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بس اللہ کافی ہے یعنی آپ کی دعا قبول ہو چکی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فراست صادقہ و وحی باطنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الہام کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو چکی۔ بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفائی قلب کا نتیجہ تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہو رہے تھے اور وحی کا انعکاس آپ پر ہو گیا۔ ابو نعیم نے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ اہل بدر کو حکومت کا کوئی منصب نہیں دیتے؟ فرمایا ان کا مرتبہ پہچانتا ہوں مگر مجھے گوارا نہیں کہ انہیں دنیا میں ملوث کروں۔ اے یعنی جس طرح خود دنیا سے ملوث نہیں ہوئے اسی طرح صاحب فضیلت لوگوں کو بھی بچانے پر مستعد رہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت فرمائی اس میں یہ فرمایا . . . . . قسم اللہ کی میں نہیں سوچا کہ خواب پریشان دیکھے اور کسی نے مجھ کو شبہ میں نہ ڈالا کہ وہم کرتا۔ اور ہر شے میں راہ پر سہوں ٹیڑھا نہیں ہوا اور کوشش میں میں نے قصور نہیں کیا اور میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو اللہ کے تقویٰ کی . . . . .

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے تم داخل ہو گے جنت کے ہر دروازہ سے تم کو بلا لیا جائے گا ان متعدد بشارتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف آپ پر اتنا زیادہ تھا کہ فرماتے۔ کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا . . . . . کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور کھا لیتے . . . . . ایک پرندہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو کھاتا پیتا ہے اور درختوں کے سایہ میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں کاش ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تجھ جیسا ہوتا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسے بے حس و حرکت کہ جیسے لکڑی گرٹی ہو۔

۱۰ فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۱۹۸ زیر عنوان ابو الخلفاء اور نظام خلافت سجا الہ تاریخ الخلفاء

۱۱ تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۵۹ - ۱۲ تاریخ الخلفاء

۱۳ تاریخ الخلفاء -

ابو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور الحاکم نے نقل کیا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے اس کی صحت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وعظ فرمایا کہ "اللہ کی قسم میں کبھی بھی نہ کسی دن نہ رات سرداری کا تجربہ تھا اور نہ میری اس کی طرف رغبت تھی اور نہ ہی میں نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ یا ظاہر میں دعا مانگی۔ میں فتنہ سے ہمیشہ ڈرتا رہا۔ ۱

زہری سے نقل ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بزرگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے کسی لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شک نہیں کیا۔ ۲

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا "اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عالم ترین اور اس سے خائف ترین اور اس کے لیے متقی ترین ہیں ایسے کہ اس کے لیے اپنی جان دے دیں اگرچہ آپ کو اس کے لیے حکم کیا ہی نہ گیا ہو"۔ ۳

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک وعظ کے الفاظ ہیں جو تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف مائل کرنے کے لیے ہیں "کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہروں کی بنیاد ڈالی اور ان کو شہر بنایا ہوں سے مضبوط کیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جنگوں کے میدانوں کو سر کرتے تھے۔ بے شک ان کے ستون پست ہو گئے جب کہ زمانہ نے ان پر غلبہ پا کر یہ باد کر دیا اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں چلے گئے"۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے سلمان رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈر"۔

آپ دعا میں کہا کرتے تھے "اے میرے اللہ میری زندگی کا آخر اچھا کرنا۔ میرے عملوں کا انجام اچھا کرنا میرا اچھا دن تیری دید کا دن ہوگا"۔

آپ نے فرمایا "جو شخص رونا کی استطاعت رکھتا ہو وہ روتے ورنہ رونے کی کوشش کرے"۔ ابن سیرین سے ابن سعد نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خوف کرنے والا نہ تھا یعنی سب سے زیادہ اتقا رکھنے والا ہے۔

۱ تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۰۸ ۲ ایضاً، ص ۹۱

۳ تاریخ خلفائے اسلام سیوطی ص ۹۸ -

۴ ایضاً

صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے وظیفے کی تقسیم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی سکھلائی۔ صوفیہ کرام کے ہاں ولایت کا ایک درجہ ہے فنا فی الرسول اس درجہ پر پہنچ کر بندے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی نسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ قالب بندے کا رہ جانا ہے اور قلب جنور صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ اس درجے میں بندے کے ہاتھ سے عجیب عجیب کوششیں ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات اس بندے کا سایہ بھی نہیں رہتا جیسا کہ قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی اور حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی فنا فی الرسول کے درجے علیٰ میں ہیں۔ بلکہ یہ سلسلہ چلا ہی آپ سے ہے۔ اور آپ اس سلسلہ والوں کے امام مطلق ہیں۔ ۱

آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں  
جانی خدمات جرات و شجاعت صدیقی  
میں شریک رہے جنگ بدر میں تو آپ چیف آف سٹاف

کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جنور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات آپ کے ذریعہ ہی مسلمانوں تک پہنچائے جاتے تھے جب کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے کمر بستہ تھے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرش میں دعائیں شامل تھے۔ ۲ اور بدر کے دن ہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم "اللہم انشدک عہدک و وعدک اللہم ان شئت لم تعبد" اے اللہ میرے میں قسم دلاتا ہوں تجھ کو تیرے عہد کی اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت کی جاوے، پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا کہ "یا رسول اللہ! اللہ آپ کو کافی ہے" ۳ اسی جنگ میں شامل صحابیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے نیش و طہارت کا اعلان فرمایا۔ لیطہرکم بہ ویذہب عنکم رجس الشیطان و لیس ببط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام سورہ انفال آیت (ترجمہ علی حضرت) تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے ۱

۱ تقریر مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم مطبوعہ آستانہ فیض عالم ضروری ۱۹۷۰ء

۲ تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۹ ص ۲۰۲ ۳ ایضاً ص ۲۰۰

جنگ احد میں آپ ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے خیبر میں پہلے دو قلعے آپ نے ہی فتح کیے ہجرت کے موقع پر آپ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے اور راستے کی تمام تکلیفات خود برداشت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری کا حق ادا کرتے رہے۔ بلکہ ہجرت کے واقعہ میں آپ کا پورا خاندان مع ملازموں کے رازدار تھا اور اپنی اپنی مقررہ ذمہ داری سب ادا کرتے رہے۔ تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے مشرکین سے کافی اذیتیں برداشت کیں۔

جس زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم (جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوا) میں محصور تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ از خود ان میں شامل ہو گئے جب کہ ان کا مقاطعہ نہ ہوا تھا شجاعت کا یہ عالم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ اشجع الناس تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے احباب سے دریافت فرمایا کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو کسی نے عرض کیا آپ۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ہمیشہ برابر کے آدمی سے مقابلہ کیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ ہی ارشاد فرمادیں تو آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر اشجع الناس ہیں۔ اور ساتھ ہی بیان فرمایا کہ ایک دفعہ مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی کی ان کی کثرت کی وجہ سے کوئی مدد نہ کر سکا کہ اچانک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو مار مار کر مٹایا اور دھکے دے کر گراتے گئے اور ساتھ فرما رہے تھے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو جتنا ہے میرا معبود ایک ہے۔ ۱۰

اسی طرح ایک موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یوم بدر کو نبی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے تیار نہ ہوا ہر بار حضرت ابو بکر نے ہی خود کو پیش کیا کیوں کہ اس وقت یہ کام سب سے زیادہ خطرناک تھا اور وہی اشجع الناس ہیں۔ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں اپنے باپ (جو اس وقت تک کافر تھے) کو قتل کر دوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ ان کے لڑکے عبدالرحمن نے عرض کیا کہ فلاں موقع پر آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے (جب کہ وہ مسلمان نہ ہوا تھا) میں نے محبت پدری کی وجہ سے وار روک لیا تو آپ نے فرمایا اگر اس وقت تم میری تلوار

کے سامنے آجاتے تو میں تلوار نہ روکتا اس وقت اسلام و کفر کا مقابلہ تھا۔

غزوہ خندق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے لیے چند ٹولیاں مقرر فرمائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی ٹولی میں شامل ہو کر تندی سے مقررہ کام کرتے رہے اور پھر ایک دستہ کی کمان بھی سنبھالی مخالفین کو اس حصہ کی طرف جانے کی جرات تک نہ ہوئی بعد میں اسی مقام پر مسجد صدیقی بنائی گئی۔

جنگ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مسلمانوں کو غیرت دلا رہے تھے۔ اور خود خوب ڈٹے رہے اس طرح دیگر مسلمانوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ اور اس جرات کا مظاہرہ کیا کہ فتح و نصرت سے شاد کام ہوئے۔

غرضیکہ کوئی ایسا موقع آپ نے ہاتھ سے جانے نہ دیا کہ جب ان کے مال و جان کی ضرورت اسلام کے لیے درکار ہوئی تو انہوں نے جوش خروش سے والہانہ طور پر اپنے آپ کو پیش نہ کیا ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ بے شبہ جان و مال کے لحاظ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر ابدیدہ ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ جان و مال کسی اور کے لیے ہے؟ (یعنی سب کچھ آپ کے لیے ہی تو ہے) آپ کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی دیتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی امداد فرماتا ہے۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحیثیت خلیفۃ رسول اللہ آپ نے جو جہاد اور کارہائے نمایاں کیے ہیں مختصراً بقول عمر ابو نصر مصری یوں ہیں۔

در آغاز خلافت میں صورت حال یہ تھی کہ جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ مرتدین اور دوسرے دشمنان اسلام کی وجہ سے ملک کے اندر ہر طرف خانہ جنگی اور بغاوت کا طوفان برپا تھا اور سرحدوں پر قیصر و کسریٰ مسلمانوں کی تاک میں تھے اس نازک وقت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جس عزم و استقلال، جرات و بہادری اور حکمت و فراست کا ثبوت دیا روئے زمین پر اس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔ قریب تھا کہ ارتداد کی آگ سارے جزیرہ عرب کو جلا کر خاک کر دے اور اسلام کا نام ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دین خدا کی وہ خدمت انجام دی جس نے

اسلام کو دوبارہ اس جزیرہ میں زندگی بخشی۔ اسلام کی ساری تاریخ میں اس قسم کی مثال ملنی ناممکن ہے اور آج تک مسلمانوں میں کوئی ایسا فرد پیدا نہیں ہوا جس نے دین اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمت کی ہو جیسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔ ۱

آیت۔ سَتَدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ بَادٍ شَدِيدٍ . . . . . (الفتح ۲۸ ترجمہ اعلیٰ حضرت) عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلاؤ گے جو ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جاویں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا۔

اس سے سلیمہ کذاب کی قوم کے لوگ مراد ہیں جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ فرمائی۔ یہ آیت "شخصین جلییین" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحت خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر حجت اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا۔ ۲

آیت۔ اَلَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ هَرَسَ جَهْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَتَانِيْ اَنْشِيْنَ اِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا . . . . . (ترجمہ اعلیٰ حضرت) اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ ۱

یعنی وقت ہجرت مکہ مکرمہ سے جب کہ کفار نے دارالندوہ میں حضور کے لیے قتل و قید وغیرہ کے بڑے بڑے شورے کئے تھے۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) غاریں تھے جب اپنے یار سے (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) مسئلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے حسن بن فضل نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ نص قرآنی کا منکر ہو کر کافر ہوگا۔

۱۔ خلفائے محمد۔

۲۔ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ

غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ  
 اتارا (اور قلب کو اطمینان بخشا)

یہ آیت شریف ظاہر فرما رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 تھے کیوں کہ انہوں نے ہی حق خدمت ادا کیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جہاں زمین کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی وہاں  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محنت شاقہ سے تعمیر میں بھی حصہ لیا۔

بدر کے مقام پر آپ کا لڑکا مشرکین کی طرف سے آیا تھا۔ اس نے آواز دی میرا مقابلہ کون کرتا ہے  
 تو مقابلہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکل آئے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روک کر فرمایا  
 متعنی بنفسک۔ تم مجھ کو اپنی ذات سے متمتع ہونے دو۔ ۱

غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعیناتی اسلامی فوج کا جائزہ لینے اور امارت  
 کی تھی۔ اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرایا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں بھیجتے تھے بلکہ اپنے پاس  
 رکھتے تھے لیکن چند سرایہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھی بھیجے گئے۔ مثلاً بروایت سلمۃ بن اکوع  
 سرایہ بنو فزارہ میں آپ کو امارت سونپی گئی اور آپ کامیاب واپس آئے۔

بنو کلاب کی سرکوبی کے لیے جو سرایہ بھیجا گیا اس کے امیر بھی حضرت ابوبکر صدیق ہی تھے۔ ۲  
 امام ابوالحسن الواحدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے

ایک دفعہ جب اسل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ  
 عنہ کو دیکھا کہ ایک ادھڑی ہوئی قبائلی پہنے ہوئے ہیں جس پر کانٹے لگا رکھے ہیں اتنے میں  
 جب اسل علیہ السلام نازل ہوئے۔۔۔ جب اسل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر سلام  
 بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے لیے تم نے فقرا اختیار کر لیا ہے کیا تم اس بارے میں  
 خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے رب سے خوش  
 ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت خوش ہوں۔ (ابن عساکر)



ایک روایت کے مطابق جبرائیل علیہ السلام اسی لباس میں نازل ہوئے اور بتایا اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ابو بکر جیسا لباس پہن لو۔ ۱

ہجرت کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اٹھا کر غارت تک مشکل ترین راستہ طے کیا اور چرغار میں پہلے داخل ہو کر تمام سوراخ بند کیے اور آخری سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے پاؤں پر کاٹا لیکن آپ نے درد کی شدت کے باوجود جسم کو حرکت نہ دی کہ مبادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استراحت میں خلل آئے البتہ آنکھوں سے قطرات اشک فرق اقدس پر گر گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر پوچھا ابو بکر کیا ہوا۔؟ عرض کی سانپ نے ڈسا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک لگا کر درد رفع فرمائی۔ یہ درد آپ کی وفات پر نمودار آئی۔ جو موت کا سبب بنی۔ ۲

بذلة نفسه ومفارقة اهله وماله ورياسته في طاعة الله ورسوله <sup>صلى الله عليه وسلم</sup>

وملائمة النبي <sup>صلى الله عليه وسلم</sup> ومعاداة الناس فيه۔ (خازن)

یعنی اللہ ورسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے اہل و عیال خویش و اقارب مال و متاع اور گھر بار کو خیر باد کہہ دینا اور اپنی جان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر کے تمام لوگوں سے دشمنی مول لینا یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حوصلہ تھا۔

جملہ نفس و قایت عند (خازن)

یعنی اپنے نفس کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کے لیے ڈھال بنایا۔

قال لمن قتل فانا رجل واحد وان قتلته هلك الامم (خازن)

(ابو بکر نے) عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو صرف میری جان ہی جائے گی لیکن (خدا نخواستہ) اگر آپ قتل ہو گئے تو تمام امت ہلاک ہو جائے گی ۳

۱ تاریخ الخلفاء۔ ۲ رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الہدایات ص ۱۳۸

۳ بحوالہ فضائل شیخین ص ۳۴

جنگ احد کے موقع پر جب کچھ مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کر دیا تو مشرکین نے پشت کی جانب سے حملہ کر کے بڑا نقصان پہنچایا حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے اور ایک گڑھے میں گر گئے اس موقع پر سب سے پہلے وہاں پہنچنے والے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس موقع پر مشرکین نے بڑا اظہار مسرت کیا اور ان کے سردار نے پکارا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سے منع فرمایا۔ جواب نہ ملنے پر پھر پکارا کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں پھر جواب نہ ملنے پر پکارا کیا عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ خاموشی پا کر انہوں نے ہل اور لات کی بے کے لغزے لگائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سب زندہ و سلامت ہیں۔ (بخاری شریف جلد دوم)

یعنی مخالفین کے نزدیک بھی اسلام کے وجود کا انحصار ان ہی تین شخصیتوں پر تھا۔

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا (یعنی کمال جرات و ہمت کا مظاہرہ کیا) اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ مومن آل فرعون (رجل) مومن من آل

فرعون (الآیۃ) اچھا ہے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ابوبکر کا ایک لمحہ مومن آل فرعون کے ہزار لمحات سے بہتر ہے کیوں کہ وہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔ ۱۱۔ اے

آپ کا قول :- لا یدع قومہا لجهاد فی سبیل اللہ الاخذنہم اللہ بالذل۔

جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتی ہے اُسے اللہ ذلت سے ہمکنار کر کے چھوڑ دیتا ہے۔

(پہلا خطبہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

۱۱ تاریخ الخلفاء جلد اول ص ۵۲ - مسند بزاز

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سب سے پہلے تلوار کے ساتھ جس نے اظہار کیا وہ

۱۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۲۔  
حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے

باپ پر ایسے حوادث و مسائب ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے تو ان  
کو ریزہ ریزہ کر دیتے ایک طرف نفاق گھسا ہوا تھا اور دوسری طرف عرب مرتد ہونے لگے۔ ۳۔  
یعنی آپ کی استقامت و ہمت کے طفیل سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ ۴۔

آیت۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل۔

مالی خدمات | اُولَئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ اَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا  
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

(ترجمہ اعلیٰ حضرت) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے  
ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(حاشیہ از سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

(شان نزول کلہی نے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ آپ

پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جس نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی حمایت کی (اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن فتح  
مکہ سے پہلے مال و زر خرچ کرنے اور جہاد میں حصہ لینے والوں کا مرتبہ انتہائی بلند ہے ان کی برابری کوئی  
نہیں کر سکتا ان کے درجات کا تفاوت ہے)

سورہ وائل اذا یغشیٰ ۵۰۰ کی زیادہ تر آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خصوصی

فضائل پر مشتمل ہیں۔

۱۔ فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۴۵ بحوالہ شاہ ولی اللہ۔

۲۔ ایضاً۔ ص ۶۶۔

۳۔ فتوح البلدان بلاذری۔

حضرت پر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نظر گرٹھ نثر لے گئے اور سبق میں سورہ والیل کی تفسیر فرما کر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایسے استدلال قائم کئے کہ حاضرین میں سے جو افراد شیعیت کی طرف مائل تھے وہ راہِ راست پر آگئے (مہر منیر ص ۳۰) اس سورۃ کی چند آیات کا ذکر زیر عنوان

انکار صدیق آچکا ہے۔

و سیخنها الا تقی (ترجمہ اعلیٰ حضرت) اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے  
و لسوف یبصروا :-  
جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی  
رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

شان نزول :- یہ آیتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں  
جن میں سے ایک حضرت صدیق اتقی ہیں اور دوسرا اُمیہ اشقی۔ اُمیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ

جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور  
سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم

زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھران کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ ایمان ان کی زبان پر جاری  
ہے آپ نے اُمیہ سے فرمایا اے بد نصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں! اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف  
ناگوار گزری ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر ان کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

کفار نے جب یہ سنا کہ بڑی گراں رقم کے بدلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو خرید  
لیا ہے تو ان کو حیرت ہوئی کہ شاید بلال کا کوئی احسان ان پر ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمادی

کہ یہ محض خوشنودی اللہ و رسول کے لیے ہے۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا متعدد غلاموں  
کو بھی خرید کر آزاد فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جزا رکابھی ساتھ ہی اعلان فرمادیا کہ جس طرح اللہ و رسول اللہ

کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے راضی کیا ہے اللہ بھی ان کو جلد ہی راضی کر دے گا اور یہ ایک خاص مقام

ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نصیب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ہی مخصوص ہے۔  
ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس کا شان نزول ہیں۔ لہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خریداری اور آزادی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی پسندیدہ تھی کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صدیق اس سودے میں ہمیں بھی شامل کر لو تو آپ نے عرض کیا۔ ۵

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو

گمردش آزاد پیش روئے تو (شعری مولانا روم)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں بایں الفاظ اظہار کیا ہے۔ افضل الاولیاء محمد میں سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے یہ عرض کیا۔ گفت ما دو . . . . . (ص ۹۳)

مشہور غلام جو آپ نے خرید کر آزاد کیے، بلال۔ عامر بن فہیرہ۔ ابو فکیہ۔ بسینہ۔ زنیہ۔ ہندیہ رنبت نہدیہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما نفعنی مالٌ قط ما نفعنی مال ابی بکرا مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی۔ هل انا و مالی الا بل یا رسول اللہ میری جان و مال کے مالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کون ہے یا رسول اللہ؟ ۱

مشرف باسلام ہوتے ہی جمع شدہ سرمایہ قریباً چالیس ہزار دینار یا درہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے صرف کر دیئے۔ ۲

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی جو دس دینار تھی۔ ۳  
اپنی لڑکی عائشہ صدیقہ طاہرہ ام المؤمنین کا حق مہر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خود ہی ادا فرمایا۔ جنگ تبوک میں گھڑ کا پورا مال لاکر حضور اکرم کے قدموں پر بچھا کر دیا۔ شعر ذیل میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ۴

۱ ترمذی۔ اصحیٰ مسند بسند صحیح عن ابی ہریرہ بحوالہ الامن والعلیٰ۔ ص ۶۷۔

۲ تاریخ الخلفاء ص ۵۲۔ ۳ فتح الباری ۱۹۳۔

۴ مستدرک حاکم و استیعاب بحوالہ ازالۃ الخلفاء۔

پردانے کو چراغ ہے بس کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس (اقبال)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح بچھک استعمال فرمایا کرتے تھے۔ ۱

حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ جس کسی نے کوئی بہتر سلوک یا احسان کیا میں نے اس سے بہتر بدلہ اس کو دے دیا لیکن ابو بکر صدیق کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہی ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

”اللہ ورسول اللہ کی اس سے بڑھ کر خوشنودی کسی شخص کو حاصل نہ ہو سکی“

سخنیت خلیفہ رسول اللہ جو وظیفہ بیت المال سے حاصل کیا وہ بھی واپس بیت المال میں جمع کر دیا جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد والوں کو نہایت مشکل میں ڈال دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے فرمایا تھا۔ لا اسئلكم علیہ اجراً تو خلیفۃ الرسول نے بھی عملاً ان کے نقش قدم پر چل کر پیروی کا حق ادا کر دیا کہ خدمات کا صلہ نہ لیا۔

انہ یس من الناس احدٌ اَمَّن علی فی نفسه و مالہ من ابی بکر ۲

حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ ہجرت حبشہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں ابن دثنہ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو آپ نے بتلایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو اس نے کہا تم جیسے شخص کو کیسے شہر بدر کیا جاسکتا ہے تم غریبوں کی مالی امداد کرتے ہو صلہ رحمی کرتے ہو اپنا ہجوم کا سہارا ہوا اور حق کی طرف سے حوادث کا مقابلہ کرتے ہو تم میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں تم خدا کی عبادت کرتے رہنا لیکن بعد میں آپ نے اس کی پناہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں (البدایۃ والنہایۃ ابن اثیر) (بعینہ اسی قسم کے الفاظ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تھے جب کہ پہلی حجی آنے پر آپ نے اظہار پریشانی فرمایا تھا)

۱ الخلیب بروایت سعید بن المسیب تاریخ الخلفاء ص ۵۱۲۔

۲ کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا کسی کا آپ کے ذمہ قرض ہو وہ میرے پاس آئے تاکہ وعدہ پورا کروں اور رقم ادا کروں (بخاری)

جس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور خود معمولی ٹاٹ زیب تن کر کے حاضر خدمت ہوئے تو جبرائیل امین نازل ہوئے اور ان کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر فرمایا اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجتا ہے (صیر الخلفاء سیوطی)

حضرت ابو بکر کے بارے میں ابن از نقل کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شیخ کو وہیں کیوں نہ چھوڑ آئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا میں نے عرض کیا یہ ان کا فرض ہے کہ وہ خود آپ کے پاس آتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کی عزت ان کے رُط کے (ابو بکر صدیق) کے احسانات کی وجہ سے کرتا ہوں۔ اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا جس نے مجھے جانی اور مالی امداد دی اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی لہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود تنگی و ترشی میں گزارا کیا کرتے تھے لیکن عزباد کو سردیوں میں کپڑے مہیا کرتے۔ ۷

ایام مرض میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو اختیار دیا اگر وہ چاہے تو دنیا میں رہے اگر چاہے تو جو اقدس کی جانب نقل کرے۔ اس بندہ نے بھی مولا کے پاس جانا منظور کیا ہے جتنے صحابہ موجود تھے ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہیں سوائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی فوراً روپڑے اور

تاریخ الخلفاء ص ۵۷ (اردو)

ابن اثیر ج ۲ ص ۲۹

سمجھ گئے کہ آپ اپنے حال کی خبر دے رہے ہیں۔ آپ کا سفر آخرت قریب آپہنچا ہے اس کے بعد حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں سے مجھ پر خرچ اور مدد کرنے والا مال سے ابو بکر صدیق ہے مگر میں سوائے خدا کے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اخوت اسلام باقی ہے۔ مجھ کی طرف جتنے دروازے ہیں سب سوائے دروازہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بند کر دو۔

النووی بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۵۹۔ جذب القلوب شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۹ (بخاری جلد اول) اسی اثنا میں بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سب کے دروازے بند کر دیے ہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اپنی طرف سے نہیں کیا اس میں مجھے اختیار نہیں ہے اور فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر میں ایک نور دیکھتا ہوں۔ ۱

صحابہ کرام نے فرمایا وہ کان ابو بکر ہو ا علمنا کہ ابو بکر ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما صتب اللہ ثیباً فی صدری الا وقد صببتہ فی صدری بکر یعنی اللہ تعالیٰ نے جو میرے دل میں ڈالا تھا وہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دیا۔ ۳

آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ما صتب اللہ ثیباً فی صدری الا صببتہ فی صدری بکر۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں کوئی چیز نہیں ڈالی جس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نہ ڈالا ہو۔ اور جتنی جتنی مناسبت زیادہ ہوتی ہے محبت کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت صدیق جمیع اصحاب سے افضل ہو گئے اور کوئی شخص ان میں سے ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا کیوں کہ آپ کی مناسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ تھی

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز روزہ کی زیادتی کی وجہ سے یہ فضیلت نہیں ملی بلکہ ایک دوسری چیز سے ملی جو اس کے سینے میں ڈالی گئی۔ (یہ روایت مجالس المؤمنین شیعہ میں بھی موجود ہے)

۱ جذب القلوب ص ۱۶۰ ۲ بخاری جلد اول فضائل ابو بکر صدیق ۳

۳ مکتوب ۹۳ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۲ جلد ۳۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جامع لاصول الاولیاء ص ۱۱۰

بحوالہ قانون تصوف ص ۱۰۶۔ تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۱۲۔



علامہ کہتے ہیں وہ چیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فنانی حب الرسول ہے۔ لہ

زمانہ قبل از اسلام میں آپ علم انساب علم تعبیر اور فیصلہ ہائے خونیہ ہار کے ماہر تھے اور چونکہ بچپن سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے لہذا فیض محبت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام اپنے میں سے آپ کو سب سے زیادہ صاحب علم سمجھتے تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضرت عثمان اور آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

جن پاکباز شخصیتوں کو وحی الہی کی کتابت پر فائز فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے کرام کبرہ یعنی ذی مرتبہ اور پاکباز فرمایا اور ان پر طعن کرنے والوں کو سخت الفاظ سے یاد فرمایا۔ وہ ہیں حضرات ابو بکر عمر عثمان علی معاذ یہ ابی بن کعب اور زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین۔ یہ وحی کے امین و مبلغ ہیں اور یہ ان کی بڑی عظمت و جلالت قدر ہے۔

جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچنے والے تھے تو شہر کے باہر قیام فرمایا آپ ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے اور حضرت ابو بکر وہاں کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک پتہ چلنے پر انصار مدینہ وہاں ہی پیش قدمی کے لیے پہنچ گئے تو ناواقف لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرنے لگے آپ نے فراست سے معلوم کر لیا کہ لوگ انہی کو رسول اللہ تصور کر رہے ہیں لہذا فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں کھڑے ہو گئے کہ آنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا آقا و مولا کون ہے (بخاری) اس سے ظاہری مماثلت صدیقی بھی معلوم ہو رہی ہے۔

وكان ابوبکر مقدماً في كل خير وكان رجلاً نسابة (العقد الفريد) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہر اچھے کام میں آگے آگے رہتے تھے اور علم انساب میں بڑے ماہر تھے۔ کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتے تھے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب کی اجازت چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر علم انساب کے ماہر ہیں ان سے مشورہ کر لو تو حضرت حسان نے آپ سے مشورہ کے بعد جوابی اشعار کہے۔ قریش یہ اشعار سن کر کہتے تھے کہ ان

۱۔ رسالہ در رد و افاض مؤلفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ حکیم غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ رشتہ - ص ۵۸ -

شعروں میں ابو بکر کا مشورہ ہے۔ ۱

اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایام عرب یعنی عرب کے جھگڑوں وغیرہ یعنی تاریخ عرب کے بھی بخوبی واقف تھے بلکہ آپ کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی معلومات بہت زیادہ تھیں جیسا کہ عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ **ولا اعجب من علمك بالشعر وایام الناس اقول ابنة ابی بکر وكان اعلم الناس۔**

اے اماں... مجھے آپ کے علم شعر و تاریخ پر تعجب نہیں کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جو سب سے بڑے عالم تھے۔ ۲

تعبیر روایا کے سلسلہ میں ابن سیرین جو تعبیر کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔ **كان ابو بکر اعبر هذه الامة بعد النبي (صلى الله عليه وسلم) يعني رسول كريم صلى الله عليه وسلم** کے بعد اس امت میں فن تعبیر کے سب سے بڑے عالم ابو بکر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب بیان فرمایا کہ میں نے پہلے کالی بھیڑیں دیکھی اور پھر اور آئیں جن کی رنگت کافرق تھا سفید بالوں والی جن میں سرخی بھی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے باجائزت تعبیر بیان کی کالی بھیڑیں اہل عرب اور سفید عجمی لوگوں کے مسلمان ہونے کی بشارت جبکہ عجمی لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت عرب والوں کے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی مجھے یہی کچھ بتلایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا ان کے گھر میں تین چاند اترے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خواب سچا ہے تمہارے حجرہ میں تین دنیا کے بہترین افراد دفن ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بتلایا یہ ہے تمہارا چاند اس کے بعد خود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس میں دفن ہوئے۔ **دا زالت الخلفاء بجواله موطا امام مالک) شاہ ولی اللہ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیان فرما کر تعبیر لیتے تھے۔**

۱ استیعاب ابن عبدالبر (باب حسان رضی اللہ عنہ)

۲ مسند احمد بن حنبل جلد ۶۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تہذیب السنوی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے علماء نے اسے دلیل ثابت کیا ہے کہ آپ (یعنی صدیق اکبر) بہت بڑے عالم تھے ان کا قول صحیح ہے یعنی بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ خدا کی قسم میں اُسے ضرور قتل کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں منقہ ڈالے گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک نخیل کے لیے بھی منع کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا کرتے تھے میں اس کے روکنے پر ان کے ساتھ مقابلہ کروں گا۔ شیخ ابواسحق نے یہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں طبقات میں اس امر پر نقل کی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عقلمند تھے کیوں کہ جب کسی امر میں آپ کے ماسوائے صحابہ میں اختلاف پیدا ہوتا تھا تو وہ عاجز ہو کر آپ سے فیصلہ کرتے اور اسی پر عمل کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کون کرتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا میں ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ ۲

ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے پڑھے لکھے تھے یعنی علم قرآن میں خصوصاً تمام صحابہ میں بڑے عالم تھے کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی امام نماز بنایا جب کہ آپ ہی کا حکم ہے کہ علم قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا قوم کا امام ہوگا۔ ۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم حدیث کے بھی بہت بڑے ماہر تھے جب کبھی کسی موقع پر صحابہ نے آپ کی طرف رجوع کیا آپ ان کے سامنے اسی معاملہ کی حدیث لے کر آگئے جس کو دوسرے نہ جانتے تھے۔ پھر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعثت سے وصال تک رہے۔ آپ خدا کے تمام بندوں میں سے ذکی ترین تھے اور عقلمند ترین بھی۔ ۴

ابوالقاسم البغوی میموں ابن مہران سے نقل کرتے ہیں (مختصراً) آپ کسی معاملہ میں بھی پہلے قرآن مجید سے پھر حدیث سے فیصلہ کرتے اور اگر کسی معاملہ میں تردد ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱ تاریخ الخلفاء اردو ص ۵۸ - ۲ ایضاً -

۳ ایضاً - ۴ ایضاً ص ۵۹ -

کے کسی فیصلہ کے بارے میں دریافت کرتے اگر کوئی فیصلہ نہ ملتا تو لوگوں کے مشورہ سے معاملہ طے کرتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے استفادہ کرتے تھے۔ ۱۴

جبیر بن مطعم قرظی اور علم الانساب کے بہت بڑے علامہ تھے کہتے تھے کہ میں نے یہ علم حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔ ۱۵

رسول کریم نے صحابہ کو فرمایا کہ اپنے خوالوں کی تعبیر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لیا کرو۔ ۱۶

ابن کثیر کہتے ہیں ابو بکر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور اعلیٰ درجہ کے داعظ تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع

پر بظاہر شرط کچھ ناگوار معلوم ہوتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مذہب کے

مصلحت میں بے عزتی کیوں برداشت کریں؟ آپ نے موزوں جواب دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی اظہار احساس کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بعینہ وہی

جواب دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا (بخاری)

ایک عیسائی مستشرق تاریخ دان لامنس نے لکھا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیروں میں سب سے زیادہ عقلمند۔ سب سے زیادہ مدبر اور سب سے زیادہ وسیع النظر تھے۔ ۱۷

مالعین زکوٰۃ کے سلسلے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کردار پر اکثر صحابہ نے نرمی کا مشورہ دیا

تھا لیکن آپ نے تسلیم نہ فرمایا بعدہ سب صحابہ نے آپ کے موقف کی تائید کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ کا قول ہے۔ فنا هو الا ان رأیت قد شرح صدر ابی بکر۔ میں نے دیکھ لیا

کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ ۱۸

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "رحم اللہ ابا بکر ہو کان اعلم

متی بالرجال۔ اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس واقع

ہوئے ہیں۔ ۱۹

۱۲ ایضاً

۱۱ تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۱

۱۳ الدیلمی مسند الفردوس میں دار ابن عمار نے سمر سے نقل کیا ۱۴ خلفائے از ابو نصر مصری سیرۃ صدیق رضی اللہ

۱۵ فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۴۳

۱۶ صدیق اکبر ص ۱۸۵

۵۔ رسول اللہ نے سب سینۃ صدیق کو سونپا

جو ان کے سینۃ اقدس میں تھا فوراً مبین کو لی۔ تاج

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ نے ہی الصدیق کو خلیفہ بنایا کیوں کہ وہ سب سے

زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی۔ اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ ۱

علامہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم و فضل حضرت امیر المؤمنین ابو بکر

رضی اللہ عنہ کا حصہ تھا۔ فصاحت لسانی میں تمام عرب سرزمین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال پیدا نہ

کر سکی۔ ۲

صحابہ کرام میں جب بھی کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ کی جانب رجوع کرتے۔ آپ کے فیصلے میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ ۳

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

کی تعظیم کرنا اور محبت رکھنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس بارے میں صرف ترغیب ہی نہیں دی بلکہ حکم فرمایا کہ آپ کے صحابہ کرام سے محبت کی جادے

اور اس محبت کو اپنی محبت ہی قرار دیا اور صحابہ کرام سے بغض و عناد کو اپنے ساتھ بغض و عداوت قرار دیا اور ان کو ایذا

پہنچانے کو اپنے ساتھ ایذا رسانی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔

جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

بعض علماء کرام نے والجم (قلم ہے ستارے کی) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام

مراد لیے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو صحابہ کرام کے گھوڑوں کے سمنوں سے نکلنے والی چنگاریوں کی قلم اٹھائی ہے

یہ صحابہ کرام ہی تو ہیں جن کی وساطت سے قرآن و سنت اسلام و ایمان ہم تک پہنچا ہے اگرچہ صحابہ کرام معصوم

نہیں۔ ان سے غلطی کا امکان ہے لیکن ان کے خلوص پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ان تمام صحابہ کرام کا مرتبہ نہایت

بلند ہے لیکن ان میں بھی مراتب کا فرق ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد کے صحابہ سے فتح مکہ سے پہلے والے

۱۔ تاریخ الخلفاء سیوطی - ۱۱۲

۲۔ بہان الاسلام ص ۱۵۳ -

صحابہ کا مرتبہ بلند ہے خصوصاً جنہوں نے مال و جان کی قربانیاں پیش کیں اور السابقون الاولون من المهاجرین والانیصار کا اعزاز پایا پھر ان میں سے بھی بیعت رضوان والوں کا مرتبہ زیادہ ہے ان میں سے جنگ احد میں شامل ہونے والوں کا ان سب میں سے بلند مرتبہ والے بدری صحابہ ہیں۔ ان بدریوں میں سے عشرہ مبشرہ میں اور عشرہ مبشرہ میں سے بلند ترین مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سے زیادہ افضل کوئی نہیں۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ عقائد کی تمام کتب میں تصریح ہے۔

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ  
رَفِيقًا. (النسار ۶۹) -

(ترجمہ اعلیٰ حضرت) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مختصراً مراتب جلیلہ کا اظہار فرمایا ہے اور بالترتیب عملاً بھی ایسا واقعہ ہوا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت رسالت پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ متمکن ہوئے اور پھر حسب مراتب ان کے جانشین بالترتیب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ شہداء کرام سے ہوئے اور پھر صالحین میں سے حضرات حسن و معاویہ امیر المومنین کی حیثیت سے امور خلافت کے مختار ہوئے۔

أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

ترجمہ - ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان سے مراد حضرات ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔

اہل سنت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے افضل

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر ان کے بعد باقی

جو جنگ بدر میں تھے پھر ان کے بعد جو جنگ احد میں تھے پھر وہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور پھر ان کے ماسوا صحابہ رضوان اللہ علیہم

ابو منصور بغدادی نے اس کو ایک امر حق ذکر کیا ہے اور اس پر اجماع ہے۔ لہ  
اہلسنت وجماعت کی کتب میں سے چند حوالہ جات کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
افضل البشر بعد الانبیاء ہیں :-

- ۱ - الفقه الاکبر سراج الامة امام ابو حنیفہ ص ۱۱ - ۱۱ - نعیم العرفان ص ۹۳
- ۱۲ - وصیت نامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ص ۲۴ - ۱۲ - عقائد الفرائد در بیان احسن العقائد اردو ترجمہ
- ۳ - قصیدہ بدآ الامالی ص ۳۲ - یواقیت الجواہر عبد الوہاب شحرانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۳
- ۴ - بیان السنۃ المعمرہ عقیدہ الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۷ - ۱۳ - غایۃ التحقیق علی حضرت بریلوی مکمل کتاب
- ۵ - الصراط السوی ترجمہ عقائد توپشتی ص ۲۵۲ - ۱۴ - کتاب العقائد سید محمد نعیم الدین ص ۲۸
- ۶ - العقیدہ الحسنۃ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۵ - ۱۵ - عقائد اہل سنت وجماعت علامہ نور بخش توکلی ص ۲۸
- ۷ - شرح العقائد لنعفی تہذیب العقائد ص ۱۵۵ - ۱۶ - ہمارا اسلام حصہ چہارم ص ۲۸
- ۸ - ملافتا زانی ص ۱۲۸ - ۱۷ - مسلک مجدد ص ۱۳
- ۹ - عقائد اسلام (حقانی) ص ۲۲۳ - ۱۸ - عقائد نامہ مولانا ضیاء الدین خالد البغدادی
- ۱۰ - نور الایقان ترجمہ اردو تکمیل الایمان شاہ عبدالحق ص ۶۸ - انگریزی ترجمہ حسین الحلیمی ترکی ص ۴۱

واتخذ الله ابراهيم خيلا (النساء) اور ابراهيم  
فضائل و افضليت صديقى عليه السلام وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلیل بنایا۔ زیر آیت مذکور

صاحب تفسیر مواہب الرحمن تحریر فرماتے ہیں :-

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر خطبہ میں  
فرمایا۔ ایتھا الناس لو کنت متخذاً من اہل الارض خیلاً لا اتخذت ابا بکر  
ابن ابی قحافہ خیلاً و لکن صاحبکم خلیل اللہ (روایت بخاری و مسلم)  
یعنی اگر میں اہل زمین سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔ و لکن تمہارے صاحب کا خلیل  
اللہ تعالیٰ اور یہ آیت کئی طرق سے آئی ہے اور یہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخصوص تھی۔ لہ

یا ایہا الذین آمنوا من یرقد... واللہ واسعٌ علیم (المائدہ ۵۴)  
 آیت مذکور کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ  
 کی حالت کے بیان میں اس کا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور  
 ان کا لشکر صحابہ و تابعین ہے جنہوں نے مرتدوں پر جہاد کیا۔ صحابہ نے کہا انبیاء علیہ السلام کے بعد کوئی  
 شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا کہ لڑائی کرنے میں انبیاء میں سے ایک نبی کے قائم مقام  
 ہوئے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اس کو مکروہ جانا اور  
 بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہیں ان پر کیوں کہ جہاد ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم کہاں تک اس بے شمار  
 قوم سے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مشقت اٹھائی تھی غرضیکہ سب نے  
 اختلاف کیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا ان پر جہاد کرنے کا قصد فرمایا اور تلوار حائل کر کے  
 باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ ان کے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی پس  
 ابن مسعود نے فرمایا کہ ہم نے ابتدا میں اس جہاد کو مکروہ جانا پھر انتہا میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ  
 عنہ کا شکر یہ ادا کیا یعنی "اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا"۔ ۱۷

ثانی اثنتین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن  
 ان اللہ معنا۔

(غار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی (ابوبکر صدیق) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے صاحب (ابوبکر) سے فرمایا خوف نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی  
 معیت خصوصی رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے)  
 فان اللہ ہو مولد و جبریل و صالح المومنین و الملائکة بعد ذالک ظہیر  
 اس آیت کی تفسیر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالح المومنین ابوبکر و عمر۔ (یہ نیک مسلمان  
 صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں)۔ ۱۸

۱۷ مواہب الرحمن پارہ ۶ ص ۱۳۵ - ۱۳۶ رواہ الطبرانی فی الکبیر و ابن مردودیہ و الخطیب عن ابن مسعود  
 ص ۴۹ - ۲۴۱ الامن والعلی اعلم حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم صحابہ  
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سب سے بہتر و افضل سمجھتے تھے (بخاری باب فضل ابو بکر)  
 ابو العلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنے جڑ مشہور میں حضرت  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج جس جس  
 آسمان سے میں گزرا میں نے دیکھا۔

فیہا مکتوبٌ محمد رسول اللہ و ابو بکر الصدیق خلیفہ  
 یعنی اپنا نام لکھا ہوا محمد رسول اللہ اور اس کے بعد ابو بکر صدیق - ۱  
 دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو درداء سے روایت کی ہے کہ نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی۔

قال رایت لیلة اسرئالی فی العرش فر نذت خضرا فیہا مکتوب بنور البیض  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابوبکر الصدیق - عمر الفاروق

میں نے عرش میں ایک سبز جو اہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر  
 الصدیق عمر فاروق یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اس کے رسول ہیں اور ابو بکر صدیق اور عمر  
 فاروق - ۲

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا تو اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق و مغرب تک تھا لکھا  
 " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انہیں کے واسطے سے لوگ انہی کے وسیلے سے دو لگا  
 ان کی امت سب امتوں سے افضل اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 و افضلها ابوبکر الصدیق ۳

۱ تفسیر آیات قرآنی ص ۲۸۶

۲ تفسیر آیات قرآنی ص ۲۸۶

۳ الراعی عن سلمن ص ۳۶ الامن والعلی تالیف اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سید الناس یوم القیامتہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ الکرامة والمفاتح  
یومئذ بیدنی عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)  
کلید ہائے بہشت و ابواب رحمت یعنی بہشت و ابواب رحمت کی کنجیاں (اشعۃ المعانی)

ابن عبد ربہ کتاب ہیجۃ المجالس میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔  
(مختصراً) برد زقیامت مالک داروغہ دوزخ پکارے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ  
عنه کے سپرد کر دوں اور رضوان داروغہ جنت پکارے گا کہ اے گروہِ مسلمین اللہ تعالیٰ نے مجھے  
حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ  
ابوبکر کے سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ گواہ ہو جاؤ۔

ان الله امرني ان ادفع مفاتيح جهنم الى محمد امرني ان  
ادفع الى ابي بكر، هاراشهدوا۔

ان الله امرني ان ادفع مفاتيح الجنة الى محمد امرني ان ادفع  
الى ابي بكر، هاراشهدوا۔

حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوة میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ  
سے راوی کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برد زقیامت جب سب اگلے پچھلے جمع ہوں  
گے تو عرش کے پاس دو منبر نور کے بچھائے جائیں گے جن پر دو شخص چڑھ کر پکاریں گے۔ ایک کہے  
گا میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کے سپرد کر دوں۔

وان محمد امرني ان اسلمها الى ابي بكر وعمر ليذخلا بيها الجنة  
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر و عمر کو دے دوں تاکہ وہ اپنے دوستوں کو  
جنت میں داخل کر دیں۔

۱ علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی التافعی فی باب السابع من کتاب التحقيق فی فضائل الصديق من کتاب الاکتفا  
فی فضل الاربعة الخلفاء بحوالہ الامن والعلی ص ۶۲

اور اس طرح داروغہ جہنم مالک پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کا حکم دیا ہے۔ و محمد امرنی ان اسلمھا الی ابی بکرٍ و عسرا لید خلا  
بغضیہما النار الا فاشهدوا۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کو دسے دوں تاکہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔ گواہ ہو جاؤ۔ ۱

ابو بکر شافعی نے خیلانیات میں روایت کی ”بروز قیامت خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔“

علامہ شہاب الدین خجاجی نے نسیم الریاض شرح الشفا میں نقل کیا۔ ۲

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین و ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاصحاب و الاولیاء یعنی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اولیاء و اصحاب سے افضل ہیں یعنی صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن و سنت و اجماع امت کے ساتھ مکابر ہے۔ ۳

جب اپنا تمام مال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا تو دریافت کرنے پر عرض کیا ”القبیت لہم اللہ و رسول“ یعنی میں نے گھر والوں کے لیے اللہ و رسول کو باقی رکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا ”میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت نہ لے جا سکوں گا۔“ ۴

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

ما ولد فی الاسلام مولود ازکی و لا اطہر و لا افضل من ابی بکر ثم عسرا

یعنی اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہو جو ابو بکر پھر عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ستھرا۔ پاکیزہ اور زیادہ فضیلت والا ہو۔ ۵

۱ الامن والعلی ص ۶۳ ۲ الامن والعلی ص ۶۴

۳ جنار اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة از علی حضرت ص ۱۱۵-۱۱۶

۴ دارمی۔ ابوداؤد۔ ترمذی وغیرہ، بحوالہ الامن والعلی، ص ۱۱

۵ ابن عساکر، بحوالہ جزاء اللہ، ص ۶۳

سیدنا علی فرماتے ہیں وہل انا الاحسن من حسنات ابی بکر یعنی میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی لے ابن عساکر سلام بن ابی الجعد سے راوی کہ حضرت ابوبکر کے متعلق محمد بن حنفیہ عدیہ الرحمہ نے فرمایا کان افضلہم اسلاما حین اسلحہ حتی لحق بوبکر ، وہ جب

سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب کے پاس گئے ان کا ایمان (یعنی ابوبکر صدیق کا) افضل رہا لے

محمد عبد اللہ محض بن امام حسن ثنی نے فرمایا۔ یستلونی عن ابی بکر وعساکر لہما افضل عندی من علی۔ مجھ سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کرتے ہیں میرے نزدیک ہر دو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۳

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد مکرم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ، عرض کیا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ . . . . میں نے عرض کیا ان کے بعد پھر آپ ہیں ؟ تو فرمایا میں تو نہیں مگر ایک فرد مسلمانوں میں سے۔ ۴

سیدنا حضرت علی نے فرمایا ترجمہ ، اے لوگو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جس نے ایسا کہا وہ مفتری ہے اور اسے مفتری کی حد آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ ۵

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ جو مجھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دے گا اسے مفتری کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔ ۶

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون جائیں گے تو آپ نے فرمایا . . . . وہ دونوں ابوبکر و عمر جنت کے پھل کھائیں گے اس کے پانی

۱۴ فضائل الصدیق ، البوطالب عشاری بحوالہ جزاء اللہ ، ص ۶۳  
۱۵ جزاء اللہ ص ۶۵  
۱۶ دارقطنی بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۶

۱۷ بخاری جلد دوم مترجم ابو نعیم فی حلیۃ وغیرہ ص ۳۸۵

۱۸ عشاری کتاب فضائل الصدیق۔ اصہبہائی کتاب الحجۃ۔ ابن عساکر۔ تاریخ دمشق وغیرہ بحوالہ جزاء اللہ ص ۵۹

۱۹ استیعاب و دارقطنی وغیرہ بتغییر الفاظ ابن عساکر۔ امام احمد۔ حاکم مستدرک وغیرہ

سے سیلاب ہوں گے اور مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔ ۱

جب لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو آپ فرماتے ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں۔ کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے۔ ۲

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کے خلاف اعلان جہاد فرمایا جب کہ دیگر صحابہ کرام اس حق میں نہ تھے تو کامیابی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ ما اری ابا بکر الا ان شرح اللہ صدرہ للقتال یعنی واللہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرتدین سے قتال کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا۔ ۳

واللہ لیوم ویلۃ ابی بکر خیر من عمر و آل عمر ثم ذکر لیلۃ الغار الی قال واما لیوم فذکر قتالہ لمن ارتد۔ ۴

اللہ کی قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر و آل عمر کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں وہ رات غار حرا کی رات اور وہ دن مرتدین سے جنگ کے فیصلے کا دن ہے۔

الورجار العطاشی مدینہ شریف گئے تو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع میں ایک صاحب

دوسرے کا سر چوم رہے ہیں اور چومنے والا کہہ رہا ہے۔ انا فداؤک ولو لا انت لنہلک

میں آپ پر فدا اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے (بلسلہ جنگ مانعین زکوٰۃ جو ذلیل و خوار ہوئے) یہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر چومنے والے تھے (ان کی ہمت جبرأت

پامردی مستقل مزاجی اور عزم بالجزم اور ثابت قدمی کی داد دے رہے تھے۔ ۵

۱ کتاب الحجۃ اصہبانی والبولالب عشاری بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۱

۲ طب البانی۔ معجم اوسط ۳ کنز العمال ۳۱۳

۳ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۱۳

۴ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جلد ۱ ص ۹۹

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ہوا فتہ بعد الاربعة یعنی خلفاء اربعہ کے بعد فقہ میں ان کا مرتبہ ہے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تعلیم دینے کے لیے کوفہ بھیجا تو ان کو لکھا کہ میں ان کو اپنے سے علیحدہ نہ کرنا چاہتا تھا لیکن تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا قول ہے

لقد قمنا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماً لا نأمنك فيه لو لا ان الله من علينا بابي بكر...

ترجمہ - ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا خلیفہ عطا فرما کر احسان نہ کرتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ اے مذکورہ بالا کا تعلق اس موقع سے ہے کہ جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا کچھ نو مسلم مرتد ہونے لگے بسلمہ وغیرہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے ساتھ کچھ لوگ لگا لیے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ پیش آیا حتیٰ کہ مخالف حکومتوں کے دل میں ولولہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں سے اب بدلہ لیا جائے اور ان کو تاراج کر دیا جائے۔ ایسے غیر موافق حالات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ذات عالی ہی تھی جس نے اسلام کی حفاظت کے لیے وہ کچھ کیا کہ جو صرف نبیوں کی شان کے لائق تھا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جبرأت و ہمت اور استقلال سے تمام حوادث پر قابو پایا بلکہ اپنی قریباً ڈھائی سالہ خلافت میں مملکت اسلامی کو مزید وسیع کر دیا اور نتیجتاً مسلم و غیر مسلم سب کو ان کی عظیم ترین خدمات کا اعتراف کرنا پڑا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ ہی ان کی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا کیوں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں اور سلوک کا بدلہ نہیں دے سکتا تو اور کون دے سکتا تھا۔

علامہ امام ابو بکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور قاضی عیاض صاحب الشفا شریف کے استاد اپنا چشم دید واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ ہے مدینۃ السلام (بغداد شریف) بنو العباس کا دار الخلافہ۔ ان کے اور بنو امیہ کے خلاف جو کچھ ہے لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی مسجدوں کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے۔ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم معاویہ خال المؤمنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور پھر معاویہ اہل ایمان کے ماموں رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین۔ ۱

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی صحابہ میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سب پر ترجیح دیا کرتے تھے پھر اس کے بعد حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ پر ترجیح دیتے تھے۔ ۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر میرے بھائی اور صاحب ہیں۔ اخی و صاحبی۔ ۳  
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نرمی اس درجہ پر تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے تو باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قدم مبارک رکھتے تھے۔ فرمایا کافی ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے قدموں کی جگہ بلبھوں اور خطبہ دیا؛  
صدیق مسلمانوں کے والی ہوئے ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے  
فلذت خادمہ و عوفہ جب کہ میں ان کا خادم اور سپاہی تھا اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ  
ملائمان کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے تو نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے اسی حال میں ہا  
بیان تک کہ وہ مجھ سے راضی گئے۔ ۴

ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا

۱ العواصم من القواصم ص ۲۱۳ عربی مطبوعہ مصر۔

۲ بخاری شریف مترجم ص ۳۷۹ ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ۔

۳ بخاری شریف مترجم ص ۳۸۰۔

۴ الامن والعلیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۴ - ۹۵۔

فرمایا کہ بات میں نے خواب عجیب دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک پایہ عرش کے پاس کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 تشریف لائے اور آنحضرت کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہ تشریف لائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت  
 عثمان ذوالنورین تشریف لائے اس صورت میں کہ ان کے ہاتھ میں ان کا سر مبارک تھا اور عرض کی یا الہی  
 اپنے بندوں سے پوچھو کہ مجھے کس قصور میں قتل کیا۔ اس کہنے پر آسمان سے دو پرنا لے زمین پر خون  
 کے بہنے لگے۔ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا  
 جو دیکھا وہی کہتے ہیں۔ (امام احمد)

اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تقرب الی اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام  
 عالی کا بخوبی اظہار ہو رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام سب کے اسلام سے افضل اور ان کا ایمان تمام امت کے  
 ایمان سے ازیں واکمل ہے۔ ۱۷

عمر ابو نصر مصری خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیر عنوان اسلام کا پہلا خلیفہ لکھتے ہیں :-  
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل اور نیک خوئے تھے۔ محبت و شفقت گو یا آپ کی نظرت  
 تھی اور ایمان و یقین کا مجسمہ تھے۔ عزم و ہمت اور قول و عمل میں سختگی آپ کی ہر حرکت سے ہو میدا تھی۔  
 اولوالعزمی اور مستقل مزاجی۔ راست بازی اور نیک خصلی میں کوئی آپ کی نظیر نہ تھا۔ . . . ہم نے اس  
 فضل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اخلاق و عادات کو بے حد مختصر طور پر بیان کیا ہے  
 مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں کی طرح بے حساب و شمار ہیں۔ اگلی فضلوں میں  
 بھی ہم آپ کے فضائل پر بحث کریں گے۔ لیکن حق یہی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گرد کو بھی  
 کوئی نہیں پاسکتا۔ ۱۷

۱۷ تترہیہا لکانۃ الحمید یہ از اعلیٰ حضرت ص ۷۸۔

۱۷ حصہ سیرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ - ص ۳۰ تا ۳۲۔



ایک غیر مسلم انگریز مصنف سرولیم میور اپنی کتاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں تحریر کرتا ہے (ترجمہ) آپ کا عہد مختصر تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہیں آیا۔ انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا۔ اور وہ بالکل خود مختار تھے۔ مگر وہ اس طاقت و اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافہ انام کے فائدہ پہنچانے کی خاطر عمل میں لائے۔ ان کی ہوش مندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں اور وہ خود ایسے متدین نفعی کہ کسی کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے۔ ۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اتنا بلند ہے اہل علیین میں جیسا کہ تم لوگ روشن ستارہ کو آسمانوں کی بلندی پر دیکھتے ہو۔ ۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر سید اکھول اهل الجنة من الاولین و الاخرین الا النبیین و المرسلین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم اگلے پچھلے اہل جنت میں اذیت و التوا کے سزا میں اسوا انبیاء و مرسلین کے ۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی میں تشریف لائے تو کوئی صحابی آپ کی طرف سر نہ اٹھاتا اسوائے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر متبسم ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے۔ ۴

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عادت و خصوصیت محبوبوں کی ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر متبسم و شاد ہوتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

۱ بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۶-۳

۲ شرح السنۃ۔ البوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ رابعہ مناقب ابوبکر و عمر ص ۱۶۶، احسن الہدایات

۳ ترمذی۔ ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ رابعہ ص ۱۶۸۔

۴ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم۔ ص ۱۶۹۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حجرہ مبارک سے بائیں صورت نکل کر مسجد میں داخل ہوئے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے دائیں بائیں اور آپ نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پس آپ نے فرمایا۔ ہکذا یبعث ینوم القیامة۔ کہ اسی صورت میں ہم بروز قیامت اٹھائے جائیں گے۔ ۱

حضرت عبداللہ بن خطاب رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا۔ ہذان السمع والبصر یہ دونوں منزلہ شنوائی و بینائی ہیں ۲  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا یطلع علیکم رجل من اهل الجنة فاطلع ابو بکر کہ اہل جنت میں سے ایک شخص آوے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہما طاہر ہوئے پھر اس طرح فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما آگئے ۳  
حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک ستاروں بھری رات میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سراقدس میری گود میں تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی ستاروں کی گنتی کے مطابق نیکیاں ہوں گی؟ فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہما کی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ابو بکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا۔ انما جمیع حنات عبد کسنة واحدة من حنات ابی بکر کہ عمر رضی اللہ عنہما کی تمام نیکیاں ابو بکر رضی اللہ عنہما کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے مانند ہیں۔ ۴

حضرت ابو درداہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہما کو آتے دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہارے یہ دوست لڑ کر آ رہے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما آئے اور عرض کیا کہ میرے اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہو گیا میں نے بے سختی انہیں کچھ کہہ دیا اور ان سے معافی چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا لہذا آپ کے پاس التجا لایا ہوں۔ دریں اثنا

۱ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔  
۲ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ  
۳ رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا تو پیچھے پیچھے آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمر کو دیکھا تو  
چہرہ متغیر ہونے لگا ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور دو زانو ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ غلطی میری ہی تھی  
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم لوگوں نے کہا جھوٹا  
ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا سچا ہے۔ انہوں نے اپنی جان و مال سے میری خدمت کی۔  
فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدق و واسانی بنفسہ و مالہ فهل انتم تارکونی  
صاحبی مرتین فما اذی بعدہا۔

پس کیا تم میری خاطر میرے دوست سے درگزر نہ کرو گے۔ یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد  
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔ ۱  
حضرت عمر بن العاص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات سلاسل کے غزوہ میں امیر لشکر مقرر  
فرمایا۔ واپسی پر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ  
کس سے محبت ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے، عرض کی مردوں میں سے، فرمایا عائشہ کے باپ  
(ابو بکر صدیق) سے پوچھا ان کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے .. ۲  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواز راہ تکبر  
کھڑا نکالے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر رحمت سے اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی  
اللہ عنہ نے عرض کیا میرا کپڑا از خود ٹٹک جاتا ہے تو آپ نے فرمایا تم از راہ تکبر ایسا نہیں کرتے۔  
(یعنی اس سے متشغیل ہو)۔ ۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مختصراً)  
بروز قیامت مختلف لوگ جنت کے مختلف دروازوں۔ نمازیوں۔ مجاہدوں۔ صدقہ کرنے والوں وغیرہم  
کے دروازوں سے بلائے جائیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی  
ہو گا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا تو آپ نے فرمایا۔

۱ بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم ۲ بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم مترجم جلد دوم ص ۱۴۹۸

۳ بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۲

”نعم وارجوا ان تکون منهدیا ابو بکر۔“

یعنی ہاں اے ابو بکر مجھے امید ہے کہ تم ان ہی میں سے ہو۔ ۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (مختصراً) دوران سفر میرا ہارگم ہو گیا۔ تلاش کی وجہ سے دیر ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو گئے لوگوں کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ وضو کر سکیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا تو اس وقت تیمم کی اجازت سے بڑی مسرت ہوئی اور اسید بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ماہی باول برکتکم یا ال ابی بکر۔ اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری وجہ سے کئی برکتیں پہلے ظاہر ہو چکی ہیں، پھر جب اونٹ کو اٹھایا تو ہمارا اس کے پیچھے ہی پڑا تھا۔ ۲

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مختصراً حضور اکرم چاہا اریس کی منڈیر پر اپنی ٹانگیں لٹکائے بیٹھے تھے۔ میں دروازہ پر دربان کی حیثیت سے بیٹھ گیا۔ دریں اثنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے جنت کی بشارت کے ساتھ اجازت دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے جنت کی بشارت دے کر اجازت دی وہ بھی آپ کے ساتھ اس طرح منڈیر پر پاؤں لٹکھا کر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ اندر آئے تو سامنے بیٹھ گئے، سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی۔ ۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی میت پر کھڑا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے عمر اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرماوے۔ میں امید

۱ بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۸۳

۲ ایضاً ص ۳۸۶

۳ بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۷

کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا اس لیے کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھتے سنا کہ میں ابو بکر و عمر فلاں جگہ گئے۔ فلاں کام کیا وغیرہ۔ بے شک مجھے اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دونوں سے جدا نہ کرے گا۔ یہ الفاظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھ رہے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۱

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر پوچھا تم میں سے کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے۔ پھر پوچھا آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں یہ باتیں جمع ہیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ ۲

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (مختصراً) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماسوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہم نے ہر ایک کی نیکی اور سلوک کا بدلہ دے دیا پس تحقیق ابو بکر کے لیے نزدیک ہمارے نعمت دین کی ہے کہ بدلہ دے گا اس کو اللہ تعالیٰ عوض اس نعمت کے دن قیامت کے اور نہیں نفع دیا۔ مجھ کو کسی کے مال نے مانند مال ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ آگاہ رہو کہ میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔ ۳

صاحب اشعة الممعات عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور خود کھلی بطور خرقہ پہن کر نکموں کی بجائے کانٹے لگائے۔ حضرت عمر نے فرمایا ابو بکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار حسب و نسب ہیں افضل یعنی عمل اور بھلائیوں میں اور بہت پیارے ہمارے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ۴

۱ بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۸ - ۳۹۱ و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابو بکر و عمر۔

۲ مسلم شریف مترجم دوم ص ۱۲۹۹ ۳ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲

۴ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲ -

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا  
 "انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض" اے ابو بکر تو میرا دوست و ساتھی ہے  
 غاریں اور دوست اور ساتھی ہے میرا حوض پر۔ ۱

صاحب اشعة المعات و مرقاۃ نے فرمایا جو حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے  
 قرآن و حدیث کے انکار سے کافر ہوا۔

بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ینبغی لفقوہ فیہم ابو بکر ان یومہم غیرہ۔ قوم کو لائق نہیں کہ ابو بکر رضی  
 عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے۔ ۲

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 اے ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ انت عتیق اللہ من النار۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ  
 سے آزاد کیا گیا ہے۔ ۳

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔  
 انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابو بکر ثم حمز ثم اہل البقیع  
 اول میرے لیے ہی زمین قبر بچھے گی پھر ابو بکر و عمر و اہل بقیع کے لیے۔ ۴  
 حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 انا انک یا ابو بکر اول من یدخل الجنة من امتی۔ اے ابو بکر تم جنت میں میرے  
 امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں سے ہو۔ ۵

۱ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۳۲۔

۲ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۳۲۔

۳ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الہدایات - ص ۱۳۵۔

۴ ایضاً " " " " " " ص ۱۳۶۔

۵ ابو داؤد، بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الہدایات ص ۱۳۶۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طریقۃ الخلفاء میں تین سو ایسی احادیث نقل کی ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائیں۔ ۱  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے باری تعالیٰ! تو محشر کے روز میری طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جگہ دے۔ ۲

حضرت علی کریم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ دریں اثنا حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم تشریف لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آئندہ ان دونوں سے بہتر رہنا پیدا نہ ہوں گے یقیناً یہ دونوں میرے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ پر منبر پر نہ کھڑے ہوئے بلکہ ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتراماً اس سیڑھی پر کھڑا ہونا درست نہ سمجھا جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے بلکہ ان سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔

زمانہ خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری خطبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی لیا کرتے ان کو ختبہ بن محسن نے ٹوکا کہ تم خلیفۃ رسول اللہ کا خیال نہیں کرتے حضرت ابوموسیٰ نے دربار خلافت میں شکایت کر دی، ختبہ نے واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روپڑے اور ابوموسیٰ کو ملامت لکھ بھیجی، اس طرح خطبہ میں عمر فاروق سے پہلے صدیق اکبر کا نام پڑھنا ضروری قرار دیا گیا۔ ۳

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احترام اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے آزاد شدہ غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے بھی سیدنا کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ ابوبکر سیدنا و اعمق سیدنا بلال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔

فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۲۷ -

ایضاً ص ۲۲۹

ایضاً ص ۲۲۹

احیاء العلوم غزالی جلد (۲)

۲۲۷  
۲۲۹  
۲۲۹

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی علیہ السلام سے مہاجرین و انصار کے سامنے کہ قسم کھاتا ہوں میں تمہاری عمر کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ " فنزل جبرائیل علیہ السلام وقال صدق ابوبکر، تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا سچ کہتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ۱

اہل سیر و تواریخ نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ لم یسجد بضم قط یعنی ہم نے ہرگز کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ ۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا۔ وایکم مثل ابی بکر۔ تم میں کون ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مثل ہے۔ افضلیت اور خیر میں یعنی نیکی میں۔ ۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نعم الرجل ابوبکر۔ یعنی ابوبکر نیک آدمی ہے۔ ۴

بروایت ابن عساکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا اور وہ تمام تجھ میں ہیں اس لیے اسے ابوبکر میں نہیں مسرور کہتا ہوں۔ ۵

بروایت ابن عساکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کا مجمع ہوتا تھا لیکن آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی تھی کوئی اور شخص وہاں نہ بیٹھتا تھا۔ حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ ۶

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فتنوں کا سدباب کرنے کے لیے سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی کریم اللہ وجہہ نے مہار پکڑ کر روک لیا اور کہا اے خلیفۃ رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن آپ کو کہا تھا کہ اپنی تلوار میان میں کر لیجئے اور اپنی ذات کے لیے ہمیں پریشانی میں مت ڈالیے اور مدینہ واپس لوٹ چلئے کیوں کہ آپ کو کوئی ضرر پہنچا

۱ تحفہ اثناعشریہ ص ۴۵۵ ۲ ایضاً۔

۳ ایضاً " ص ۵۶۲ ۴ مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی

۵ تاریخ خلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۸۸ ۶ ایضاً۔



تو واللہ اسلام میں کبھی نظام باقی نہ رہے گا۔ ۱۷

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے نقل کیا کہ ”ہم نے تمام انبیاء کے صحابیوں پر نظر کی کوئی ایسا نبی نہیں پایا جس کا ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ ۱۸

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
وصال کا سانحہ عظیم اور صدیقی کردار  
حضور رسول کریم روف رحیم ایک دن جنت البقیع  
سے تشریف لائے تو سر میں شدید درد تھا گھر میں دیکھا  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی درد سے کراہ رہی ہیں  
آپ باری باری اپنی ازواجِ مطہرات کے ہاں جاتے

رہے حتیٰ کہ آپ کی دلی خواہش کے احترام میں تمام بیویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ  
میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی لہذا آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب تک ممکن تھا آپ خود حسب  
معمول نماز پڑھاتے رہے لیکن جب تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا  
کہ قوم کی امامت کریں۔ انہوں نے آپ کی موجودگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں دریں اثنا تین نمازیں حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر ادا فرمائیں ایک دن حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھایا صحابہ کرام نے سمجھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ ابو بکر صدیق پیچھے  
ہٹنا چاہتے تھے کہ آپ نے انہیں نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا اور انہوں نے ہی نماز پڑھائی۔ بظاہر آپ کی  
حالت بہتر دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت سے سبخ نواحِ مدینہ گئے۔ اس دوران  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اُسے جن کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپ نے اشارۃً طلب کی حضرت  
عائشہ نے مسواک چبا کر نرم کر کے پیش کی۔ آپ نے مسواک فرمائی اور اس کے بعد حضرت عائشہ کی گود  
میں انہی کے حجرہ میں وصال فرمایا۔

۱۷ تاریخ خلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۱۱۷

۱۸ ایضاً ص ۹۱

۱۹ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی زبانی افضلیت صدیقی کے بارے میں اعلیٰ حضرت مجددائے حاضرہ  
کا رسالہ عائشہ بتحقیق ملاحظہ فرمادیں جو بے شمار روایات سے مزین ہے (مرتب)

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ جاننا صحابہ کرام کے لیے انتہائی صدمہ کا باعث تھا۔ مدینہ منورہ میں کھرام حج گیا کوئی آنکھ نہ تھی جو پریم نہ ہو۔ جن دن و ملاں کا یہ عالم کہ شدتِ غم سے لوگوں پر بے ہوشی سی طاری ہو رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت و فور غم میں جذبات سے مغلوب ہو کر ہاتھ میں تلوار لیے اعلان کر رہی تھی کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ وفات پا گئے ہیں اسے قتل کر دوں گا اور ایسا ہونا ایک فطری عمل تھا کہ آج مسلمانوں کے روحانی باپ، فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں، یتیموں، مصیبت زدوں کے ملجاء و ماواہی اور مولفِ غم خوار، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ معرفت سے ہمکنار کرنے والے سراجِ منیر، گمراہوں کے ہادی، مظلوموں کے حامی و ناصر و دادرس، بے جان و بے بس بتوں سے رشتہ توڑ کر حقیقی خالق و مالک سے تعلق پیدا کرنے والے خاتم النبیین، محکوموں کو حاکم بنانے والے امام الرسل، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہو رہے تھے۔ تو ایسے وقت میں پاکیزہ سیرت قدسیوں کی اس غمزدہ جماعت کو ڈھارس بندھانے کے لیے ان کی حیرت و استعجاب کو رفع کرنے کے لیے ان کی وارفتگی کے عالم کو ہوش و خرد سے روشناس کرنے کے لیے اس رحمت کائنات کا ثانی اس رؤف و رحیم کا محبوب۔ اس آقا و مولا کا خادم۔ اس صدق لانے والے کا صدیق۔ ہمارا آقا و مولا صبر و استقامت کا پیکر پریم آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر بوسہ دیتا ہے اور خدمتِ اقدس میں عرض کرتا ہے۔

”یا رسول اللہ“ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی میں بھی پاک صاف رہے اور موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز دو موتیں نہ دے گا۔ جو موت اللہ نے آپ کے لیے مقدر کی تھی وہ تو آہی گئی!

پھر مجمعِ عام میں ایسی پُراثر تقریر فرمائی کہ آپ کے استدلال سے صحابہ کرام حسرت و یاس کے عالم میں خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کفن، صلوٰۃ اور دفن وغیرہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ دریں اثنا رقیفہ بنی ساعدہ میں انصاری صحابہ کے اجتماع اور خلافت کے موضوع پر رائے زنی کے بارے میں اطلاع ملتی ہے تو آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہنگامی طور پر وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ حالات کا جائزہ

یہ ہیں مسئلہ خلافت پر پیدا ہونے والے انتشار کو رفع کرنے کے لیے ایک مؤثر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حاضرین کو مشورہ دیتے ہیں کہ ”تمہارے سامنے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کر لو“

اس بیان دونوں نے کہا سہرگندہ نہیں خلافت کا آپ سے زیادہ اہل اور حق دار کوئی نہیں آپ مہاجرین میں سب سے افضل ہیں غار ثور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں آپ سے زیادہ کس کا حق ہو سکتا ہے؟ اپنا ہاتھ بٹھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں حضرت عمر و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جلدی سے آگے بڑھے اور سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔۔۔ اب تو بیعت کے لیے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں جلدی سے آگے بڑھ کر بیعت کروں۔ اے

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے کیوں کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پریشان ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی نہ ملا۔ لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان تباہی اور بربادی کے ہولناک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اگر خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے صادق الایمان۔ آہنی عزم و ارادہ کے مالک اور اسلام کے عاشق زاد کو کھڑا نہ کرتا تو مسلمان صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے مقابلہ میں جس جرات، دلیری اور سختی کا مظاہرہ کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے اس وقت جب مدینہ کا ہر تنفس یہ کہہ کر رہا تھا کہ ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ شاید خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو پھیر دے اور وہ اسلام قبول کر لیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن خطرہ کو مول لیتے ہوئے مرتدین سے مقابلہ کرنے اور فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑ دینے کا تہیہ کر لیا۔ آپ نے مرتدین کے لیے اس امر کے سوچنے کی گنجائش ہی نہ رکھی کہ اب اسلام کمزور ہو چکا ہے

اور انہوں نے سرزمین عرب میں جس فتنہ کی بنیاد رکھی ہے اسلام میں اس کے روکنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس موقع پر بے نظیر جرات اور بہادری کا مظاہرہ نہ کرتے تو یقیناً سارا عرب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا اور جھوٹے مدعیوں کی طاقت و قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ جو دین کا محافظ ہے ایسا ہونا کس طرح گوارا کر سکتا تھا۔ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چنا اور آپ کے ذریعہ مرتدین کا بالکل یہ استیصال کر دیا۔ ۱

البرزاز اپنی مسند (مجموعہ احادیث) میں خلیفہ  
 حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے  
 بعد کما خلیفہ مقرر نہ فرمانے کی مصلحت  
 نے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں  
 کوئی خلیفہ نہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کروں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی  
 شروع کرو تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا) ۲  
 ملا عبد اللہ مشہدی نے اظہار الحق میں خلیفہ سے یہی حدیث نقل کی۔ ۳

امام بیہقی اور حافظ ابو نعیم نے حضرت ابن  
 عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ و کنایہ  
 خلافت صدیقی کے بارے میں اظہار

سنا کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر صدیق تو میرے بعد تھوڑے دن میں  
 (ابوبکر صدیق لایلیث خلفی الاقبیلا) اور وہ عرب کی چلی چلانے والا اچھی زندگی پائے گا اور شہید  
 ہو کر مرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ عرب کی چلی چلانے والا کون شخص ہے۔ فرمایا  
 عمر بن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان پھر آپ عثمان بن عفان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم  
 سے لوگ درخواست کریں گے کہ ایک قمیص (خلافت) جو اللہ نے تمہیں پہنائی ہے اتار دو

خلفاء محمد تالیف عمر ابو نصر مصری حصہ سیرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - ص ۵۰ -

سیر الخلفاء علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ تاریخ الخلفاء - ص ۸

سجوالہ تحفہ اثنا عشریہ اردو . . . ص ۲۵۶

۱  
۲  
۳

لیکن قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ اگر تم اس کو اتار دو گے تو جنت میں داخل نہ ہو گے۔ اے یہ حدیث مبارکہ تینوں خلفاء کی ترتیب کا اظہار کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ مجھے یہ خبر دے گئے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد والی ہوں گے ان کے بعد عمران کے بعد عثمان اور ان کے بعد میں مگر میری خلافت پر سب کا اتفاق نہ ہوگا۔ ۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے فرمایا کہ بہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور عہد نامہ لکھ دوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ اللہ انکار کرے گا اور ایمان والے دفع کر دیں گے یا فرمایا اللہ دفع کرے گا اور ایمان والے انکار کر دیں گے۔ ۳

اللہ اور ایمان والے سوا ابو بکر کے کسی کو منظور نہ کریں گے۔ (مسلم شریف)

حاکم نے سفینہ سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیاد میں پتھر رکھا پھر فرمایا ابو بکر ایک پتھر رکھے میرے پتھر کے پہلو میں۔ پھر فرمایا عمر ایک پتھر ابو بکر کے پتھر کے پہلو میں رکھے۔ پھر فرمایا عثمان ایک پتھر عمر کے پتھر کے پہلو میں رکھیں اور پھر فرمایا ہوا کار الخلفاء بعدی یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ ۴

بنیاز اور طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں اور بیہقی نے ابو ذر سے روایت کی (مختصراً) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں ہاتھ میں اٹھائیں تو وہ تسبیح ٹپھنے لگیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں تو ان سے تسبیح کی آواز آئی۔ پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو ان کے ہاتھ میں بھی

۱ تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۹۳ ۲ ریاض النضر غنیۃ الطالبین تفسیر آیات قرآنی ص ۲۵۲

۳ بخاری شریف و مسلم شریف تفسیر آیات قرآنی ص ۲۵۳ -

۴ (مستدرک حاکم عن سفینہ و عائشہ) العوام من القوام ص ۲۸

تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۱۰ تفسیر آیات قرآنی ص ۲۵۳ -

تسبیح کی آواز آئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھنے کی آواز آئی پھر زمین پر کہیں تو خاموش ہو گئیں پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہذا خلافت النبوة یہ نبوت کی خلافت ہے۔

ابن عساکر نے اس قدر اصراف کیا کہ وہ کنگریاں فرداً فرداً دیکر لوگوں کے ہاتھ میں دی گئیں تو کوئی آواز نہ سنائی دی۔ ۱

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے کو ایک کنویں پر دیکھا اور اس میں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے بھرے پھر اس ڈول کو ابو بکر نے لے لیا ایک یا دو ڈول انہوں نے بھرے ان کے بھرنے میں قدرے کمزوری تھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ پھر عمر آئے اور بھرنے لگے وہ ڈول ان کے ہاتھ میں جا کر چرسہ بن گیا۔ میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا کہ ان کے مثل طاقت سے کام لےتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ ۲

ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میزان بھی اتار گیا۔ چنانچہ ایک پلہ میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں تمام اُمت رکھی گئی تو میرا پلہ بھاری نکلا۔ پھر میری جگہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اُمت کے ساتھ تو لایا گیا تو ابو بکر بھاری تھے۔ پھر ان کی جگہ عمر کو اُمت سے تو لایا تو وہ بھی اُمت سے بھاری نکلا۔ پھر ان کی جگہ عثمان کو اُمت سے تو لایا تو عثمان وزنی نکلے پھر ترازو اٹھایا گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۳

ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نیک مرد نے خواب دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے

۱ بحوالہ آیات قرآنی - ص ۲۵۶ -

۲ اس حدیث کو بخاری و مسلم و اصحاب سنن نے نقل کیا ہے (ازالۃ الخفا للعوام من القوام) ص ۲۷۴

۳ اردو العوام من القوام ص ۲۷۴ -

دامن سے لٹکائے گئے اور عمر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دامن سے اور عثمان عمر کے دامن سے لٹکائے گئے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ نیک مرد خرد در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے خواب دیکھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) - ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر بیان کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے پھر آسمان سے ایک رسی لٹکی آپ اسے پکڑ کر اُپر چڑھ گئے پھر دوسرے شخص نے رسی پکڑی وہ بھی زور سے چڑھ گئے پھر تیسرے اور پھر چوتھے نے رسی پکڑی تو ٹوٹ گئی۔ پھر چھٹے گئی اور وہ بھی چڑھ گئے۔ اس کی تعبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سے کی۔ ۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی مصطلق کے کچھ آدمی آئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سے کوئی حادثہ ہو جائے تو زکوٰۃ کس کو دیں فرمایا ابو بکر کو۔ پوچھا ان کو موت آجائے تو فرمایا عمر کو۔ عرض کیا انکو بھی موت آجائے تو فرمایا عثمان کو دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ عثمان کو موت آجائے تو پھر فرمایا یہ دنیا پھر رہنے کے قابل نہ رہے گی پھر تمہیں بھی مر جانا چاہیے۔ ۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس جاؤں آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ ۴

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب بیان کیا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اتر آئی آپ اور ابو بکر وزن کئے گئے تو آپ وزنی تھے۔ پھر

۱ - اردو العواصم من القواصم ص ۴۷ -

۲ - ایضاً (منصل حدیث بخاری، ما تم اور اصحاب سنن نے بیان کی ہے)

۳ - سیر الخلفاء ص ۹۴ (حاکم) تفسیر آیات ص ۱۰۳ -

۴ - بخاری و مسلم بروایت جبرین مطہر -

ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر وزن کئے گئے تو ابوبکر و زنی تھے پھر عمر و عثمان وزن کئے گئے تو عمر و زنی تھے پھر میزان اٹھایا گیا تو رسول اللہ کو یہ ناگوار گنہرا کہ خلافتِ خاصہ کی اتنی تھوڑی مدت، پھر آپ نے فرمایا خلافتِ النبوت "ثم یوتی اللہ الملك من یشاء" یہ نبوت کی خلافت ہے پھر جسے چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔ ۱

غرضیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وائشکاف الفاظ میں فرمایا۔ انی لا ادری ما بقایح فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی میرے بعد ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتدار کرنا۔ ۲

بروایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہ ملک شام میں ایک نصرانی نے ان کو تصویر دکھائی کہ ایک شخص دوسرے کے پاؤں پکڑے ہوئے ہے نصرانی نے بتلایا کہ پہلے ہرنبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن انہ لم یکن نبی الا بعدہ۔ نبی الا ہذا فانہ لا نبی بعدہ و لہذا الخلیفة بعدہ۔ چونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں لہذا یہ دوسرا ان کا خلیفہ ہے جو میں نے بغور دیکھا تو وہ ابوبکر تھے۔ ۳

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا۔ ساتھ دینے والا اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر (الصديق) ہے اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو قلبی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے درمیان ہے۔ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیئے جاویں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ (بخاری مسلم) اس حدیث سے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس میں صاف اشارہ ان کی خلافت کا ہے۔ ۴

۱ ابو داؤد ترمذی بحوالہ الشکوٰۃ (مناقب ابوبکر و عمر)

۲ ترمذی شریف " " " " " اردو ترجمہ تفسیر لفظ جسد دوم ص ۶۹ سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۲

۳ طبرانی معجم کبیر بحوالہ خبر اللہ علی حضرت ص ۲، و تفسیر آیت الذین یتبعون الرسول (الاعراف) تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۹ ص ۸۵

۴ مشارق الانوار ص ۵۴



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم ابو بکر و عمر کی خلافت تو کتاب اللہ میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب نبی نے اپنی بعض بیویوں سے ایک راز کی بات کہی وہ راز کی بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے (قال لحفصہ ابوتک و ابو عائشہ اولیاء الناس بعدی) ۱

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے پھر آنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا اگر پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ ۲

آیت من یتول اللہ... ہم الغالبون (المائدہ) تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں صریح فرمایا۔ یا بی اللہ و المؤمنون الا با بک یعنی سوائے ابو بکر کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے جو مومنین ہیں وہ بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳

شیخان نے ابو موسیٰ الاشعری سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جب آپ کا مرض شدید ہوا آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو لوگوں کی امامت کرائیں... پس آپ نے لوگوں کی امامت آپ کی زندگی میں کرائی۔

یہ حدیث متواتر ہے حضرت عائشہ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبداللہ بن زبیر۔ ابن سعید علی بن ابی طالب اور حفصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بالفاظ مختلفہ روایت ہے (بخاری و مسلم وغیرہ) عالموں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ اس امر پر واضح ترین دلالت ہے کہ الصدیق تمام صحابہ میں بالاتفاق افضل ہیں اور خلیفہ ہونے کے بھی مستحق ترین ہیں نیز نماز کی امامت کے لیے بھی اولیٰ ہیں۔ (المختصر) ۴

۱ یہ روایت علامہ واحدی نے لکھی اور کتب شیعہ میں بھی موجود ہے ص ۱۰۴ تفسیر آیات قرآنی۔

۲ بخاری و مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ سیر الملکفار ص ۹۲ بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۱۰۳

۳ معاریب الرحمن تفسیر پارہ ۶ ص ۱۳۹ ۴ سیر الملکفار سیوطی اردو ص ۹۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسی مذکورہ امامت کے پیش نظر فرمایا:-

یہ ابو بکر صدیقؓ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبرائیل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے رسول اللہ نے انہیں

ہمارے دین کی امامت کے لیے پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں پسند کیا۔ ۱۷

علماء کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس امر کے لیے تسلیم کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں تھے کہ آپ امامت کے لیے مناسب ہیں۔

احمد والوداؤد وغیرہ نے سہل ابن سعد سے نقل کیا کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان قتال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تاکہ صلح کرادیں اور فرمایا اے بلال اگر نماز کا وقت قریب آجاوے اور میں نہ آؤں تو ابو بکر صدیق سے کہنا کہ لوگوں کی امامت کرادیں پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا۔ بلال نے اذان کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لیے کہا۔ پس آپ نے نماز پڑھائی ابو بکر الشافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حنفیہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی :-

حنور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے پسند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی پسند فرمایا۔ ۱۸

جنگ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آپ کے ذریعہ ہی رابطہ تھا یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں عریش میں اپنے ساتھ ٹھہرایا تھا۔ اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہی فریض سرانجام دے رہے تھے جو جنرل اور فرج کے درمیان چپ آف سٹاف کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ۱۹

ذوالحجہ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سالار حج بنا کر روانہ کیا تاکہ اپنی پیشوائی میں لوگوں کو حج کراویں۔ ۲۰

۱۷ بروایت نزال بن سبرہ۔ العشاری فی فضائل الصدیق۔ ابن عساکر۔ البیہیم۔ بحوالہ سیر الخلفاء۔ اردو ص ۹۷

بحوالہ الامن والعلیٰ اعلم حضرت بریلوی ص ۲۶۰ -

۱۸ سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۷ ۱۹ ایضاً ص ۹۷ - ۲۰ اصحاب بدر ص ۲۵

۲۱ المسعودی المسمی بہ التنبیہ والاشراف ، ص ۱۰۶ -

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت صدیق اکبر  
**خلافت رسالت مآب** رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ کی حیثیت سے جانشین ہو کر والی امور اسلام  
 ہوئے۔ اُمت نے ان کو خلیفۃ الرسول کی حیثیت سے تسلیم کر کے بیعت کی۔ آپ واحد امام و امیر ہیں  
 جن کو خلیفۃ الرسول کے لقب سے مخاطب کیا گیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو خلیفۃ رسول اللہ کہلوا یا  
 اور سرکاری کاغذات میں خلیفۃ رسول اللہ تحریر کیا۔

آپ کو جب کسی نے خلیفۃ اللہ کہہ کر مخاطب کیا تو آپ نے منع فرما دیا اور فرمایا میں خلیفۃ رسول  
 اللہ ہوں اور اسی پر ہی خوش ہوں۔ ۱

یعنی خلیفۃ اللہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت علی  
 کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو پہلے ہی فرمایا:۔

اليوم انقطعت خلافة النبوة۔ آج نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔ ۲

اس کے بعد ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کے اوصاف جمیلہ و جلیلہ کے بارے میں تھا تفصیل  
 ریاض النضرہ و کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں موجود ہے۔

آپ کے بعد جتنے خلفاء ہوئے انہوں نے اپنا لقب امیر المؤمنین اختیار کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ نامزد فرمایا تو انہوں نے  
 اپنا لقب امیر المؤمنین اختیار فرمایا۔ مسلمان آپ کو اس طرح پکارتے تھے خلیفۃ رسول اللہ کے خلیفہ دیا خلیفہ  
 خلیفۃ رسول اللہ آپ نے فرمایا اس طرح خطاب بہت طویل ہو جائے گا تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں

۱ تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۴۴ ۲ سیرۃ الصدیق ص ۱۳۰۔ خلفائے راشدین ص ۱۰۰

اولیات صدیقی ص ۱۲۔ فیض الاسلام صدیق نمبر ص ۲۰۔ وصی رسول اللہ ص ۲۴ تحفہ اثناعشریہ

اس طرح آپ کا لقب امیر المؤمنین ہو گیا۔ ۱

فاروق اعظم سے پیشتر ابو بکر صدیق خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کئے جاتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں نے خلیفۃ خلیفۃ رسول اللہ کہا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد یہ خطاب اور لمبا ہو جائے گا یعنی خلیفۃ خلیفۃ خلیفۃ رسول اللہ۔۔۔ تم مؤمن ہو اور میں تمہارا امیر لہذا امیر المؤمنین کہا کرو۔ بعض نے اس کی ابتداء لیوں بیان کی ایک دفعہ عبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما کوفہ سے مدینہ آئے تو کہا امیر المؤمنین کو ہمارے آنے کی خبر دی جاوے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی الفاظ سے اطلاع دی تو آپ نے یہ لقب پسند فرمایا اور اسی دن سے عام شہرت ہو گئی ۲

اس طرح یہ لقب مابعد راجح ہو گیا چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے بھی ماسوائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اپنی خلافت کو رسول اللہ سے منسوب نہیں کیا اور یہ واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور اس طرح بالترتیب حضرت عثمان حضرت عمر کے اور حضرت علی حضرت عثمان کے خلیفہ تھے یعنی سب ایک دوسرے کے خلیفہ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور آیت شریفہ من النبیین وصدیقین والشہداء والصالحین کے مطابق بالترتیب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ اعظم (نبی و رسول کی حیثیت سے) تھے اور آپ کے خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ (صدیق اکبر کی حیثیت سے) تھے اور حضرت ابو بکر کے خلیفہ حضرت عثمان غنی ذو النورین اور ان کے خلیفہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (تینوں شہداء کی حیثیت سے) اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صالحین کی حیثیت سے) تھے اور اس طرح قرآنی خلافت راشدہ ان پر ختم ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اولئک ہم المرشدون۔ اس طرح یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ خلافت بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق کے لیے مختص ہے اور صرف آپ کی ذات اقدس ہی خلیفہ رسول اللہ ہے اور اسلام میں کوئی ایسی خلافت نہیں جو بلا واسطہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ختمی مرتبت تک اتصال پذیر ہو اور یہ شرف خاص مہمن امام الاصفیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر

۱ تاریخ طبری حصہ سوم ص ۲۶۰ -

۲ ابن خلدون جلد چہارم ص ۱۵۰ -

رضی اللہ عنہ کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

حضور اکرم ﷺ مصطفیٰ علیہ التعمیر والثناء نے فرمایا الخلفاء بالمدينة والملك بالشام تو اس کے مطابق خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ المنورہ میں شروع ہوئی۔

اور دوسری حدیث شریف کے مطابق۔ نبوة ورحمة ثم خلافت ورحمة ورفی لفظ خلافت علی منہاج النبوة (رداء البزازی) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت ورحمت کا دور ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اختتام پذیر ہو گیا۔ دوسرا دور جو فی الحقیقت عہد نبوت کا ایک تتمہ اور لازمی جز ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہو گیا جو امت پر سب سے زیادہ مہربان ورحم کرنے والے تھے اور یہی وہ خلافت ہے جسے خلافت خاصہ یا خلافت علی منہاج النبوة سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ خلافت خاصہ بعد میں بتدریج تنزل پذیر ہوتی گئی جیسا کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم سے واضح ہے جوں عہد نبوت سے دوری بڑھتی گئی امت فیوض و سعادات نبوی و خلافت رحمت سے محروم ہوتی گئی۔

تمام بشارات بسلسلہ فتوحات و خزانہ ہائے روئے زمین اور کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں وغیرہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں ان کی تکمیل خلفائے ثلاثہ (جن کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق ہیں) کے ہاتھ سے ہی ہوئی اسے شاہ ولی اللہ خلافت خاصہ کہتے ہیں اور بقول ابن خلدون علامہ لقی الدین مقرنی نے اپنی تاریخ الدار المصنیه فی تاریخ الدولۃ الاسلامیہ کو شروع ہی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کی حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت میں ہی شامل ہے اور تتمہ نبوت ہے۔ (العواصم من القواصم)

آیت شریفیہ۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَسْتَخْلِفُهُمْ فِي الْأَرْضِ حَتَّىٰ اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ

مَنْ قَبْلَهُمْ وَلَيُمْكُنَّ لَهُمْ دِينُهُمْ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جہادے گا ان کا وہ

دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضروران کے آگے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ فی الایة دلالت خلافة الصدیق  
وامامت الخلفاء الراشدين (ترجمہ) اس آیت میں حضرت صدیق کی خلافت پر اور خلفائے  
راشدین کے امام برحق ہونے پر دلالت ہے۔

تفسیر کبیر ۱۔ (ترجمہ) مراد اس استخلاف سے وہی طریقہ امامت ہے اور معلوم ہے کہ جس استخلاف کی  
یہ صفت ہے۔ انما کانت فی ایام ابی بکر و عمر و عثمان و رضوان اللہ  
علیہم اجمعین۔ وہ ابو بکر عمر عثمان ہی کے زمانہ میں پایا گیا کیوں کہ ان کے زمانہ میں بڑی بڑی  
فتوحات ہوئیں اور تمکین اور غلبہ دین اور امن حاصل ہوا۔

تفسیر مدارک ۱۔ یہ آیت واضح دلیل ہے خلفائے راشدین کی خلافت پر۔

تفسیر بیضاوی ۱۔ یہ آیت دلیل ہے نبوت کے صحیح ہونے پر بوجہ اخبار غیب کے جو پوری ہوئیں  
اور خلفائے راشدین کی خلافت کی۔

تفسیر نیشاپوری ۱۔ پس پورا کیا اللہ جل شانہ نے اپنے وعدہ اور غالب کیا ان لوگوں کو جنہیں یہ عرب اور مالک  
بنائے گئے وہ لوگ ملک ایران وغیرہ کی سلطنت اور خزانوں کے۔ لہذا یہ پیشگوئی معجزہ ہے۔

تفسیر خازن ۱۔ اس آیت میں دلیل ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے  
راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی کیوں کہ ان کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات اور شاہ

فارس اور دوسرے بادشاہوں کے خزانوں پر مسلمان قابض ہوئے اور امن و تمکین اور غلبہ دین بھی حاصل ہوا۔

تفسیر روح المعانی ۱۔ بے شک یہ آیت ظاہر ہے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی میں۔ کیوں کہ  
تمکین دین اور دشمنان خدا کی طرف سے امن تام کا ظہور ان کے زمانہ میں ہوا۔

تفسیر سراج المنیر ۱۔ زمین میں خلیفہ بنائے گا یعنی عرب و عجم میں۔ ان کے احکام کو نافذ کرے گا  
اور زمین میں تصرف کرنے والا بنائے گا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں تصرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ جنہیں یہ عرب کے بعد بلاد مشرق و مغرب کو فتح کیا تاہاں فارس کی سلطنت کو انہوں

نے پامال کیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوتے اور دنیا پر غالب آگئے۔ شاہان روم کے بیٹوں کو انہوں نے غلام بنایا اور مشرق و مغرب میں ان کو نمکین حاصل ہوئی جو ان سے پہلے کسی اُمت کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

**تفسیر فتح البیان :-** اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے مشرق و مغرب کے شہروں کو فتح کیا۔ شاہان فارس کی سلطنت کو پامال کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور دنیا پر غالب آگئے یہ واضح دلیل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی۔

**تفسیر کشف ۱ -** اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور بعد میں ان کو مشرق و مغرب کے شہروں پر فتحیاب کر کے شاہان ایران کی سلطنت کو پامال کر دیا اور وہ ان کے خزانوں کے مالک بن گئے اور دنیا پر غالب آگئے۔ (تفسیر آیات قرآنی)

مذکورہ تفاسیر سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ وعدہ استخلاف یعنی عرب و عجم پر حکمرانی اور دین کی اشاعت اور امن خلفاء راشدین کے ذریعہ ہوا جن کے پیشوا و سرخیل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا۔ میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور بہ تحقیق میری اُمت کی بادشاہت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے دیئے گئے (مسلم)

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری ہلاک ہوگا پھر کوئی کسری نہ ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا۔ پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور ضرور ضرور تم لوگ ان خزانوں کو راہِ خدا میں صرف کرو گے (مسلم)

غزوہ احزاب میں خندق کے ایک سخت ترین پتھر کو ضرب لگانے پر جب اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں میں وہاں کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے پھر بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو وہ پتھر پھر ٹوٹ گیا اور آپ نے فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دی گئیں اور میں مدائن اور اس کے سفید محلوں کو اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں

اور میں صنعا کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں (مسند ابویعلیٰ) یہ مذکورہ روایات شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں (چونکہ یہ تمام فتوحات حضرات ابو عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد ہائے مبارک میں ہوئیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان حضرات کی حکومت فی الواقع حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حکومت ہے اور ترتیب وار جانشینی آنحضرت کے مختار اور نمائندہ تھے خصوصاً حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیہم کی خلافت کو خلافت خاصہ علیٰ منہاج النبوة کہا جاتا ہے کہ ان کے دست ہائے مبارک سے وہ کام ہوئے جو فی الحقیقت نبیوں کے کام ہیں اور کیوں نہ ہو کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نور غیبیہ پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق ہوتا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تو ہر لحاظ سے ان سے بہت ہی بلند ہے اور حضرت عثمان ذوالنورین کے ہاتھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ قرار دے کر واضح فرمادیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جو فتوحات ہوں گی وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہوں گی اور یہ اتنا بلند ترین مرتبہ ہے کہ جس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ ایسی نیابت ہے کہ جس کا انکار کوئی کور باطن ہی کر سکتا ہے۔ اور حضرات فاروق اعظم و عثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرع تھے۔ (سیر الخلفاء سیوطی ص ۱۰۱) کہ ان کے ذریعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چھوڑے ہوئے کام پورے ہوئے۔

الخطیب نے ابی بکر بن عیاش سے نقل کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ از روئے قرآن تھے اور اس سلسلہ میں آیت: **للفقراء والمہاجرین** اور **اولئک ہم الصادقون** کا حوالہ دیتے تھے۔ نیز تمام لوگ ان کو خلیفہ رسول اللہ پکارتے تھے۔  
**یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم** سورہ نساء کی تشریح کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے: **اولی الامر سے مراد والی یعنی خلفاء ہیں اور حکمرانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں**۔ لی الامر سے مراد: **بزرگوار**۔ **سیر رضوان اللہ علیہا** ہیں۔

۱۰ تفسیر معالم التنزیل بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۳۱۲۔



رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت و الفت حضرت  
 محبوب و محب رسول اللہ ﷺ  
 بوجہ محبت صدیقی  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تھی اس کی مثال ناممکن ہے۔ ان سے  
 بڑھ کر عاشق رسول اس عالم رنگ و بومیں کوئی نہیں اور اسی محبت  
 نتیجہ ہی تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کی ذات پر  
 قربان کر کے ایسی مثال قائم کر دی جس کی نظیر محال ہے اور اپنی عزیز ترین بیٹی کا نکاح بھی آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے  
 زیادہ محبوب ترین کوئی شخصیت مردوں میں سے نہ تھی۔  
 حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں  
 عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا عائشہ صدیقہ  
 سلام اللہ علیہا۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری مراد مردوں میں سے ہے تو آپ نے فرمایا  
 ابوہما، اس کا باپ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔  
 امام طبرانی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جس کی مدد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی  
 برکت سے روح القدس فرماتے تھے) فرمایا کیا تم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ  
 اشعار کہے ہیں تو عرض کیا ہاں۔ آپ نے سنانے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا۔

دثانی اثین فی الغار المنیف وقد  
 طاف العدو بہ اذ صعد الجبل  
 وكان حب رسول الله قد علموا  
 من البریہ لم یعدل بہ رجلاً  
 ابو بکر صدیق مقدس غاریں دو ہیں سے دوسرے  
 تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار کے گرد پیر گارہے  
 آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور  
 لوگ جانتے تھے کہ حضور کسی کو ان کے برابر قرار نہیں دیتے

۱۰ بخاری و مسلم مشکوٰۃ بحوالہ غایۃ التحقیق ۱۰ الصواعق المحرقة ابن حجر ص ۸۵ بحوالہ غایۃ التحقیق مطبوعہ  
 مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ص ۸-۹

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ هُوَ حَسَّانٌ قُلْتَ  
 اے حسان تم نے سچ کہا اور وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا۔ لے  
 ایک دفعہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم میں کسی وجہ سے ان بن ہو گئی جب کہ حضرت  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا لیکن رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرابت و محبت کی وجہ سے نہایت غصہ سے فرمایا:  
 اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا مگر تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 نے تصدیق کی اور اپنے نفس اور مال کے ساتھ میری غم گساری کی تو کیا تم پھر بھی میرے ساتھی ابو بکر  
 رضی اللہ عنہ کو میری خاطر نہ چھوڑو گے اس طرح دو دفعہ فرمایا (صحیح بخاری)  
 فتح مکہ پر جب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر آئے تو  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوجہ محبت صدیقی) فرمایا تم شیخ کو کھوں لے کر آئے میں خود ان کے  
 پاس چلا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم پر کوئی دن ایسا نہ گذرے جب حضور اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے گھر (حضرت ابو بکر کے گھر) تشریف نہ لاتے ہوں (بخاری)  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ بل انت  
 سیدنا وخیرنا و احبنا الی رسول اللہ - آپ ہمارے سردار ہم سے بہترین اور سب  
 سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت مودۃ فی القربیٰ کی شرح میں صاحب منہاج السنۃ تحریر فرماتے ہیں :-

لان وحبوب المودۃ علی مقدار الفضل فکل من كان افضل کانت مودتہ اکمل  
 محبت کا وجوب بقدر بزرگی ہے اور جس کی بزرگی زیادہ ہوگی اس کی محبت بھی کامل ہوگی۔

وقالے تعالیٰ "الذین آمنوا و عملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب اللہ الرحمن ان کے لیے محبت پیدا کر دیگا

لے الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۸۵ - بحوالہ غایۃ التحقیق مطبوعہ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم

چکوال ص ۸ - ۹ -

قال يحبهم ويحبهم الى عباده وهو لا يفاضل من امن وعمل صالحا  
من هذا الامة بعد نبياها۔

اور ان کو اپنا اور اپنے بندوں کا محبوب بنا دے گا اور خلفائے راشدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے سوا تمام امت کے مومنین و صالحین سے افضل ہیں۔

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ افضل  
البشر بعد انبیاء ہیں نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں (جیسا کہ متعدد احادیث  
سے واضح ہے)۔

انه ليس في اهل الارض احق لمحبة ومودة من ابي بكر وما كان  
احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو احب الى الله و  
رسوله وهو الحق انه يكون احب الى المؤمنين الذين يحبون  
ملاجه الله ورسوله والدلائل الدالة على انه احق بالمودة كثيرة  
زمن والوں میں کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب  
بننے کا مستحق نہ تھا۔ وہ اللہ کو بھی زیادہ محبوب ہوئے اور جو شخص اللہ و رسول کا سب سے زیادہ محبوب  
ہو وہی اس بات کا مستحق ہوگا کہ ان مسلمانوں کا بھی سب سے زیادہ محبوب ہو جو اللہ اور رسول کے  
محبوب سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احق بالمودة ہونے کی بہت  
دلیل ہیں)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بر موقعہ بیعت خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا  
آپ (یعنی حضرت ابو بکر) سے بیعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین شخص سے بیعت  
کرنا ہے۔

فرمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم:۔ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رسول خدا سے عقیدت

تفسیر آیات قرآنی ص ۲۲۸ -

فیض الاسلام ص ۲۲۲ بحوالہ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۶۲ -

ترازو کے ایک پلٹے میں ہو اور دنیا کے تمام عوام کی عقیدت دوسرے پلٹے میں ہو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عقیدت وزنی ہوگی۔ ۱

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: **أحب الرجل یعنی محبوب ترین مرد اور اس رحمتہ للعالمین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ارحم امتی قرار دیا یعنی امت پر سب سے زیادہ مہربان۔**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ان سے (صحابہ کرام سے) محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے محبت کی چنانچہ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سمجھنا چاہیے۔ ۲

اللہ اللہ فی صحابہ اللہ اللہ فی صحابہ لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمنی اجمہم فنجبہ (حدیث)

یعنی میرے اصحاب کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ (یعنی کوئی اعتراض نہ کرو) جو ان کے ساتھ محبت رکھے گا میرے ساتھ محبت کی وجہ سے رکھے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے رکھے گا جو ان کو رنجیدہ کرے گا مجھے رنجیدہ کرے گا اور جس نے مجھے رنجیدہ کیا اس نے اللہ کو رنجیدہ کیا اور اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کو پکڑے گا اور عذاب دے گا۔

جملہ صحابہ کرام کے ساتھ محبت رکھنا اہل سنت کا شیوہ ہے اور حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں خصوصاً نہایت ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بھی وہ بہت زیادہ واجب الاحترام تھے۔

محدث و مفتی مدینہ علامہ محمد خضر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں حدیث تحریر فرماتے ہیں: (ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

۱ فیض الاسلام ص ۲۲۲ بحوالہ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۲۹

۲ رد الروافض - ص ۷۷ -

(اپنی اُمت کو فرمایا تم پر ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی محبت فرض کی گئی ہے جو ان کی فضیلت سے انکار کرے گا اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج قبول نہ کیا جائے گا۔ ۱

علامہ محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں یہی حدیث تخریر فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت میری اُمت پر واجب ہے۔ ۲

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسلاف اپنی اولاد کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسا کہ انہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد کرایا کرتے تھے حضرت ابوالیوب سختیانی نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی بے شک اس نے دین کو قائم رکھا۔ ۳

حُب ابوبکر و عمر من الایمان و بغضہما کفر۔ محبت ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر۔ ۴

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابی بکر رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کا شکر گزار ہونا میرے ہر اُمتی پر واجب ہے اور سہل ابن سعد نے بھی ایسا ہی روایت کیا۔ ۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب تجارت کی غرض سے شام گئے پوئے تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے بطور مدد پیش کیے۔ (بوجہ محبت و العنت) ۶

۱ کوثر المعانی الداری شرح صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۲۔

۲ کوثر المعانی جلد ۱ ص ۱۲ و جامع الصغیر سیوطی۔

۳ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۹۳ سیرۃ فاروق ابن جوزی بحوالہ مسخ اشکال۔

۴ اشفا حصہ دوم ص ۴۰ ترجمہ غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

۵ تاریخ الخلفاء رازدوسیوطی ص ۸۹ ۱ جذب القلوب اردو ص ۹۹۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خصوصی محبت و الفت کی وجہ سے تھی کہ جب بخران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ تک نوبت پہنچی یعنی آیت تعالوا ندع ابنائنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکذابین ۵ آل عمران رکوع ۶

اُو بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو۔ ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اور تم خود بھی آجائیں پھر گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں پھر کہیں ہم اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والوں پر۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لیے تیار ہو گئے اور قبل از وقت اپنے متعلقین کو بلا لیا جیسا کہ تفسیر درنثور جلد دوم ص ۴۰ اور تفسیر روح المعانی جلد اول ص ۴۰۶ میں ہے۔

(ترجمہ) ابن عساکر نے جعفر الصادق سے انہوں نے اپنے والد محمد (الباقر) سے اس آیت یعنی تعالوا ندع ابنائنا کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مع ان کی اولاد کے حضرت عمر کو مع ان کی اولاد کے۔ عثمان کو مع ان کی اولاد کے۔ اور علی کو مع ان کی اولاد کے بلا

لیا تھا۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ۱

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وفات نبوی کے دوسرے سال جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو اتنا کہا: - قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الاول (یعنی رسول اللہ جب پہلے سال خطبہ دینے کھڑے ہوئے) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ ذہن میں آگیا تو بلک بلک کر رونے لگے۔ پھر دوبارہ اسی طرح فرمایا اور وہی حالت ہو گئی تھی کہ تیسری مرتبہ مشکل سنہلے اور خطبہ دیا۔ ۲

چونکہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ام امین رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے لہذا اسی کے تتبع میں جذبہ محبت کا اظہار کرنے کے لیے حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم بھی جایا کرتے تھے۔ ۳

۱ تفسیر آیات قرآنی ص ۲۲۲ - ۲ مسند امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ ص ۸

۲ البدایة و النہایة جلد ۵ ص ۲۷۵ -

الارواح جندٌ مُجندةٌ ما تعارف منها ايتلف وما تناكر منها اختلف (الحديث)  
 ارواح ایک لشکر آراستہ ہے جو ان سے آشنا ہوا مانوس ہو دنیا میں اور جو باہمی آشنا نہ  
 ہوا غیر مانوس رہے۔ ۱۷

مطلب یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آشنائی و الفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے عالم ارواح میں ہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے حق میں فرمایا: **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ**  
 دوست ہے وہ (اللہ) ان کا اور دوست ہیں وہ اس کے اور اللہ تعالیٰ بدری صحابیوں کے حق میں فرمایا  
 جن کے سرخیل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ **انص الله يحب الذين يقتلون في  
 سبيل الله صفاً كانهم بنياناً مرسوماً**۔ بے شک وہ لوگ اللہ کے دوست  
 ہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ مضبوط بنیاد ہیں۔ لہذا حضرت ابوبکر اللہ کے  
 محب اور محبوب ہیں اور جو اللہ کا محب و محبوب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محب و محبوب

۱۷۔ ۱۸

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت  
 کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا اور تو کچھ نہیں صرف  
 اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا تو پھر تو اپنی کے ساتھ ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی  
 چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا  
 ہوں۔ اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں لیکن میں محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا شہر ان کے  
 ساتھ ہوگا (بخاری شریف)

**حُبُّ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ اِيْمَانٌ وَبَعْضُهُمْ نِفَاقٌ**

حضرات ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان ہے اور ان کی عداوت نفاق۔ ۱۸

۱۷ تحفہ ثنائی عشریہ ص ۲۲۰ ۱۸ ایضاً ص ۲۲۱

۱۹ بروایت حضرت انس مشکوٰۃ احسن الہدایات تتمہ رابع ص ۱۹۱۔

امیرِ مہاجر بن ابی اُمیہ کے سامنے دو عورتیں لائی گئیں جنہوں نے گانے کے دوران ایک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اور دوسری نے مسلمانوں کے خلاف ہجو یہ اشعار پڑھے تھے انہوں نے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے اور دانت اکھڑوا دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے تحریر کیا کہ جس عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اس کی سزا قتل تھی اگر تم نے سبقت نہ کی ہوتی یعنی سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں اسے قتل کرتا یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام ہے کہ ان کے بارے میں کوئی بُرے الفاظ سُنتے ہی شدت کا مظاہرہ فرماتے ہیں یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ منزل ہے جو ہر ایک کے حصہ میں نہیں آتی۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین قرار دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا "اُرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمِّتِیْ ابُو بَکْرٍ" (الحديث) ۲

میری اُمت میں سے میری اُمت پر سب سے زیادہ شفیق و رحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے یقیناً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منظرِ صفتِ رحمتِ الہی تھے۔

مسلمانوں کے بچے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو باپ باپ کہہ کر پکارتے اور آپ شفیقت و محبت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ آپ نادار لوگوں کے کام اپنے دست مبارک سے کر دیتے لوگوں کی بکریاں دودھ دیتے اسیران بدر کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:۔  
یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے بھائی بھتیجے اور کنبے قبیلے والے ہیں میری رائے میں آپ ان سے فدیہ لے لیں۔ پس جو ہم نے زیادہ ہمارے لیے کافروں پر قوت ہوگا اور شاہد اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے تو یہی لوگ ہمارے قوت و بازو ہوں۔ ۳

۱ تاریخ الخلفاء - اردو: ص ۱۵۶ مختصراً۔

۲ تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۶۷

۳ مواہب الرحمن پارہ ۹ ص ۱۹۹۔



جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کے رشتہ دارانکو قتل کریں جیسے حضرت علیؓ بخیل کو، حضرت ابو بکر نے منکر دینے کا مشورہ دیا اور فدیہ لینے کا تاکہ ممکن ہے کہ ان میں کئی اسلام قبول کریں اور ہماری قوت و بازو بن جاویں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ من تبعنی وانا نہ ہنی و من عصانی فاند غفور رحیم۔

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا۔ ان تعذبہم فانہم عبادک۔

لہذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی عمل درآمد ہوا۔ اے آیت۔ هو الذی یصلیٰ علیکم واملأ کفکم من اللہ (الایۃ)

ترجمہ۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمان پر مہربان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب آیت ان اللہ و ملائیکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کی وفات پر جو نوحہ خفاف بن مذہب السمی نے کہا تھا اس کا ایک شعر ہے جس کا مطلب ہے ”بیشک ابو بکر آب باران کے مانند تھے جب کہ برج جوڑا سے بھی پانی کی کمی کے باعث کھیتیاں نہ اگتی تھیں اے یعنی امت پر بے حد مہربان۔“

ابن سعد نے ابراہیم النخعی سے نقل کیا ہے کہ ”ابو بکر کا نام ادواہ (رحیم الطبع) ان کی مہربانی اور رحم دلی کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔“

۱۷ تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۲۲۔ نیز دیکھئے ”اصحاب بدر“ از قاضی محمد سلیمان منصور پوری ص ۱۸۔

۱۸ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۳۶

اور ابن عساکر الزیلع بن السن سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب اول کتاب ادواہ میں لکھا ہے " ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کی مانند ہیں۔ کہ جب گرتا ہے نفع ہی پہنچتا ہے۔ لہ

جب آقا و مولا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامۃ الصما

حضرت ابو بکر صدیق سے بغض رکھنے والوں کا انجام

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا درجہ تو اتنا بلند تیریں ہے کہ بقول حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کہ "اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہارے ساتھ برابر ہی تو کجاہم میں سے تو کوئی آپ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا"

تو ایسی شخصیت سے بغض و عناد رکھنا بدترین گناہوں میں سے ہے جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

احفظونی فی امتی و اہلہم لا یطلبکم اللہ بمظلمة احد منہم فاذا ہذا لیت عمادتہ

میرے سسرالی لوگوں کا احترام کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تم سے مواخذہ کرے۔ ایسی خطا بخشی نہ جائیگی

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں کا جو انجام ہو گا وہ تو بزرگ قیامت ہو گا لیکن بطور تنبیہ اللہ تعالیٰ نے متعدد لوگوں کا اس دنیا میں جو انجام ظاہر فرمایا ہے وہ باعث عبرت ہے۔

چند حوالہ جات تمثیلاً تحریر ہیں :-

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چند افراد میں کو جا رہے تھے کہ ایک کو فی بدعتیہ بھی ہمراہ ہو گیا

جو حضرات ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو بڑا بھلا کہتا تھا جو باوجود سمجھانے کے باز نہ آیا۔ ایک صبح اس نے

بتلایا کہ ابھی ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے قاسم تو مسخ ہو جائے گا سو وہ بندر کی شکل

اختیار کر گیا جسے ان لوگوں نے رسی سے باندھ دیا لیکن راستہ میں ایک جگہ بندروں کو دیکھ کر رسی ٹڑا کر بھاگ

کران میں ہی شامل ہو گیا (دلائل النبوة)

علامہ تکسمانی نے بھی اسی قسم کا واقعہ ذکر کیا ہے (سعادة الدارين لنبہانی)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی لاشیں نکالنے کا واقعہ متعدد علماء نے معتبر کتب میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ

حاکم وقت سے سازش کر کے حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کی لاشیں نکالنے کے لیے تیار ہوئے تو زمین

۱۰ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۹۱ -

۲ کنز العمال خطیب ابن عساکر

پھٹ گئی اور وہ اس میں غرق ہو گئے جب کہ حاکم مدینہ کوڑھی ہو کر عبرت ناک حالت میں مر گیا۔ ۱  
 علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ علامہ کمال سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مجمع میں ایک آدمی نے محبت  
 صدیق کے بدلے کچھ مانگا تو ایک آدمی نے اُسے گھر لے جا کر مارا اور زبان کاٹ دی۔ وہ اسی حالت میں  
 روضۃ النور کے سامنے آکر سو گیا۔ دریں اثنا اس کی زبان تو درست ہو گئی۔ لیکن مارنے والی شکل مسخ ہو گئی  
 وہ خنزیر کی شکل پر ہو گیا جس کے بیٹے نے اس کو علیحدہ گھر میں بند کر دیا۔ ۲

علامہ ابن قیم ، علامہ قیروانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جو حضرات ابو بکر و عمر رضوان  
 اللہ علیہم کے بارے میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے ہمسایہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔  
 آپ نے شکایت سن کر اس کو ایک چھری دے کر فرمایا جاؤ اسے قتل کر دو۔ بیدار ہوا تو رونے کی آوازیں  
 سنیں معلوم ہوا کہ بدگوئی گردن پر دھاری کا نشان پڑا ہوا ہے اور وہ مر چکا ہے (کتاب الروح)  
 علامہ تمسانی نے مصباح الظلام میں بھی ایسا واقعہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیاء نے حضرت ابو بکر صیرفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضوان  
 اللہ علیہم اجمعین کا ایک مخالف مر گیا تو خواب میں کسی نے دیکھا کہ وہ بدہنہ ہے اس نے بتلایا کہ بوجہ بد اعمالی  
 اسے نصراہنوں کے ساتھ کر دیا گیا اور اس کی یہ حالت ہے۔ ۳  
 ایک دشمن شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مرنے کے بعد دفن کر دیا گیا لیکن غلطی سے کدال قبر میں  
 ہی رہ گئی۔ قبر کو دوبارہ کھولنے پر دیکھا گیا کہ وہ کدال مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور ہاتھ بھی ساتھ  
 بندھے ہوئے ہیں۔ ۴

حضرت علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کی خدمت میں اظہار  
 دو بزرگ صورت شخص تھے میں نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا کہ تمہاری باطنی شکل خنزیر کی طرح مجھے نظر  
 آرہی ہے کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ دشمن صحابہ کی باطنی شکل بصورت خنزیر دیکھ لیتا  
 ہوں۔ انہوں نے اپنی بُرائی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تو ان کی شکل اصل صورت پر آگئی۔ ۵

۱ تاریخ مدینہ۔ ریاض النضرۃ محب الدین خطیب خلاصۃ الوفا علامہ سمہودی۔ المنن الکبریٰ للشعرانی سعادت الدارین وغیرہ

۲ زواجہ لابن حجر مکی۔ ۳ شرح الصدور السیوطی۔

۴ سعادت الدارین نقیبانی۔ ۵ فتوحات مکتبہ باب ۲۔

علامہ ابن قیم حضرت ابوالحسن مصلحی خطیب مسجد نبوی سے نقل کرتے ہیں ایک دن نماز فجر کے بعد وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ایسا جس کی دونوں آنکھیں باہر لٹک رہی تھیں اس نے بتلایا کہ وہ حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بدزبانی کرتا تھا ایک دن خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم و علی رضی اللہ عنہ کو بیٹھے دیکھا۔ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے میری شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے پوچھا تمہیں ان کے خلاف بدزبانی کرنے کو کس نے کہا ہے۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کر دیا پھر کیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غصے سے اٹھ کر میری طرف پلکے اور فرمایا تو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور اپنی آنکھیاں میری آنکھوں میں ماریں کہ درد کی وجہ سے جاگا تو اس حالت میں تھا وہ رو رو کر اپنا واقعہ بیان کر کے توبہ کرتا تھا (کتاب الروح)

حضرت امام ابن ابی الدینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص خانہ کعبہ میں آیا جس کا نصف چہرہ سفید اور نصف سیاہ تھا اس نے لوگوں کو اعلان کیا کہ وہ حضرات شیخین کے بارے میں بدگوئی کرتا تھا کہ ایک شب حالت خواب میں کسی نے تھپڑ مار کر کہا اے اللہ کے دشمن تو حضرات ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو گالیاں دیتا ہے بس آنکھ کھلتے ہی یہ حالت پائی۔ وہ کہتا تھا کہ میری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ ۱۷

حضرت امام شعرانی حضرت علامہ عبدالغفار قوسی سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرات ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا تھا جب کہ اس کا لڑکا اور بیوی منع کرتے تھے اچانک اللہ تعالیٰ نے اس بدگوئی شکل بصورت خنزیر کر دی اس لڑکے نے زنجیر باندھ کر اپنی دکان پر ٹھہرا رکھا تھا کہ وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ ۱۸

علامہ شیخ محب الدین طبری کہتے ہیں کہ مجھے جب یہ خبر ملی تو میں اس کے لڑکے کے پاس گیا مذکورہ واقعہ کی تصدیق کی۔ ۱۹

۱۷ کتاب الروح ابن قیم  
۱۸ کتاب المنن الکبریٰ  
۱۹ عطا سیف المنن و اخلاق الشعرانی (مختصر الحوالہ کتاب مسخ اشکال)

یوں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامتیں عام کتب میں  
**کرامات صدیقی** تحریر میں لیکن اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے حضور رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی اور جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے تھے  
 اور جو پیش گوئیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں وہ اکثر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ  
 خلافت اور آپ کے دست بابرکت پر پوری ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں  
 محفوظ رکھنے والے وہی لوگ ہیں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں بلکہ تاقیم  
 قیامت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صاحب کرامت وہی بزرگ ہیں جو آپ کو اپنا امام اور عند اللہ  
 مکرم و معظم تسلیم کرتے ہیں۔

مشہور ضرب الثل ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی استقامت کرامت سے زیادہ بڑی چیز ہے  
 تو کیا کوئی شخصیت بِلتِ اسلامیہ میں ایسی ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برابری کر سکے حضور اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر، مرتدین کے ساتھ جہاد کرنے جھوٹے نبیوں کا استیصال کرنے  
 مالغین زکوٰۃ کو راہِ راست پر لانے جیشِ اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے مواقع پر جو استقامت  
 آپ نے ظاہر فرمائی اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اعلانیہ تسلیم کرنا پڑا کہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ  
 عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جاتی (ابو یوسفی بروایت ابن عساکر ابو ہریرہ)  
 (ترجمہ) اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو لوگ قیامت تک زکوٰۃ کے بارے میں حق سے منحرف نظریات  
 اختراع کرتے۔ لہ

صاحب محاضرات تاریخ الامم — جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ہم اس بارے میں صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر جل شانہ کی تائید و توفیق کے بعد حضرت  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کا مضبوط عزم نہ ہوتا تو مسلمانوں کو وہ عروج و استحکام نصیب نہ ہوتا جو  
 صفحات تاریخ میں معروف ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزم کا اظہار ایسے وقت کیا جب کہ

لہ قول حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ ریاض النفرہ محب طبری ۱/۹۹

تمام مسلمانوں کے دلوں پر (واقعات حاضرہ و وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) ذہول اور رلودگی کی کیفیت مسلط ہو چکی تھی حتیٰ کہ ان پر بھی جو سب سے زیادہ محکم قوت کے مالک اور سب سے زیادہ دل کے مضبوط تھے۔ (البیانات)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کے مانند ہیں کہ جب گزرتا ہے نفع ہی پہنچتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجسم معجزہ تھی جن کا ہر قول و فعل بجائے خود ایک کرامت تھی علیہ صلوٰۃ اللہ و سلامہ۔

دگرگوں کہ دلا دینی جہاں را  
ازاں فقرت کہ با صدیق وادی

ز آثار بدن گفتند جان را

بشورے آدریں آسودہ جاں را

(اقبال)

سائحه ارتحال | کل نفس ذائقة الموت - ہر نفس کے لیے موت کا ذائقہ  
اناللہ وانا الیہ راجعون | چکھنا مقدر ہو چکا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی بمطابق

رویبقی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام بقا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سات جمادی الثانی ۱۳ھ کو غسل فرمایا۔ وہ سرد دن تھا جس کے بعد آپ کو بخار ہو گیا (الواقعی و الحاکم بروایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بیمار پڑسی کے لیے صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ اجازت دیجئے کہ آپ کے لیے کسی حکیم کو لائیں تاکہ دیکھ کر علاج کرے آپ نے فرمایا وہ تو مجھے دیکھ چکا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حکیم نے کیا کہا تو آپ نے فرمایا۔ انی فعال لما ارید یعنی میں جو کچھ چاہتا ہوں کرتا ہوں یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا جس کے الفاظ ہیں۔ ان ربك فعال لما یسید۔ بے شک تمہارا رب جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ پس حاضرین آپ کا مطلب سمجھ گئے اور خاموش ہو گئے۔ ۲

ابن حاتم اور ابویعیم سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ آیت۔ یا بیتھا النفس المطمئنة الرجعی الی ربک اضیة

۱۱ ابن عساکر بروایت الربیع ابن انس بحوالہ سیرا خلفاء سیوطی ص ۹۱ -

۱۲ ابن سعد و ابن ابی الدنیا بروایت ابی اسفر۔

مرضیہ ہا دخلی فی عبادیہ ہا دخلی جنتیہ ہا فجر اے اطمینان والی جان  
اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص  
بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بڑا اچھا قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری موت پس بھی فرشتے یہی کہنے والے ہیں۔ ۱

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اب اس خوشخبری کو سننے کے لیے بے قرار تھے اور آپ نے خود ہی  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تعبیر کا اظہار کیا تھا کیوں کہ محمد بن سیرین کے مطابق رسول  
کریم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم تعبیر کوئی نہ جانتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں  
جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اڑھائی ڈنڈے پیچھے ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا  
رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں بلا لے گا اور میں آپ کے بعد قریباً اڑھائی برس زندہ  
رہوں گا۔ ۲

اس طرح آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق بھی بڑھ رہا تھا اور آپ کی موت  
کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے بھی آپ  
دن بدن لاغر و کمزور ہو رہے تھے۔ (طبری وابن اثیر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی عمر کے بارے میں اشارہ فرمایا تھا۔  
الطبرانی نے حدیث ابی الدرداء اور الحاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے نقل کیا اور ابوالقاسم البغوی نے  
مسند حسن عبداللہ بن عمر سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے بعد بارہ خلیفہ  
ہوں گے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے بعد تختوڑا عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔ ۳

۱ سیرۃ الخلفاء اردو ص ۸۷ کنز العمال بسند امام احمد بن حنبل۔

۲ ابن سعد نے ابن شہاب سے نقل کیا۔ سیرۃ الخلفاء ص ۱۷۱۔

۳ سیرۃ الخلفاء ص ۹۳۔

دریں اثنا آپ نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بعد جانشین مقرر فرمایا اور باقاعدہ حضرت عثمان ذوالنورین سے اس بارہ میں تحریری وصیت فرمائی اور صحابہ کرام سے خطاب فرمایا کہ میں تمہارے اُوپا اپنے بعد عمر ابن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں اس لیے ان کی سنو اور اطاعت کرو اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں کیں اور وصیت کی لہذا لوگوں نے بسر و چشم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سمعنا و اطعنا کا عہد کیا۔ ابن سعد اور الحاکم ابن مسعود سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو انتہائی دانشمندی قرار دیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم عمر فاروق کے بغیر کسی اور پر وادھی نہ ہوں گے کہ وہ ہمارے امویکا والی ہو۔

آپ کی بیماری کے دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے کیوں کہ آپ نے اپنی کو حکم دیا تھا حضرت عثمان ذوالنورین آپ کی تیمارداری میں پیش پیش رہے کیوں کہ وہ آپ کے نزدیک ہی تھے۔

وفات سے پہلے اپنے دوران خلافت حاصل شدہ وظیفے کی رقم کے بارے میں حکم دیا کہ میری جائیداد فروخت کر کے تمام رقم واپس بیت المال میں جمع کر دی جائے جسٹی غلام اونٹنی چادر وغیرہ سرکاری چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں کہ اب وہ ہی ان کے حق دار ہیں جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ نے اپنے جانشینوں کو بڑی دشواری میں ڈال دیا۔

(طبقات ابن سعد)

اپنے گھر کے منتظم محتسب سے گھر کا حساب پوچھا اس نے بتایا کہ بچپن درہم اس نے اپنے پاس سے خرچ کیے باصرار اس کی ادائیگی کر دی (ازالۃ الخفا)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن کے مطابق ہی مجھے کفن دیا جاوے اور میرے مستعمل کپڑے ہی استعمال کیے جاویں کہ نئے کپڑوں کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (طبری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسرت سے یہ شعر پڑھا۔

و ایض یسقی الغمام بوجہ  
مثال ایتامی عصمت لارامل



وہ پر نور صورت جس کے چہرہ کے صدقے بادلوں سے بارش مانگی جائے یتیموں پر مہربان ہو اور  
کی پناہ گاہ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی یہ شان تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا مجھے خیال ہے کہ میں آج (دوشنبہ کے دن) وفات  
پا جاؤں گا۔ اگر میری وفات ہو جائے تو شام ہونے سے پہلے پہلے مجاہدین کو مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
روانہ کر دینا اور اگر میری وفات موخر ہو جائے تو صبح سے پہلے بھیج دینا اور کتنی ہی بڑی مصیبت  
کیوں نہ ہو دین کے کام اور اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل میں میری وجہ سے رکاوٹ نہ پڑے۔ آپ  
مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر دیکھ چکے ہو میں نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا  
حالانکہ دنیا پر اس سے زیادہ مصیبت کا پہاڑ کبھی نہ ٹوٹا تھا۔

فرمایا آج دوشنبہ ہے مجھے اُمید ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میری  
موت بھی آج ہی آئے گی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کی وصیت کی۔

بیماری کے دوران آپ کی سب سے زیادہ تیمارداری ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا نے کی۔

وفات پر آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک پر جاری تھے وہ تھے تو فنی مسلماً والحقنی بالصالحین  
اے اللہ مجھے اسلام پر موت دے اور آخرت میں صالحین میں شامل فرما نا۔ مغرب و عشا کے مابین دو  
سال تین ماہ دس دن کی مدت خلافت کے بعد خلافت و امامت کا آفتاب عالم تاب دنیا سے روپوش  
ہو گیا اور نور صدیقی، نور مصطفوی سے جا ملا۔ "ان اللہ وانا الیہ راجعون"۔

یہ جمادی الثانی ۱۱ھ دوشنبہ کا دن تھا۔ اس وقت آپ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مطابق تریسٹھ سال تھی (بمطابق ۲۳ اگست ۶۳۲ء)۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا اور آپ

کے لڑکے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مدد کی (کتاب نزہۃ النواظر کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا)

غار جنازہ مسجد نبوی میں منبر شریف اور حجرہ مبارک کے دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار

تکبیر سے پڑھائی۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ اس صورت میں آپ کو دفن کیا گیا کہ آپ کا سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے برابر تھا۔ حضرت عمر عثمان۔

طلحہ و عبد الرحمن (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے قبر میں اتارا اور اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دوسرا چاند اتار گیا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ

کی وفات شدید ترین صدمہ تھا۔ مدینہ کے در و بام لرزہ بر اندام ہو گئے۔ مملکت اسلامیہ میں جوں جوں

خبر پہنچتی رہی صف ماتم بچھ گئی۔

آپ کی وفات پر صحابہ کرام کے تاثرات

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا . . .

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثہ وفات کے بعد آپ کی وفات

سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہر حال اللہ کے حکم کے مطابق ہم صبر ہی کریں گے . . . . .

اباجان میرا آخری سلام قبول کیجئے میں آپ کے مرنے پر جزع فزع نہیں کر رہی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باچشم پریم فرمایا: -

. . . اے خلیفہ رسول اللہ! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں

ڈال دیا . . . آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد کو پہنچ سکے . . .

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے دروازہ پر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے

پہنچے اور فرمایا۔ یوم انقطعت خلافة النبوة۔ اہم خلافت نبوت منقطع ہو گئی۔ دطویل خطبہ

جس میں آپ کے بے شمار محاسن اور اوصاف کا تذکرہ فرمایا)

(ترجمہ) "اے ابو بکر! اللہ تم پر رحم فرماوے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و مونس

معمدہ محرم راز اور شیر تھے تم سب سے پہلے ایمان لائے۔ تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے

تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور دین کے

کے معاملے میں تکلیف اٹھانے والے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ  
 حاضر باش۔ اسلام پر سب سے زیادہ مہربان۔ حضور کے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ  
 بابرکت۔ رفاقت میں سب سے بہتر مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ کر۔ پیش قدمیوں میں سب  
 سے افضل و برتر۔ درجے میں سب سے اونچے۔ وسیلے کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سب سے زیادہ قریب تر۔ سیرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ۔ عادت، مہربانی اور فضل میں صحابہ  
 میں سے سب سے زیادہ بلند مرتبے والے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب  
 سے زیادہ مکرم اور معتقد تھے۔ پس اللہ اسلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تم کو جزا  
 خیر عطا فرمادے۔ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک منزلیہ چشم و گوش تھے تم نے آپ کی اس  
 وقت تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تم کو صدیق کہا۔۔۔  
 والذی جار با لصدق و صدق بہ۔ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس  
 وقت غم خواری کی جب لوگ نخل کرتے تھے۔ ناخوشگوار حالات میں تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 جم کر کھڑے رہے جب کہ لوگ کچھڑ گئے۔ تم نے سختیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حق محبت  
 حسن و خوبی سے ادا کیا۔ تم ثانی اثین اور رفیق غار تھے۔ تم پر سکون نازل ہوا۔ تم ہجرت میں رسول اللہ  
 کے ساتھی تھے۔ اللہ کے دین اور امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت  
 خلافت کا حق ادا کیا جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تم نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ سے  
 نہ ہو سکا۔ تم نے اس وقت مستعدی دکھائی جب تمہارے ساتھی سست ہو گئے۔ تم نے اس وقت جنگ  
 کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے جب وہ کمزور ہو گئے تو تم قوی رہے۔ تم نے منہاج رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو اس وقت تماماً جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزاع و تفرقہ کے بغیر خلیفہ برحق تھے۔ اگرچہ  
 اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ تم امر حق پر قائم رہے  
 جب لوگ بزدل ہو گئے۔ تم ثابت قدم رہے جب وہ ڈگمگا گئے۔ تم اللہ کے نور کو لیے ہوئے  
 بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ تمہاری آوازاں  
 سب سے پست تھی مگر تمہارا رتبان سب سے بلند تھا۔ تمہارا کلام سب سے سنجیدہ تھا اور تمہارا  
 نطق سب سے زیادہ صحیح تھا۔ تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔ تمہارا قول بلیغ تھا۔ تم سب

سے زیادہ بہادر۔ سب سے زیادہ معاملہ فہم عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف تھے۔ خدا کی قسم تم دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے ہٹے تو تم ان کے آگے تھے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم ان کے پیچھے تھے۔ تم مومنوں کے لیے رحمدل باپ تھے۔ یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے۔

جن بھاری بوجھوں کو وہ اٹھانہ سکتے تھے۔ تم نے ان کو اٹھالیا جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے ان کو اس کی رغبت دلائی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے ان کو وہ چیز سکھائی۔ جب وہ عاجز و در ماندہ ہوئے تو تم نے تلوار کھینچ لی یعنی بہادری دکھائی جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ان کی داد رسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لیے تمہاری طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو چیز ان کے گمان میں بھی نہ تھی ان کو مل گئی۔ تم کفار کے لیے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔ مومنوں کے لیے رحمت انس اور پناہ تھے تم نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی اور اس کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کر لیں۔ تمہاری محبت کو شکست نہ ہوئی تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔ تمہارا دل کج نہیں ہوا اور منحرف نہیں ہوا۔ تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں ہلا نہیں سکتیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم جہاں لوگوں کو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع اللہ کے نزدیک با عظمت اور لوگوں کی نظر میں بزرگ۔ تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا اور نہ حروف گیری کر سکتا تھا۔ تم سے نہ کوئی ر غلط طمع رکھ سکتا تھا اور نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے۔ ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ تم اس سے حق لیتے تھے۔ دور و نزدیک کے دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے جو اللہ کا سب سے زیادہ طبع اور متقی ہوتا تھا۔ وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔ تمہاری شان حق صدق اور نرمی تھی۔ تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بے دباری اور در اندیشی تھا اور تمہاری رائے علم و عزم تھا۔ تم نے فنا کا قلع و قمع کر دیا اور راستے ہموار ہو گئے۔ مشکل آسان ہو گئی۔ آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہو گیا۔ ایمان قوی ہو گیا۔ اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے۔ اللہ کا امر غالب ہو گیا اگرچہ کفار کو ناگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا۔ تم خیر سے کامیاب ہو گئے۔ تم اس سے بالاتر ہو کہ تم پر یا تم

کیا جائے۔ تمہارے مرثیے آسمانوں پر پڑھے جا رہے ہیں اور تمہاری مصیبت تمام دنیا میں ظاہر ہے۔ انا اللہ  
وانا الیہ راجعون۔ اللہ کے فیصلے پر راضی اور اپنا معاملہ اس کو سونپتے ہیں اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا تم دین کی عزت۔ جائے پناہ  
اور حفاظت گاہ تھے مومنوں کے۔ یہ تنہا ایک گروہ قلعہ اور دار الامن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی  
اور غضب تھے۔ پس اللہ تم کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے  
اجر سے محروم و گمراہ نہ کرے۔ ۱۵

جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے رہے لوگ خاموش رہے لیکن جب  
اختتام کو پہنچے تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور بیک آواز سب نے کہا اے رسول اللہ کے داماد آپ  
نے بے شک سچ فرمایا۔

” حضرت حسان نے فرمایا۔

(ترجمہ) اگر تم اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کارنامے یاد کرو جو  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی و عادل اور اپنے فرالہ  
انجام دینے والے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اگر میں قسم کھا کہہ سکوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق کو ایک  
ہی سرشت و طینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں صادق ہوں گا۔

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے :-

ہر شخص کا مدفن وہیں ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی اس کی سرشت و طینت میں ہوتی ہے اور شاہ ولی اللہ  
مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

” روحوں کو اللہ تعالیٰ نے گروہ درگروہ پیدا کیا پھر جو روح اس وقت سے متعارف ہوئی

۱۵ ریاض النضرہ جلد اول ص ۱۸۳۔ کنز العمال بر بسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۶۶۔ ترجمہ صدیق اکبر نمبر

فیض الاسلام، تحفۃ اثنائ عشریہ ص ۲۵۶ بحالہ کتاب الموافضہ ابن سلمان مخزن اخلاق ص ۷۴۔

دنیا میں بھی اسی سے مالوس و مالوف ہوئی اور وجود خارجی میں ایک جگہ بھٹیں اور بعد انتقال بھی ایک جگہ ہیں اور رہیں گی۔ ۱

بہ روایت حافظ ابوسعید بن سماں وغیرہ محدثین۔ نیز محمد بن عقیل بن ابی طالب سے کہ بے شک جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ان کو چادر سے چھپا دیا گیا ارتجت المدینة بالیکاً کیونکہ قبض فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو لوگوں کی گمراہی سے مدینہ منورہ ہلنے لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ہلا تھا۔ ۲

ابن مسیب سے منقول ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے تو مکہ میں ایک زلزلہ آیا۔ ۳

بروز دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ اجتماع سقیفہ بروصال  
رسول کریم و بیعت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
۱۲ ربیع الاول ۱ھ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی۔

خلافت  
حضرت ابوبکر صدیق  
کے چند واقعات مشہورہ

شعبان ۱ھ روانگی جنگی دستہ ہائے برائے سرکوبی مرتدین۔  
ذوالحجہ ۱ھ جنگ یمامہ۔ ۱۲ھ حضرت خالد بن ولید کی بحرین پر فوج کشی اور حیرہ کی صلح  
صفر ۱۲ھ جنگ شنی و جنگ ولجہ۔ ربیع الاول ۱۲ھ حیرہ کا محاصرہ اور اس کی سپردگی۔  
ربیع ۱۲ھ روانگی افواج بظرف عراق۔ ذی قعدہ ۱۲ھ جنگ فراض۔ اہل فارس۔ اہل روم اور  
بدوؤں کی شکست۔ ذوالحجہ ۱۲ھ حضرت سید اللہ خالد بن ولید کا خنجر چھ کرنا۔  
شروع ۱۲ھ حضرت خالد بن ولید کی عراق سے شام کو روانگی کے بعد حضرت مثنیٰ کا عراق  
میں داخلہ۔ (۱۳ھ) جنگ بابل۔ جمادی الاول ۱۳ھ جنگ یرموک۔  
۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ وصال حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

۱ھ فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۵۱۔

۲ھ تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۵۶ بحوالہ کتاب الموافقة ابن السمان۔

۳ھ تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۳۵۔

آپ کے عمال و عہدہ داران :-

قاضی القضاة حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (طبری و ابن اثیر) ان کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ - معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت - عبد اللہ بن

مسعود (العقد الفرید) رضوان اللہ علیہم اجمعین -

کاتب - حضرت زید بن ثابت و عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما و غیرہما (طبری)

جریل - حضرات اسامہ بن زید - سیف اللہ خالد بن ولید، عکرمہ بن ابو جہل، شہر جیل بن حسنہ - عمر فحجہ

بن حصرتہ، حذیفہ بن محسن، سوید بن مقرن، علاء بن الحضرمی - مہاجر بن ابی امیہ، خالد

بن سعید بن العاص، عمرو بن العاص، ابو عبیدہ بن الجراح، یزید بن ابوسفیان - مثنیٰ ابن

المحارث و غیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین -

عمال - عتاب بن اسید - عثمان بن ابوالعاص، حذیفہ بن محسن، علاء بن الحضرمی، سوید بن مقرن

مہاجر بن ابی امیہ، عمرو بن العاص، مثنیٰ بن المحارث، یزید بن ابوسفیان، ابو عبیدہ بن الجراح

ابوسفیان بن حرب، عمرو بن سعید، الحکم بن سعید، ولید بن عقبہ - عمرو بن معدی - جبریر بن

عبد اللہ، ذوالکلالع و غیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین -

خترانچی - حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ - " امین الامت "

آپ کی ازواج :- تھیلہ بنت عبدالعزیٰ - اسماء بنت عمیس - ام رومان جیبہ بنت خارجه رضی اللہ علیہم

صاحبزادے و صاحبزادیاں :- عبد اللہ - عبدالرحمن - محمد - حضرت اسماء ذات النطاقین رضی اللہ

عنہا - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا - ام کلثوم -

آپ کی چار پشتیں صحابی بھتیں اور یہ مشرف بھی آپ کی ذات کے لیے مخصوص ہے آپ کے والدین

خود - لڑکے اور پوتے -

آپ کی انگشتی :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی انگشتی خلیفۃ الرسول صلی

اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تھی اور اپنی ذاتی انگشتی پر لکھا تھا - نعم القادر اللہ ( اللہ تعالیٰ بہتر

قدرت والا ہے )

## متفرقات

جب انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر انعقادِ خلافت کے لیے جلسہ کیا تو آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا "آپ حضرات نے اپنی فضیلت میں جو کچھ

فرمایا وہ صحیح ہے اور آپ اس کے اہل ہیں۔ لیکن قبائل عرب سوائے اس کے کچھ تسلیم نہیں کریں گے کہ خلافت قریش میں رہے" اے

ان مختصر الفاظ میں استحقاقِ خلافت کا پورا فلسفہ پیش فرما دیا کہ شخصی فضیلت و اہلیت سے ہی خلافت کا حق کسی کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے لیے نیک ہونا اور عوام میں مقبول ہونا نہایت لازمی ہے کہ جس کی قیادت پر لوگ متفق ہو سکیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے مشورہ دیا کہ جیسا اسامہ کو روک دیا جاوے بصورت دیگر کسی تجربہ کار سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس پر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا میں کیسے لپیٹ دوں" اور جس شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر لشکر مقرر فرمایا ہے میں اسے کیسے معزول کر سکتا ہوں" (احترام نبوی کی لازوال مثال اسے ہی کہا جا سکتا ہے) (صدیق اکبر بحوالہ طبری)

ان الہجوة شانتہا شدید۔ ہجرت کا معاملہ نہایت سخت تھا (بخاری شریف)  
 رسول اللہ کے ہجرت کے سانحے کا معاملہ تو سب سے زیادہ شدید تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت ان کے جذبہ صادق کی مظہر تھی۔

رسول اللہ کے شاتم کی سزا قتل ہے ایک موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کسی سے بدہم ہو رہے تھے ایک صحابی نے عرض کیا اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ تو آپ نے فرمایا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہی حق نہیں کہ کوئی شخص کسی کی گستاخی پر اسے قتل کرے۔ (ابوداؤد کتاب الحدود)

ایک دفعہ رسول اللہ کسی نزاع چکانے کے لیے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے نماز کا وقت ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امامت نماز کی دریں اثنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور جماعت میں شریک ہو گئے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ معلوم کر کے پیچھے ہٹنے

اے بخاری و مسلم و تاریخ الخلفاء کے حوالہ سے فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۰۳ -



کے لیے مڑے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ قائم رہو لیکن آپ بیچھے ہٹ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تکمیل فرمائی اور پھر پوچھا جب میں نے حکم دیا تھا تو تم . . . بیچھے کیوں ہٹے تو عرض کیا میں قحافہ کا یہ منہ تھا کہ آپ کے آگے نماز پڑھائے۔ (اسوہ صحابہ جلد اول)

حضرت بی بی فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم تشریف لے گئے جعفر بن محمد کی روایت کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا تو انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ پڑھوائی۔ ۱۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی کوشش تھی اور نکاح میں شامل تھے حضرت بی بی فاطمہ الزہراء کا نکاح آپ ہی کی کوشش سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوا اور آپ نکاح کے گواہ تھے اور آپ کی ہی وساطت سے سامان چہیز خرید گیا یہ اس رقم سے خرید گیا جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو زرہ کے بدلے ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی تھی وہی رقم بطور حق مہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیش خدمت کی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالنورین کے لیے دعائیں فرمائی تھیں۔

مسیلمہ کذاب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سر بند فرمایا اور مسیلمہ قتل ہو گیا لیکن اس جنگ میں حفاظ قرآن صحابہ کرام کی ایک جماعت شہید ہو گئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حفاظ کرام کی شہادت سے بہت زیادہ اثر لیا اور خدمت صدیقی میں عرض کیا کہ خدا نخواستہ اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظ شہید ہو گئے تو قرآن مجید کی حفاظت پر فرق آئے گا لہذا قرآن مجید کو یک جا تحریر میں لایا جانا ضروری ہے کافی گفت و شنید کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کتاباں وحی میں سے تھے بلا کر حکم دیا اور اس طرح حفاظ قرآن مجید کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سرانجام ہوا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا متوفی ۶ھ کو حضرت رسول اللہ

نے خود قبر میں اتارا اور دعائے مغفرت فرمائی۔ (یہ حضرت عائشہ و عبد الرحمن کی والدہ تھیں)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر کئی فتنوں نے سراٹھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بقول کہ رسول کریم کے وصال پر اتنے مصائب آئے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

جیسا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ۔ کچھ کچھ مسلمانوں کے ارتداد کا فتنہ۔ بعض لوگوں کا ادائیگی زکوٰۃ سے انکار۔ روانگی حبش اسامہ رضی اللہ عنہم جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب فرمایا تھا ایسے پُر آشوب وقت میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی لشکرِ سامی کی روانگی کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا یا کم از کم سالانہ لشکر تبدیل کرنے کا لیکن اسلام کے اس بطلِ جلیل سیکمیاستقلل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واٹنگاف الفاظ میں حکم دیا کہ یہ لشکرِ سامی بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہی جائے گا اور اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی جتلا دیا کہ بڑائی صرف عمر پر ہی منحصر نہیں اور اسلام کسی قسم کی جاہلی عصبیت اور حب و نسب میں فضیلت کا روادار نہیں۔ لہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور صدیقی برکت سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس یوم میں فتح و ظفر سے ہمکنار ہو کر واپس مدینہ منورہ پہنچے اور اس طرح جھوٹی نبوت کے دعویداروں اور عدم ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ تمام فتنوں کا سرچل کر رکھ دیا گیا۔ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ قرآن مجید جمع کیا۔ خلیفۃ رسول ہوئے۔ والد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ بیت المال بنایا۔ عتیق کا لقب پایا۔ صدیق کا لقب پایا۔ رسول اللہ کے وعدے پورے کیے۔ رسول اللہ کے ساتھ تبلیغ کی۔ ہجرت کی، تمام جنگوں میں شامل ہوئے۔ بدر میں اور غار میں ثانی ہوئے۔ قبر میں ثانی اور حوض پر بھی ثانی۔ پہلے امیر الحج۔

اپنے مکان پر مسجد بنائی اور وہاں سے تبلیغ کی۔ سب سے پہلے تبلیغی خطبہ دیا، حضور اکرم کی حمایت میں مشرکین سے مجادہ کیا اور خود شدید ضربات برداشت کیں، حضور اکرم کے حکم سے امت فرمائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نمازیں فرمائی، جنتی ہونے کی خوشخبری پائی، عشرہ مبشرہ کے اول ہوئے، حضور اکرم کے زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا، اجتہاد کے اصول اربعہ مقرر فرمائے۔

لہ عمر ابو نصر خلفائے محمد ص ۳۱۔

( اولیات صدیقی کے سلسلہ میں کتابچہ اولیات صدیقی مرتبہ محمد سلطان نظامی قابل مطالعہ ہے )  
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں آپ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے سسر بھی ہیں اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پڑھ لپٹی ام فرودہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الباقر  
 بن علی بن العابدین کی زوجہ ہیں اور اس طرح حضرت جعفر الصادق اور ان کی تمام اولاد حضرت علی کہم اللہ وجہہ کے  
 پوتے اور حضرت صدیق اکبر کے نواسے ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

سائیس کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ سائیدان چاند سے بڑھ کر

مریخ تک جس کا زمین سے قریباً ۳۳ کم ڈیڑھ میل کا فاصلہ ہے۔ پہنچنے میں کامیاب

اختتامیہ

ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی آسمان کے ستاروں کی تعداد معلوم کرنے میں قاصر ہیں تو ایک ایسی شخصیت جس  
 کی ایک دن کی نیکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی بھر کی نیکیوں جو ستاروں کے برابر ہیں کی مماثل ہو  
 جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں فرمان نبوی ہے تو کوئی انسان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے  
 فضائل لکھتا تو کجا شمار بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوں  
 کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت اس سے بلند و بالا تر ہے کہ کوئی ان کا حق ادا  
 کر سکے جب کہ ہمارے آقا و مولا حسن کائنات حضور محمد مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء نے فرمایا کہ ابو بکر  
 رضی اللہ عنہ کے اتنے احسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی لبر و زقیامت بدلہ عطا فرمائے گا۔ تو یہ کوئی تعجب  
 کی بات نہیں کہ مدح گوئیوں و وابستگان صدیقی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفقت  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کی رحیمی اور کہیمی سے قابل رشک مراتب حاصل  
 کر سکیں۔ " آمین "

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی خاک راہ سے دامن اقبال پھولوں سے  
 بھر جاتا ہے اور خواب میں جن کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد حکیم الامت رحمتہ  
 اللہ علیہ بایں الفاظ غرارج عقیدت پیش کرتے ہیں :-

عشق تو سر مطلع ایوان عشق

گفتش اے خاصہ خاصان عشق

چارہ فرمائیے آزار ما

پنختہ از دستش اساس کار ما

( سنت خیر الامم )

رضینا باللہ تعالیٰ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نبیاً ورسولاً وبالقرآن فی اماماً وبالکعبۃ قبلۃ وبالصلوۃ فریضت  
 وبالسومنینہ اخواناً وبالصدیقین وبالغفار وقصہ وبذکر النورین  
 وبالمرتضیٰ ائمتہ۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (ادرا فقہیہ)

نوٹ :- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شیعہ کتب میں ایسا مواد موجود  
 ہے جو آپ کے فضائل اور کمالات و اسلامی خدمات پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مضمون  
 ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شیعہ کتب کی روشنی میں“ زیر ترتیب ہے۔  
 انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی علیحدہ اشاعت پذیر ہوگا۔

گزیم محمد <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> انبیاء و رسل  
 نہ آدم یافتے توبہ لوح از غرق بخیر  
 کتبچہ بر محمد شیخ اوسینہ لاهور پاکستان  
 ۱۹۰۸ ع ۱۳۹۸ هـ

# قشندت کے شیخ اول پر ایک طعن کا ابطال

ملک خدا بخش ٹوانہ (مرحوم)

مترجم ملک خدا بخش ٹوانہ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید با صفا تھے فقیر سے محبت رکھتے تھے انہوں نے فقیر کی درخواست پر نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر کے لیے دو مضمون تحریر فرمائے مگر افسوس کہ وہ مئی ۱۹۷۶ء میں ایک حادثہ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ "اناللہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے" آمین (صاحبزادہ میان جمیل احمد شرقپوری)

فدک کے موضوع پر ۱۲۹۷ھ ہجری میں حضرت قبلہ عالم گوٹہ شریف سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شیعہ عالم سے معرکہ لڑا مناظرہ ہوا تھا جس کے کوالف پیش کیے جاتے ہیں تقریب یہ ہوئی تھی کہ جب آپ ۱۲۹۷ھ میں ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس تشریف لائے اور عقوڑے ہی عرصے میں آپ کے رس علوم اور سجادہ فقیر کی ملک کے اندر شہرت پھیل گئی تو اس علاقہ کے سادات نے جو شیعہ مذہب کے پیرو تھے اپنے ایک ضلعی افسر کی تحریک پر آپ کو مناظرے کا چیلنج دیا

چنانچہ مقررہ تاریخ پر بھیکہ سادات کی سستی میں بھیکہ، نور پور شاہاں، جھنگلی سیدان، رتہ آسراں، سنگ جانی اور ڈھیری شاہاں کے سادات اور پٹووارا، دھنی، گھیبی، کھاٹھی اور چھمپہ ہزارہ کے شیعہ سنی عوام و خواص کے ایک بڑے اجتماع میں اس زمانہ کے اندر سنگ میل کا حکم رکھنے والا یہ شیعہ سنی مباحثہ عمل پذیر ہوا اور ایک ہی روز میں ختم ہو گیا۔

سادات نے لکھنؤ سے ایک مجتہد بلوایا ہوا تھا۔ اس نے دعویٰ پیش کیا کہ فدک جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے ظلماً روک لیا اور جناب سیدہ کو نہ دیا پس ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت پر صاحب نے جواباً کہا کہ فدک پر حضرت سیدہ علیہا وعلیٰ ایہما زوجہما واولادہما الصلوٰۃ والسلام کے استحقاق کی کوئی دلیل پیش کیجئے۔ بعض ادعا کافی نہیں کیوں دعویٰ کی صورت میں تو دوسری جانب سے بھی خلاف دعویٰ ہو سکتا ہے۔ اس پر مجتہد صاحب نے یہ آیت پڑھی۔

يَوْمَ حِسْبَتِكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كُرِ مِثْلُ حِظِّ الْأُنثِيَّيْنَ ج فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَنَوَقِ  
اِثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَ لَوْ طَوَّانَ كَانَ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (سورہ النساء آیت ۱۱)

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو دو حصیت فرماتے ہیں مردوں کے لیے دو عورتوں کی مانند حصہ ہے۔ اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے مال متروکہ کا دو تہائی ہے اور اگر عورت ایک ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ بے شک ایسی صورت میں جب کہ جناب سیدہ اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکیلی وارث ہوتیں تو اس آیت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ میں سے نصف حصہ کی مالک ہوتیں لیکن جس صورت میں والد نے کوئی ترکہ ہی نہ چھوڑا ہو تو نصف کہاں سے آئے گا؟ دوسرے فدک کا ترکہ ہونا کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے؟

مجتہد صاحب نے کہا قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ فدک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا مال تھا اور یہ آیت پڑھی۔

وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولٍ مِنْهُمْ فَمَا أَرْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رَسُولَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الحشر ۶)

”اور جو کچھ پھیر لایا اللہ اپنے رسول پر ان (بستیوں) میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اس کے اوپر اونٹ اور نہ گھوڑے لیکن اللہ مسلط کرتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے“  
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کے ساتھ ہی جو اگلی آیت ہے اس پر بھی غور فرمائیے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس مال نے کا مصرف خود ہی متعین فرمادیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہی مصارف قائم رکھے۔

وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَىٰ فَلِللَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ  
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ لِي لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ (الحشر ۷)

جو کچھ اللہ ان بستیوں والوں سے اپنے رسول پر پھیر لیا پس اللہ کے واسطے اور رسول کے اور قرابت والوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں کے واسطے ہے تاکہ نہ ہو دے ہاتھوں ہاتھ لینا تم میں دولت مندوں کے واسطے۔

اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ فدک حضور کی تنہا ملکیت کی چیز نہ تھی اور نہ فقط آپ کے قرابت والوں کے لیے مخصوص تھا چنانچہ مالِ غنیمت کے خمس میں بھی قرابت والوں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ أُمْنْتُمْ بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ فَأُولَٰئِكَ عَلَىٰ عِندِ رَبِّكَ يُؤْتِيهِم مَّا يُنْفِقُونَ  
اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت پاؤ تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں  
اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے، اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے  
کے دن اتارا۔

حضرت پر صاحب نے فرمایا کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ فی کمال حضرت رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ملک تھا تو حدیث سخن معشر الانبیاء ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ ذہم معشر انبیاء  
ورثہ نہیں چھوڑتے ہمارا متروکہ صدقہ ہوتا ہے) اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فدک کو وقف کر دیا تھا اور بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وقف نہیں فرمایا تھا تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا  
کا حق نصف فدک ہوا نہ سارا جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے۔

مجتہد صاحب نے کہا یہ حدیث نص قرآن کے خلاف ہے اور یہ آیت پڑھی۔ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ  
دَاوُدَ (وارث ہوئے سلیمان داؤد کے) آپ نے جواب دیا کہ یہاں وراثت دینی مراد ہے۔ انہوں نے پوچھا  
اس شخص کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت داؤد کی بہت سی اولاد تھی لکھا ہے کہ انیس فرزند تھے  
باقی اولاد کو محروم کر کے صرف ایک بیٹے کو وارث بنا دینا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔ لہذا تخصیص کا قرینہ  
سلیمان علیہ السلام کی نبوت کی تخصیص ہے۔ نیز سخن معشر الانبیاء ولا نورث کے معنی یہ ہیں کہ ہم انبیاء کا  
وارث غیر نبی نہیں ہو سکتا، اگر نبی کا وارث نبی ہو تو اس حدیث کے خلاف نہیں اور اس کی دلیل معشر الانبیاء  
کے الفاظ سے ملتی ہے۔ لہذا یہ آیت حدیث شریف کی تائید کرتی ہے نہ کہ تردید۔

حضرت نے اپنی تصنیف "توضیح مابین سنی و شیعہ" میں فدک پر اٹھارہ صفحات میں شیعہ کے

اعتراض اور ان کے رد میں اپنے دلائل قلمبند فرمائے ہیں جن میں سے اکثر اس مباحثے کے دوران میں بھی زیر بحث آئے تھے آپ نے لکھا ہے کہ فدک کے علاوہ اور املاک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

تصرف میں تھے مثلاً بنو نضیر کے سات باغات، القرئی کی وادی، وطینج اور سلام خیبر کے دو قلعے اور خیبر کی پیداوار کا پانچواں حصہ مگر حیرت ہے کہ فدک میں باصرہ، ہبہ اور وصیت کا ذکر تیرہ سو سال سے جاری ہے

لیکن بقیہ املاک محل بحث ہی نہیں! نہ ان کا دعویٰ جناب خاتونِ جنت نے کیا، نہ شیر خدا نے انہیں یاد دلایا اور نہ ہی اپنے عہدِ خلافت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث یا ہبہ یا وصیت قرار دیا جھٹھرتے ہیں کہ ہبہ اور وصیت کا کوئی ذکر اہل سنت کی کسی روایت میں نہیں آیا اور شیعہ کا محض افتراء ہے۔

مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور نے لکھا ہے کہ حضرت وینا تے تھے کہ اس مناظرے

کے دوران میں تقریر کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی شخص کا ہاتھ میرے کندھے پر ہے اور وہ کسی وقت سرگوشی کے طور پر میرے کان میں بھی کچھ کہہ دیتا تھا۔ مگر جب میں سر پھرا کر دیکھتا تو کوئی دکھائی

نہ دیتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میرے جدِ امجد زبدۃ الکاملین عمدۃ الواصلین حضرت پیر سید روشن دین شاہ تھے جو روحانی طور پر میری امداد فرما رہے تھے۔

در اصل اس مسئلہ میں حضرت صدیقِ رضی اللہ عنہ کا موقف فدک کی ملکیت بحیثیتِ وراثت کی نفی

پر تھا اور نہ اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کے جلد بعد حضرت عمر رضی اللہ

عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں فدک اور خیبر کی ایک جائیداد کا انتظام حضراتِ علی و عباس کے سپرد کر

دیا تھا حضرت علی کے بعد یہ انتظام یکے بعد <sup>دیگرے</sup> حضراتِ امام حسن، امام حسین، امام علی بن حسین اور حسن بن حسن کے اختیار

میں رہا۔ پھر زید بن امام حسن بن علی برادرِ حسن بن حسن متصرف ہوئے اور یہ سب حضرات ان املاک کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دستور کے مطابق استعمال کرتے رہے رضی

اللہ عنہم اجمعین)

اس کے بعد فدک مروانیوں کے تصرف میں چلی گئی پھر حضرت خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں

ان کے ایک حکم کی رو سے جس کی تواریخ اور سیرت کی کتابوں میں پوری نقل دی گئی ہے فدک کا انتظام حضرت

امام باقر رضی اللہ عنہ کو لوٹا دیا گیا پھر بنو عباس متصرف ہوئے حتیٰ کہ ان کے خلیفہ ماموں نے حضرت



حضرت امام علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

کچھ عرصہ ہو اس ملک میں شیخ مفتی جعفر حسین صاحب نے "نیج البلاغہ" کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جو ان کی طول و طویل حاشیہ آرائی سے ہزار صفحات سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب بن کے رہ گئی ہے حالانکہ "نیج البلاغہ" کے فارسی ترجمہ مطبوعہ عراق کے خطبہ نمبر ۲۲۹ کو درج ہی نہیں کیا کیوں کہ اس میں حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے برسر منبر جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کما حقہ منقبت بیان فرمائی تھی۔

فدک کے موضوع پر جناب مفتی صاحب نے اپنے ایک معروف متقدم علی متقی صاحب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب آیت "وَأْتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقًّا" (رشتہ دار کو اس کا حق ادا کر دو) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فدک ان کے حق میں ہبہ کر دیا۔ مفتی صاحب یا علی متقی صاحب نے اس روایت کے لیے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا شمار ان سات محدث مکثرین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے جن کی روایات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اب اگر ان کی اپنی گیارہ سو ستر روایات میں ایسی کوئی حدیث واقعی موجود ہو تو چونکہ یہ خود ان پانچ خوش نصیب صحابیوں کی ذیل میں نہیں آتے جن کے صحابیت کے شرف پر شیعہ کا اتفاق ہے، ایسی روایت بمصداق الفضل ما شہدت بہ الاعداء فدک کی بحث میں بڑی سند کی چیز ہوگی۔

لہذا علی متقی صاحب کے بیان اور مفتی جعفر حسین صاحب کی تفسیر پر سطحی فکر و نظر کا رد عمل واضح ہے خصوصاً جہاں قرآن کی تلاوت اور سنتی صحاح ستہ سے تعلق منفی یا برائے نام ہو اور خصوصاً جہاں نسلی عصیبت بھی بات بات پر کار فرما ہو رہی ہو۔ یعنی دیکھ لیجئے ہمارے دو مجید علما اور خود اہل سنت کے ایک مقتدر صحابی فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا کہ "وَأْتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقًّا" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کو اس حکم کی تعمیل میں فدک ہبہ کر دیا۔ پس بحث ختم ہوئی؟؟

اور ان کے ایک سخن منہی کے مدعی بھی یہاں فرما رہے ہیں

اثر فہمیدہ مے گوئم

چہ سود از حجت بے جا

سخن سنجیدہ مے گوئم

کُتُب را دیدہ مے گوئم

یہاں شیعہ کا کتب خانہ ہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ اہل سنت کے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے دفتر میں تو ایسی کوئی روایت موجود نہیں!

جی نہیں! ابھی بخت ختم نہیں ہوئی۔ اس وقت ختم ہوگی جب شب و روز قرآن مجید کا ورد رکھنے والے ہزار درہزار حفاظ جنہیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما رمضان شریف کا "مُصَلِّا" سنانے پر کھڑا کر گئے ہیں آپ کو بتائیں گے کہ مفتی صاحب کے فتوے میں سراسر خلل ہے یہ آیت و آت ذوالقرنیٰ فدک سے دس برس پہلے آئی تھی اور اس میں ذوالقرنیٰ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی فدک کے مال مستحق قرار دیئے گئے ہیں وہ آپ کو پوری آیت پڑھ کے سنائیں کہ جو یہ ہے۔

وَاتِ ذَا النُّبُوءِ حَقًّا وَاٰلِ الْاَنْبِيَاءِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرُوْا مَالَكُمْ بَيْنَ يَدَيْكُمْ  
اور رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول نہ اڑاؤ۔

ہاں صاحب! یہ سورہ بنی اسرائیل مکیہ کی چھبیسویں آیت ہے پہلی آیت، سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْمٰى  
بَعْدَهُ لَا يَلْتَمِسُ مِنْهُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى شَبِّحَ مَعْرَاجَ كَاذِبٍ سَمٰى  
جو ہجرت سے تین سال پہلے جلوہ آرا ہوئی اور باغ فدک جنگ خیبر شہر ہجری میں آیا۔

قرآن مجید میں ایک اور آیت زینب بنت جحش کے ہم معنی اور تقریباً بمصورت موجود ہے جو فدک سے  
بارہ سال پہلے نازل ہوئی تھی۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْنٰى حَقًّا وَاٰلِ الْاَنْبِيَاءِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ  
وَجْهَ الدِّيَارِ وَاُوْدِيْعِكَ هُمْ الْمُهٰلِكُوْنَ ۝ (الرّوم ۳۸)

"تو رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے  
ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔"

اس آیت کی رو سے بھی شرعی میراث کی حد تک (اگر وہ جاری ہوتی) حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے  
ساتھ ازواجِ مطہرات اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ شریک ہیں اور خاص رشتہ داروں میں حضرات علی و  
عقیل و جعفر رضی اللہ عنہم اور بنی ہاشم کے کئی افراد کی شرکت کا سوال پیدا ہوتا ہے اور پھر مسکین اور  
مسافران کے علاوہ مالِ فنی (فدک) میں حقدار ہوتے ہیں۔

اس سورہ الروم کے نزول کی تقریب یہ ہوئی تھی کہ اس سال فارس والوں نے جو کفار مکہ کی طرح

مشرک تھے، رومیوں کو جو مسلمانوں کی طرح اہل کتاب تھے شکست دی تھی جس پر کفار نے خوشی منائی اور مسلمانوں کو افسوس ہوا اور شرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر ہماری اور تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی اسی طرح تم پر فتح پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی۔

الَّتِي غَلِبَتْ الرَّومَ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سِيغْلِبُونَ  
 فِي بضعِ سنينَ ط لِّلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ وَمَنْ بَعْدُ ط وَيَوْمَ نَبْذِفُهُمْ حُ الحِطَّةِ وَنَنْوِيحُ  
 بِمَنْفَعِ اللَّهِ ط يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَوَعَدَ اللَّهُ ط لَا يُخْلِفُ اللَّهُ  
 وَعْدَهُ وَكَانَ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (الروم آیت ۶)

” رومی مغلوب ہوئے قریب کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند سالوں میں حکم اللہ کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوشی منائیں گے اللہ کی نصرت پر مدد کرتا ہے جس کی چاہتے اور وہی ہے عزت والا مہربان، اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔“

یہ آیتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے، اسے اہل مکہ تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ابی بن خلف آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا اور آپ کے اور اس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط ہو گئی کہ اگر نو سال میں اہل فارس ہی غالب رہیں تو حضرت صدیق ابی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر اس عرصے میں رومی غالب آجائیں تو ابی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے گا اور اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حربی کافر کے ساتھ عقودِ فاسدہ ربا وغیرہ جائز ہیں اور یہی واقعہ ان کی دلیل ہے۔

القصد سات سال کے بعد اس خبر کا صدق ظاہر ہوا اور جنگ بدر کے دن جو ۲۳ ہجری میں واقع ہوئی، رومی اہل فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے بانڈھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنا رکھی اور حضرت ابوبکر صدیق نے شرط کے اونٹ ابی کی اولاد سے وصول کر لیے کیوں کہ وہ اس درمیان پہنچا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ شرط کا مال صدقہ کر دیں (خازن و مدارک)

شیعہ اہل علم جب مساکل میں ادھوری بات کہہ جانے پر اصرار کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ ان کے مخاطبین کبھی نہ کبھی تو پوری بات منکشف ہو کر رہے گی مثلاً خم غدیر کی حدیث میں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَىٰ مَوْلَاهُ سے آگے نہیں بڑھیں گے کیوں کہ اَللّٰهُمَّ ذَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَاَعَادِ مَنْ عَاوَاهُ میں وِلا اور عداوت کا قرینہ لفظ مولا کو ہمارے ملک میں مشہور عام معنی "سردار" کی بجائے محبوب اور دوست کے مفہوم میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اور مثلاً حدیث کسا کی ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دَعَا اَللّٰهُمَّ هُوْلَاءِ اَهْلِبَيْتِي كُوَيْنُنِ بَاكِ كَسَا کے اندر منحصر رکھیں گے اور اگلے حصے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر اس دعا کا ذکر نہیں کریں گے نہ اس سلسلہ میں آل عباس آل عقیل اور آل جعفر پر صدقہ کی حرمت کا مذکور درمیان میں لائیں گے کہ حصہ ختم ہوتا ہے (رضی اللہ عنہم) میرے ایک اہل علم شیعہ دوست اپنے ہاں کی حدیث کسا کی تلاوت کے سلسلے میں فرما رہے تھے کہ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے جن کے گھر میں اہل عبا کو یہ شرف حاصل ہوا تھا عرض کی کہ مجھے بھی عبا کے اندر لے کر اس دعا میں شامل فرمایا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتِ عَلِيٌّ خَيْرٌ لِّعَنِي تُو صَاحِبِ خَيْرٍ وَصَلَّحٌ تُو ہے اور خاتمہ بخیر ہوگا مگر اہل بیت میں نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہاں خیر کے معنی بالکل واضح ہیں حضور! فرما رہے ہیں کہ نہیں تو خدائے تعالیٰ پہلے ہی آیت تطہیر میں میری اہل بیت کہہ کر مخاطب فرما رہے ہیں تو یہاں ان عزیزوں کو اس آیت پاک کے وعدہ اذہاب رحب اور الغام تطہیر میں شامل کر دیا ہوں جو دوسرے گھروں میں رہتے ہیں۔

عقل سلیم اور انسان کا احساس عمومی (COMMON SENSE) اس امر کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے گھروں سے اپنے اقربا کو بلوا کر اللہم هُوْلَاءِ اَهْلِبَيْتِي ارشاد فرما رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والے اب آپ کی اہلیت نہیں رہے!! مفتی جعفر حسین صاحب نے اپنی اس تالیف میں کسی شیعہ علماء کی کتابوں کا حوالہ دیا ہے جن میں سے بعض کہتے ہیں کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے فدک بطور حق وراثت طلب کیا تھا بعض نے کہا ہے کہ فدک کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ہبہ کر دیا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہبہ کی تصدیق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی لی تھی مگر کہا تھا کہ کم از کم ایک عورت کی شہادت اور پیش کی جائے تاکہ دو مطلوبہ شرعی گواہوں کی مقدار پوری ہو جائے اور یہ شہادت بہم نہ

پہنچ سکی۔ ایک اور شیعہ روایت کا حوالہ یہ دیا گیا ہے کہ پیہ کے بعد فدک کا قبضہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا کیوں کہ فریقین کے نزدیک قبضہ کے بغیر سبب مؤثر نہیں ہوتا اور کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عملی قبضہ سے چھین لیا تھا۔

مفتی صاحب کی تقریر اور ان حوالوں پر جمع سے واضح ہوتا ہے کہ وراثت ہیہ اور قبضہ اور اس کی جبری و انکاری کی ان روایات کے اختلاف اور تضاد کا انہیں خود بھی احساس ہے اور وہ بالآخر۔

بین السطور میں وراثت کی بنا پر دعویٰ کی صحت پر مطمئن ہوئے ہیں چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سخن معاشرہ الانبیاء کو مستبعد اور غیر واقعی قرار دے کر کہتے ہیں کہ اس امر پر کیسے یقین کیا جاسکتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وراثت کے مستحقین کو تو کوئی اطلاع نہ دیں مگر ایک اجنبی سے فرما جائیں کہ لا نُورثُ ما ترکنا صدقۃ۔

حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں اجنبی کے لفظ کو خواہ کسی معنی میں استعمال کیا جائے تعصب کا ذائقہ تو اس کے ساتھ برقرار رہے گا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے کاروبار پر جس بلند و بالا شخصیت کو مقرر فرما کر جارہے ہیں اسے اجنبی نہیں سمجھتے۔ اپنے مصلیٰ اور منبر کا جانشین، جہاد اور جیوش کا سربراہ، املاک اور ولایت اور ملت کا امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین! یہی سستی ایسے وصایا کے مخاطب اور حامل ہونے کی صحیح حقدار تھی۔ اس طرح یہ حدیث بھی ان متعدد آثار و قرآن اور دلائل کا واضح حصہ ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو مطلع کر دیا تھا کہ آیت استخلاف (نور) کے مخاطب کون کون سے خوش بخت ہیں، کس کس نے کس درجہ قوت سے امت کی کھیتی کو سیراب کرنا ہے۔ کون کون کس کس وقت عروس شہادت سے ہمکنار ہوگا، کس کی عبائے خلافت (یا قمیص) کو ظلماً اتارنے کی کوشش کی جائے گی حضور کو علم تھا کہ اب صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے یہی املاک کے انتظام اور جیوش کے انصرام اور ذی القربیٰ کی توقیر اور سکین و یتیم و مسافر کی تواضع اور پرورش پر مامور ہو رہے ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ عنقریب رونما ہونے والے فتنہ ارتداد کی سرکوبی اور اسلام کے نئے سرے سے احیا کی تقدیر تنہا اسی ذات کے ساتھ مقدر ہو چکی ہے! آہ شاہ فیصل سعود! مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی سے قادیانیت کا تذکرہ سن کر جلال و ملال کے عالم میں بول اٹھے تھے "الارتداد و لا ابوبکر لہما ارتداد موجود ہے مگر اس کی سرکوبی کے لیے کوئی ابوبکر موجود نہیں"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب رضی اللہ عنہم کو اپنے مال و منال کے متعلق وصیت فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی انبیاء اللہ کی سنت پر تبلیغ فرمائی جا رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ عام حالات میں وراثت کے متعلق دختر نیک اختر، عم محترم اور ازواج مطہرات خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت سے ہمارے اس ارشاد پر کھلے دل سے امانت و صدقنا کہہ دیں گے۔ انہیں فرداً فرداً اس ارشاد سے آگاہ کرنا غیر ضروری ہے اپنی اہلیت اور جماعت صحابہ کے متعلق حضور کے اس یقین پر قرآن شاہد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب: ۳۶)

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرماویں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے؟

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخَرِّجُوكَ فِيمَا شَجَحْنَاهُمْ سُخْرًا يُجَادُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرْجًا مِمَّا قَتَلْتُمْ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء: ۶۵)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر کچھ حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں؟ اور اس کا ثبوت صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے جس کی ذیل میں مفتی جعفر حسین صاحب کے امام معصومؒ ر اور ہمارے امام محفوظ حضور مولا علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم قسم کھا کر اس حدیث کی صداقت پر اپنا ایمان ظاہر کر رہے ہیں۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّعْمَانِ النَّعْمَانِيِّ أَنَّ هَمَّ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِحَضْرَتِي مِنَ الْقَهَابَةِ فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ وَهَتَمَانُ وَعَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَوْفٍ وَالتَّائِبِيُّ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ وَقَّاصٍ أَتَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بَانِيهِ تَقْوَمُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أَتَعْمُونَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَوْرِيثُ مَا تَرَكَنَاهُ صِدْقًا قَدْ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعْمَ شَرِّ أَقْبَلْ عَلِيَّ وَابْنَ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَتَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

قَالَ ذَلِكَ قَالَا اللَّهُمَّ نَعْمًا -

بخاری نے مالک بن انس بن حدثنان النضری سے روایت کی کہ عمر ابن خطاب نے ایک مجمع میں کہا جس میں صحابہ یعنی علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام جمع تھے قسم دیتا ہوں میں تم کو اس خدا کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے واسطے میراث نہیں جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے سب نے کہا اے بارے خدایا ایسا ہی ہے۔ پھر متوجہ ہوئے علی اور عباس کی طرف اور کہا تم کو قسم دیتا ہوں خدا کی کہ آیا تم جانتے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ ان دونوں نے بھی کہا اے بارے خدایا ایسا ہی ہے۔

بھلا جس ہستی کو خدا تعالیٰ اپنے نبی کا یار قرار دے (التوبہ ۴۰) مومنین میں اَلْوَالِیُّنَ الَّذِیْنَ (نور ۲۲) آیت خلافت روزہ ۵۵ کا مخاطب اول اور حیات و ممات میں اَلَّذِیْنَ مَعَهُ دُکَا مَصَدَقِ اُولٰٓئِیْ فَرَارٍ دے رہا ہے جو اعلان رسالت کا پہلا مرد مومن اور مصدق ہے جسے اللہ اور رسول صدیق کا رتبہ عطا فرما رہے ہیں۔ اُس کی روایت حدیث پر شک و شبہ روا رکھنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلسلہ کے اس شیخ کریم اول کے متعلق

اس سوال پر اپنے محاورہ زبان میں فقط اتنا فرمایا تھا۔ ع

اَسْنِ قَبْرَانِ تَنْ یُوْسُنْ خَبْرَانِ

شیخ مصنفین کے متعدد افراد نے تو اس سلسلہ پر جناب خاتونِ جنت کی ناراضگی کو مبارکباد آمیز سپر ایو میں ذکر کیا ہے مگر ان کے بعض انصاف پسند حضرات کی کتابوں سے اس قدر واضح ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں کچھ گرائی طبع پیدا ہوئی تھی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معذرت طلبی سے رفع ہو گئی چنانچہ امامیہ میں صاحب "مہاج السالکین" نے اپنے ہی بعض علماء سے یہ روایت درج کی ہے۔

اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَمَّا رَا مَیْ اَنْ فَا طَمَئِنَّا نَقَبَضَتْ عَنْهُ وَ هَجَرَتْهُ وَ لَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَا لِكَ فِی اَمْرِ فِذِكَ كَبْرٌ ذَا لِكَ عِنْدَهُ فَا رَدَّا اسْتَرْصَاءَهَا فَ اَتَا فَ اَقَالَ لَهَا صَدَقَاتٍ یَا اَبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْمَا اَدْعَيْتِ وَ لَکِنِّی رَا یْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَقْسِمُهَا فِی عَطَى الْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْکِیْنَ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یَوْتِیْ مِنْهَا قُوْتُکُمْ وَ الصَّاعِغِیْنَ بِهَا فَ اَقَالَتِ اِفْعَلْ فِیْمَا حَمَّا کَانَ اَبِی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَفْعَلُ فِیْمَا فَ اَقَالَ ذَا لِكَ اللّٰهُ عَلَیْ

أَنْ أَفْعَلَ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ رَبُّ اللَّهِ لَا فَعَلَنَّ  
فَقَالَتْ اللَّهُمَّ أَشْهَدُ فَرَضَيْتَ بِذَلِكَ وَأَخَذْتَ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ  
يُعْطِيهِمْ مِنْهَا فَوَقَّعْتَهُمْ يَقْسِمُ الْبَاقِي فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ -

دبے تنک ابو بکر نے جب دیکھا کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مجھ سے دل تنگ ہوئیں اور چھوڑ دیا بات کرنا  
ترک کیا بعد اس معاملہ فدک کے یہ ان پر بہت گراں ہو ایں ارادہ ان کی رضا جوئی کا کیا اس واسطے ان کے  
پاس آئے اور کہا اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو کچھ دعویٰ کیا تھا سچا تھا لیکن میں نے دیکھا  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اس کو بانٹ دیتے تھے فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں کو اور اسی میں  
آپ کو قوت دیتے تھے اور کام کرنے والوں کو جو وہاں کے تھے۔ پس فاطمہ نے کہا کہ جیسے میرے باپ رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر کہا ابو بکر نے قسم ہے خدا کی تمہارے واسطے کروں گا وہ کام جو کچھ تمہارے  
باپ کرتے تھے پھر فاطمہ نے کہا تم کو قسم ہے خدا کی تم ویسا ہی کرو گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ضرور کروں  
گا تو فاطمہ نے کہا خدا یا تو گواہ ہے پھر راضی ہوئیں فاطمہ علیہا السلام اس سبب سے اور عبد اللہ ابو بکر سے اور ابو بکر  
ان کو اس میں سے قوت ان کا دیتے تھے اور باقی فقیروں مسکینوں مسافروں کو بانٹ دیتے تھے۔

اہل سنت کی کتابوں "مدارج النبوت"، "کتاب الوفا بیہقی"، "شرح مشکوٰۃ" فصل الخطاب اور شیعہ  
زیدیہ کی تصانیف میں بھی اس چیز کا واضح ذکر آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کو محسوس  
کیا کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طبع مبارک میں آپ کے اس فیصلہ سے کہ فدک ملکیت  
کی ذیل میں نہیں آتا اور میراث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدو کے حدیث تقسیم نہیں ہوتی گرانی پیدا ہوئی ہوگی  
چنانچہ آپ نے ان کے خانہ مبارک پر جا کر اپنے اس موقف کی وضاحت کر کے آپ سے معذرت  
طلب کی اور جناب سیدہ آپ سے راضی ہوئیں اور آپ کے موقف کو صحیح تسلیم فرمایا۔

حضرت پر صاحب گوڑہ شریف نے "تقصیہ" میں جناب سیدہ کی اتنی خفیف گرانی طبع کو بھی اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ آپ کے لطیف ترین باطنی تعلق کو سبب قرار دیا ہے کہ آپ رزق کے معاملہ میں بھی  
خلافت اور اس کے کارپردازوں کو وسیلہ کے طور پر گوارا نہیں کرنا چاہتی تھیں اور آپ کی  
خواہش تھی کہ ہم اپنے گھر میں ہی اپنی سبیل روزگار کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھیں اور در خلافت



والوں کی بجائے اس ملکیت نے قرآنی حکم کے مطابق خود ہی مسکین و فقراء اور ابنائے سبیل کو  
 راہِ خدا میں اُن کے حقوق ادا کر کے عملِ خیرات کا ثواب حاصل کیا کریں اور اسی پاک خواہش اور  
 رادے کے احترام میں حضرت صدیق کے قلیل عرصہ خلافت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
 عنہ نے فدک اور خیبر کی جائیداد کا انتظام اہل بیت کو تفویض کر دیا اور حضرات عثمان و علی  
 رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں بھی اسی پر عمل رہا۔

یا  
 اللہ  
 تعالیٰ  
 رضی  
 عنہ  
 اللہ  
 تعالیٰ  
 رضی  
 عنہ

سید  
 ولی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# درس قرآن حکیم

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

پنجاب یونیورسٹی - لاہور

جامع مسجد شیرزبانی

اکبر روڈ - مدینہ چوک - وسن پورہ - لاہور

بروز پیر بعد از نماز مغرب

درس قرآن حکیم دیتے ہیں،

## عشق رسول ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے :

یشیتہ دہر میں ماتدے ناب ہے عشق

روح خورشید ہے خونِ رگ بہتاب ہے عشق

دل ہر ذرہ میں پوشیدہ کک ہے اسکی

نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اسکی

تاریخ ادیان عالم بلکہ پوری تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو عشق و محبت کے مسجور کن نغمے، مختلف افسانوں، داستانوں اور حکایتوں کی صورت میں دلوں کو گرماتے اور کانوں میں رس گھولتے نظر آتے ہیں۔ عشق و محبت کی ان داستانوں کا مرکز و محور اگر "حسن بتاں" رہا ہے تو ایسے اہل دل بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے عشق مجازی کی دلدل سے نکل کر عشق حقیقی کی وادی میں قدم رکھا ہے اور اپنے محبوب سے والہانہ وابستگی کی روشن مثالیں قائم کی ہیں، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عشق و محبت کا جو پاکیزہ، مثالی اور متوازن تصور اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل وابستگی کی جو درخشندہ اور تابناک مثال، اعلان رسالت کے مصدق اور آیتِ خلافت کے مخاطبِ اول سیدنا صدیق اکبر نے پیش کی ہے پوری تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس دعوے کا محرک محض عقیدت و ارادت کا وہ جذبہ نہیں جو ہمارے دلوں میں کار فرما ہے بلکہ اسے تاریخی شواہد اور حقائق کی میزانِ عدل پر تولی جاسکتا ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جاسکتا ہے عشق و محبت سے کیا مراد ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں عشق رسول کی اہمیت اور اس کا مقصود

کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عشق رسولؐ کی کونسی درخشندہ مثالیں پیش کی ہیں۔ اور یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عشق رسولؐ کا جو نمونہ پیش کیا ہے اس نے عالم انسانیت کو کیا سبق دیا ہے۔ یہ وہ چند مباحث ہیں جو زیر نظر مضمون میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شے کے ساتھ دلی کا وابستہ ہو جانا۔ النجد میں ہے عَشِقُ عَشَقًا وَعَشَقًا وَمَعَشَقًا - تَعَلَّقَ بِهِ قَلْبُهُ - چنانچہ عَشِقُ بِالْشَيْءِ کے معنی ہیں لَصِقَ بِهِ (وہ اس کے ساتھ چمٹ گیا)۔ عشق و محبت کے الفاظ اکثر ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اہل زبان نے ان میں یہ فرق کیا ہے کہ محبت جب حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو اسے عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ العَشِقُ افراطُ المحبِّ ویکون فی عفافٍ وِدْعَارَةٍ<sup>۲</sup>۔ ابن منظور نے لسان العرب میں اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: العَشِقُ افراطُ المحبِّ وقیل: هُوَ عَجْبٌ مَحَبَّةً بِالْمَحْبُوبِ یُکُونُ فِی عَفَافٍ اِلْحَبِّ دَعَارَتِهِ<sup>۳</sup>۔ عشق محبت کی زیادتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عشق محبت کا محبوب کے ساتھ والہانہ شغف ہے جو محبت کی پارسائی اور غیر پارسائی دونوں طرح سے ہو سکتا ہے،

ابن منظور نے عشق و محبت کا موازنہ کرتے ہوئے احمد بن یحییٰ کے حوالے سے لکھا ہے

وسئل ابوالعباس احمد بن یحییٰ عن المحبِّ والعشوقِ ایہما احمد؟ فقال المحبُّ لان العشق افراطٌ (احمد بن یحییٰ سے جب پوچھا گیا کہ عشق و محبت دونوں میں سے کون زیادہ قابل تائش ہے؟ تو انہوں نے کہا محبت، کیونکہ عشق میں انسان حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے) ابن منظور نے اس افراط یا زیادتی کی توجیہ یہ پیش کی ہے

”وَمُسَمًّى الْعَاشِقُ عَاشِقًا لَاقَةً یَذْبَلُ مِنْ شِدَّةِ الْهَوَى كَمَا تَذْبَلُ الْعَشْقَةُ اِذَا قَطَعَتْ وَالْعَشْقَةُ

شَجَرَةٌ تَخْضَرُ ثُمَّ تَدْقُ وَتَصْفَرُ<sup>۴</sup>

عاشق کو عاشق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ شدت آرزو اور محبت سے ڈبلا ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک جھاڑی العشقة ”جب اُسے کاٹ دیا جائے تو پتلی ہو جاتا ہے۔ اور عشقة وہ پودا ہے جو سرسبز شاداب ہوتا ہے لیکن پھر پتھر مردہ ہو جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے۔“

اگرچہ زبان و ادب میں لفظ خلق کی طرح لفظ عشق بھی اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن اکثر یہ دونوں الفاظ اچھے معنوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ خلق کا مذموم پہلو بیان کرنے کے لئے اہل زبان سو، خلق یا خلق بد کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور عشق کا مذموم پہلو بیان کرنے کے لئے ہوس کے لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور لفظ عشق کامل و ابستگی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ تو بس عشق ریا میں۔ ان کی نگاہ میں عشق وہ بادہ جانفزا ہے جس سے لاکھ کی لیکریں رگ جاں ہو جاتی ہیں۔ کیفیت مستی اور جذبہ

نہ ہو تو ان کے نزدیک من کی دنیا آباد ہی نہیں ہوتی۔ متانہ دل کی ایک لغزش ان کے ہاں رشک صد سجدہ نظر آتی ہے۔ اور عشق کے مقابلے میں علم و اعتدال کی صد فضیلتیں ان کی نگاہ میں ہیچ نظر آتی ہیں۔ ضربِ کلیم میں علم و عشق کے عنوان سے، علامہ مرحوم نے، جو نظم لکھی ہے اس کا حسب ذیل بند ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

عشق کی گرمی سے ہے معرکہ کائنات، علم مقام صفات، عشق تماشا مئے ذات

عشق سکون و ثبات، عشق حیات دہمتا، علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب

علم کا تعلق عقل سے ہے تو عشق کا دل سے، عقل و دل کے عنوان سے شاعر مشرق نے ایک مکالمہ پیش کیا ہے عقل اپنی برتری کا احساس دلاتی ہے لیکن دل اس کی عظمت و احترام کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی فوقیت ان الفاظ میں ثابت کرتا ہے۔

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے، تو خدا جو، خدا نسا ہوں میں

علم کی انتہا ہے بے تابی، اس مرض کی مگر دوا ہوں میں

شمع تو محفل صداقت کی، حسن کی بزم کا دیا ہوں میں

تو زمان و مکان سے رشتہ بپا، طاڑ سردہ آشنا ہوں میں

کس بلندی پہ ہے مقام مرا، عرش رب جلیل کا ہوں میں

علامہ اقبال کی نظم محبت کا مطالعہ کیجئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ پوری کائنات، بس عشق و محبت کے دم قدم سے ہی آباد ہے۔ یہ عشق کا جذبہ ہی ہے جو دل کو سوز و گداز سے لذت آشنا کرتا ہے اور یہ سوز و گداز روحانی زندگی کی جان ہے۔ اسی سے روح پرور نغمے ابھرتے ہیں حضرت بلالؓ کے حضور میں ان الفاظ میں بدیہ عینیت پیش کرتے ہیں۔

اذان ازل سے ترے عشق کا ترانہ نبی، نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ نبی

گویا یہ عشق کا ہی جذبہ اور فیضان ہے جو روح کو گرماتا ہے، دل کو ترپاتا ہے۔ آواز میں سوز و ساز اور

مستی کی ایک نشاط آفریں کیفیت پیدا کرتا ہے۔ عہ ہوش کا دارو ہے گویا مستی، تسنیم عشق

لیکن یہ عشق اس عشق سے یکسر مختلف ہوتا ہے جو ہوس کی ارتقائی صورت ہو۔ جو درحقیقت عشق

نہیں ہوتی لیکن عشق کا روپ دھار لیتی ہے۔ اس کا اثر محض وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ

ساتھ یہ اثر زائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ ورنہ عشق حقیقی تو ہمیشہ پائندہ اور تابندہ ہوتا ہے۔ بقول مولانا رومؒ

زانکہ عشق مردگان پائندہ نیست

چونکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست

عشق آل زندہ گزین کو باقی است

وز شراب جانفزانت ساقی است

اور یہ عشق حقیقی ہی ہے جو انسان کو اعلیٰ و ارفع مقام پر لے جاتا ہے اور انکارہ خاک کی "گو بال و پر روح الامین عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شدید محبت کو وَالَّذِينَ آمَنُوا اشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ کے ارشاد میں مومن کے ایمان کا نشان قرار دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس سے عشق ہو انسان کے لئے اس کی بات ماننا آسان ہو جاتا ہے وہ تعمیل کے لئے سرگرم اور مستعد نظر آتا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے عشق ہے تو اس کے احکام کی اطاعت آسان ہو جاتی ہے اور اگر رسالت مآب سے عشق ہے تو ان کے فرامین کی متابعت سہل ہو جاتی ہے گو باعشق حقیقی کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب کے ساتھ والہانہ محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و فرامین کی بے چون و چرا تعمیل کرے اور اس کے مشن کی تکمیل کرے۔

قرآن حکیم نے جو خیزہ معرفت و بصیرت ہے، انسان کو عشق کی وادی میں یونہی دھکیل نہیں دیا بلکہ گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے اسے متعین راستہ بھی سوجھا دیا ہے تاکہ وہ جامہ مستقیم سے بھٹکنے نہ پائے۔ چنانچہ نباض فطرت، محبوب ازلی جلا شانہ نے فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يَحْبِبْكُمْ اللّٰهُ لَهٗ كَرِهَ اللّٰهُ لِيُغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اللّٰهُ

محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اور اتباع اطاعت کا وہ درجہ ہے کہ تعمیل ارشاد مجبوراً نہ ہو بلکہ برضا و رغبت "انجام پائے اور یہ رضا و رغبت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب محبوب سے محبت اور کامل وابستگی حاصل ہو اسی لئے قرآن حکیم نے جب الہی کے ساتھ ساتھ حب رسول کی تلقین فرمائی ارشاد باری ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ رَّابَتْ رِقَابَكُمْ وَاَنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَاَلْيَوْمِ الْآخِرِ فَذَرُوْهُمْ وَاَطِيعُوْا اَمْرَ اللّٰهِ وَاطِيعُوْا اَمْرَ الرَّسُوْلِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اے نبی اکرم! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جدوجہد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا انحصار اتباع رسول پر ہے اور

ابتاع رسول حب رسول سے ممکن ہے اور جب حب الہی اور حب رسول کے جذبے سے مومن سرشار ہوتا ہے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ میں صحیح معنوں میں حصہ لیتا ہے یا دوسرے الفاظ میں اپنے محبوب حقیقی کے مشن کی واقعی تکمیل میں کوشاں ہوتا ہے گویا عشق الہی کا زینہ عشق رسول ہے اور جب تک حب رسول اپنے کمال پر نہ پہنچے مومن ایمان کامل کی حلاوت سے لذت آشنا نہیں ہو سکتا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان عالی سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔ حدیث عمرؓ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بارگاہ رسالت مآب میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

أَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ ✓

(یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے عزیز ہیں سوائے میری اس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے

درمیان ہے)

رحمت عالم نے فرمایا۔

لَا تَكُونُ مُؤْمِنًا حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔ (تم اس وقت تک ایمان کے

مدعی نہیں ہو سکتے جب تک تم میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کر دو۔)

حضرت عمر نے شدت احساس سے اسی وقت عرض کیا :

وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ (تم ہے اس ذات

کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی آپ مجھے میری اس جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے)

نبی رحمت نے فرمایا :

الآن يَا عُمَرُ تَمَّ إِيمَانُكَ (اے عمر اب تمہارا ایمان مکمل ہوا)

حضرت انسؓ سے، اسی بار سے میں، جو حدیث مروی ہے وہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ ارشاد نبوی ہے

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَالِدَيْهِ وَوَالِدَاتِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان اپنے مال اپنے والدین

اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے،

مذکورہ بالا بحث سے عشق رسول کی اہمیت اور اس کا مقصود روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے اب اس

ہستی عظیم کا ذکر کرنے والے ہیں جس نے اپنا تن من۔ دھن۔ سب کچھ، حضور رسالت مآب میں پیش کر دیا

لیکن اس تو واضح اور انکار کے ساتھ، گویا زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

میری مراد سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہے۔ جس نے عشقِ رسولؐ کا ایک ایسا مثالی نمونہ پیش کیا ہے کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشقِ رسولؐ کی توثیق خود قرآن حکیم نے کی ہے۔ احادیث نے کی ہے۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق تو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشقِ رسولؐ کے واقعات سے معمور اور روشن ہیں۔ سب سے پہلے ہم ان حقائق کا قرآن حکیم کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے :

الآتصروه فقد نصره الله اذا خرجه الذين كفروا ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينة عليه وايداه بجنود لم يروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى - وكلمة الله هي العليا - والله عزيز حكيم ۱۰

تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پرواہ نہیں۔ اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا۔ جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا۔ اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔ اور کافروں کا بول نیچا کر دیا۔ اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے اللہ نہ بدست اور دانا ہے۔

”ثانی اثنين“ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوسعود اپنی مشہور تفسیر ”ارشاد العقل السليم“ میں لکھتے ہیں :

”وجعله عليه الصلوة والسلام ثانیہما لثی الصدیق امامہ ودخوله فی الغار اولاً لکنه وتسویة البساط“ (اور اس (اللہ تعالیٰ) نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو میں دوسرا قرار دیا کہ حضرت صدیقِ آپ کے آگے آگے چلتے تھے اور غار میں آپ سے پہلے داخل ہوتے تاکہ غار کو صاف کر دیں۔ اور جگہ کو ہموار کر دیں

”لصاحبه“ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوسعود فرماتے ہیں :

لصاحبه : اسی الصدیق (یعنی حضرت صدیقؓ) والمراد بالمعنی الوکایة الدائمة التي لا تحوم حول صاحبها شامبة شیء من الحزن ۱۱“ (اور معیت سے مراد ایسی دائمی ولایت ہے جس کے مالک کے دل میں حزن (غم) کا شائبہ تک پیدا نہیں ہوتا)

حضور رسالتؐ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشق و محبت اور عظیم جاں نثاری کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں :

وفیه من الدلالة علی علو طبقة الصدیق رضی اللہ عنہ وسابقة محبته ما لا یخفی ولذلک قالوا من انکر صحبة ابي بكر رضی اللہ عنہ فقد کفر لانکاره کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ ۱۲“



(اور اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی بلندی کا ثبوت ہے اور حضور سے صحبت کی ادلیت کا جو مخفی نہیں ہے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ جس نے حضرت صدیق اکبر کی صحبت سے انکار کیا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام کا انکار ہے)

علامہ محمود آلوسی نے اپنی شاہکار تصنیف روح المعانی میں سفر ہجرت کے ضمن میں غار ثور کا واقعہ درج کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس رات بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں کے بل چلتے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ سے اپنے محبوب کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی اور آپ کو بڑے ادب سے اٹھا لیا۔ اور مضبوطی سے تھامے رکھا۔ حتیٰ کہ غار پر پہنچ گئے۔ تو آپ کو آہستگی سے اتارا اور لہجہ ادب عرض کیا:

”والذی بعثک بالحق لا تدخل حتی ادخلہ فان کان فیہ شیء نزل بی قبلك“<sup>۱۹</sup>

(قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ اس میں نہ داخل ہوں جب تک میں اس کے اندر نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (تکلیف وہ) چیز اس کے اندر ہو تو آپ سے پہلے مجھ پر وارد ہو)

مُحِبُّ صَادِق، سیدنا صدیق اکبرؓ داخل ہوئے تو اندر کوئی مضر جانور نظر نہ آیا۔ تو انہوں نے رسالتِ کتب کو پھراٹھایا اور غار کے اندر لے آئے۔ جذبہ عشق سے سرشار اس مُحِبُّ صَادِق پر ایک اور کڑی آزمائش کا دقت آپہنچا۔ بقول علامہ محمود آلوسی:

”وکان فی الغار خرق فیہ حیات و افاعی فحشی ابو بکر ان یخرج منہن شیء یوذی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالقمہ قدمہ فجعلن یضربنہ ویلسعنہ“<sup>۲۰</sup>

(اور غار کے اندر سوراخ تھا جس میں سانپ تھے اور حضرت ابو بکرؓ کو خدشہ لاحق ہوا کہ مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے۔ لہذا انہوں نے اپنا پاؤں رکھ کر اسے بند کر دیا مگر سانپ نے ان کے پاؤں پر ڈس لیا۔)

اس واقعہ کے ذکر کے بعد علامہ آلوسی، سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشق رسول کی جیتی جاگتی تصویر ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں!

”وجعلت دموعہ تنحدر وهو لا یو فیہ قدمہ خبا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“<sup>۲۱</sup>

(اس ڈنک کی ٹیس اتنی سخت تھی کہ، آپ کے آنسو ٹپ ٹپ کرنے لگے مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا پاؤں نہ اٹھایا)

گویا آنسوؤں کے موتی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گر رہے تھے مگر دل عشق رسولؐ کی حلاوت سے لذت آشنا ہو

رہا تھا بقول علامہ اقبالؒ ع

عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

امام رازیؒ نے اس واقعے کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”فلما وصل الى الغار دخل ابو بكر اولاً، يلتصق ما في الغار. فقال له النبي صلى الله عليه وسلم مالك؟  
 (اور جب دونوں غار تک پہنچ گئے تو پہلے ابو بکر داخل ہوئے تاکہ غار کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ اس میں کوئی  
 موذی جانور تو نہیں ہے) عاشق رسولؐ نے حضور رسالتؐ میں مؤدبانہ عرض کیا:

”مأبى انت وأمى. ماؤى الباع والسهوم - فان كان فيه شئ كان بى لايك وكان فى الغار حجر، فوضع

عقبه عليه لئلا يخرج ما يؤذى الرسول“

(یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! یہ درندوں اور موذی جانوروں کی آماجگاہ ہے پس اگر  
 کوئی شے خدا نخواستہ اس میں موجود ہے تو اس کی اذیت مجھے پہنچ جائے آپ کو نہ پہنچے اور غار میں ایک سوراخ  
 تھا۔ ابو بکرؓ نے اپنی ایڑی اس پر رکھ دی تاکہ کوئی موذی جانور نکل کر رسالتؐ کو اذیت نہ پہنچائے) امام رازیؒ نے  
 سیدنا صدیق اکبرؓ کی دامن رسالت سے کامل وابستگی کو، دلائل و براہین کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔  
 جس کا خلاصہ یہ ہے:-

۱- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غار کا رخ اس لیے اختیار فرمایا کہ آپ کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں کفار آپ کو  
 قتل نہ کر ڈالیں تو آپ کو ابو بکر صدیقؓ کی باطنی کیفیت سے متعلق قطع یقین حاصل تھا کہ صدیق اکبرؓ مؤمنین  
 ثابت قدم۔ صادقین اور صدیقین میں سے ہیں ورنہ بصورت دیگر حضورؐ کبھی بھی ایسے پرخطر اور نازک موقع پر  
 صدیق اکبرؓ کی معیت اختیار نہ فرماتے۔ کیونکہ اگر انہیں سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق شبہ بھی ہوتا تو یہ خدشہ لاحق تھا  
 کہ وہ ان کے ہارے میں دشمنوں کو باخبر نہ کر دیں۔

۲- یہ امر مسلم ہے کہ ہجرت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اور اس وقت حضور رسالتؐ ماہ میں  
 مخلص و جان نثار صحابہ کرام کی ایک پوری جماعت موجود تھی۔ جو نسب کے اعتبار سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی  
 نسبت رسول اکرمؐ کے زیادہ قریبی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسے نازک موقع پر سیدنا صدیق اکبرؓ کی ہمراہ  
 مصاحبت کا حکم بھی اگر من اللہ نہ ہوتا تو حضورؐ انہیں اس مصاحبت کے لیے مختص نہ فرماتے، اور  
 بارگاہِ خداوندی سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا اس خدمت کے لیے مختص ہونا اہل اہل پر دال ہے کہ وہ دین میں کس  
 قدر عالی منصب پر فائز ہیں۔

۳- سیدنا صدیق اکبرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے رسول اکرمؐ سے قبل ہجرت اختیار کی۔ لیکن یہ شرف رفاقت کے

تمنی رہے اور آپ سے پہلے جانا گوارا نہ کیا بلکہ ایسے پرخطر اور نازک موقع پر آپ کی مؤانست کے لیے وابستہ خدمت رہے۔ اور اس امر سے آپ کی عظیم فضیلت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔<sup>۲۳</sup>

اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو رسول اکرمؐ کے "صاحب" کے لفظ سے متصف فرمایا ہے۔ اس سے آپ کی فضیلت اپنے کمال پر نظر آتی ہے۔<sup>۲۵</sup>

امام رازیؒ نے "ثانی اثین" کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ کے حضور ہدیہ تحسین ان الفاظ میں پیش کیا ہے:-

"کان ثانی محمد فی اکثر المناصب الدینیہ" (آپ (ابوبکر صدیقؓ) بہت سے دینی مناصب میں آپ کے ثانی تھے) اور اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے:-

• آپ دعوت الی اللہ میں حضورؐ کے ثانی تھے۔

• آپ غزوات میں حضورؐ کے ثانی تھے۔

• آپ مجلس میں حضورؐ کے ثانی تھے۔

• آپ مرض کی حالت میں امامت نماز میں حضورؐ کے ثانی تھے۔<sup>۲۶</sup>

• آپ فوت ہوتے تو حضورؐ کے جوار میں جگہ پائی اور یہاں بھی آپ حضورؐ کے ثانی تھے۔<sup>۲۷</sup>

اب ہم حدیث اور تاریخ کی روشنی میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے جذبہ عشق رسولؐ اور مثالی کردار کا جائزہ لیتے ہیں:-

صحیح بخاری میں ہے کہ عمرو بن زبیر نے ابن عمرو بن العاص سے پوچھا:-

اخبرنی بائد شیئ صنعہ المشرکون بالنبیؐ، مجھے کسی ایسے سنگین واقعہ کا بتائیے جو مشرکین نے نبی اکرمؐ سے روارکھا ہو۔ اس نے جواب دیا:

بینا للنبیؐ یصلی فی حجر الکعبۃ اذا قبل عقبہ بن ابی معیط۔ فوضع ثوبہ فی عنقہ فخنقہ خنقا شدیداً بل ابوبکر حتی اخذ۔ منکنہ ودفعه عن النبیؐ وقال اتقتون رجلاً ان یقول ربی اللہ۔<sup>۲۸</sup>

جب حضور اکرمؐ کعبہ مکرمہ میں حجر کے مقام پر نماز ادا فرما رہے تھے تو اچانک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے آپؐ پر حضورؐ کی گردن میں ڈال دیا اور اسے بڑی شدت سے گھونٹا تو ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے حتیٰ کہ اسے کندھوں سے اٹھایا اور حضورؐ کی مدافعت کی اور کفار کو کہا کہ کیا تم اس ذات گرامی کو محض اس بنا پر قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے (حضورؐ سے محبت اور وابستگی کی بنا پر آپ کو عبادت میں گہرا شغف ہو گیا تھا اور عبادت میں اس قدر سوز و گداز کہ رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی جو شخص بھی آپ کو اس عالم میں دیکھ لیتا۔ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ جب قریش کی عبادت میں مزاحم ہونے لگے تو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی اور رخصت سفر باندھ کر

عازم حبش ہوئے۔ جب آپ مقام برک الغماد میں پہنچے تو ابن الدغنے رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا۔ ابو بکرؓ کہاں کا قصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے اب ارادہ ہے کہ کسی اور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنے نے کہا کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔ تم منفس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو۔ قرابتداروں کا خیال رکھتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو۔۔۔ مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو، میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپ ابن الدغنے کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس آئے۔ ابن الدغنے نے قریش میں پھر کراعلان کر دیا کہ آج سے ابو بکرؓ میری امان میں ہیں۔ ایسے شخص کو جلاوطن نہ کرنا چاہیے۔ جو محتاجوں کی خبرگیری کرتا ہے۔ قرابتداروں کا خیال رکھتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے۔ قریش نے ابن الدغنے کے امان کو تسلیم کیا۔ لیکن فراتس کی کہ ابو بکرؓ کو سمجھا دو کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن گھر سے باہر نماز پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔<sup>۲۹</sup> شہ

بخاری شریف میں ہے کہ قریش نے یہ الفاظ کہے :-

”ولا يستعلن به فانا نخشى ان يفتن نساءنا و ابناءنا“<sup>۲۹</sup> سحر کہ وہ علی الاعلان قرآن حکیم کی تلاوت نہ کریں۔ ہمیں خدا سے ہے کہ کہیں وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو مسحور نہ کر لے (چنانچہ آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور وہاں عبادت الہی انجام دینے لگے لیکن بقول علامہ اقبالؒ: جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں نئے جو ہر ہوئے پیدا میرے آئینے میں صحیح بخاری میں اس عاشق رسولؐ کی پُرسوز عبادت کا نقشہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

”وكان يُصلي فيه و يقرا القرآن فينقذ عليه نساء المشركين و ابناءهم و هم يعجبون فيه و ينظرون

اليه و كان ابو بكر رجلاً بقاء لا يملك عينيه اذا قرأ القرآن“<sup>۳۰</sup> شہ

(آپ وہاں نماز ادا فرماتے اور قرآن حکیم کی تلاوت کرتے۔ پس (اس پُرسوز تلاوت سے متاثر ہو کر) مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے قریب جمع ہو جاتے اور آپ کی کیفیت کو بنظر تعجب دیکھتے اور آپ کو دیکھتے رہتے اور ابو بکرؓ پر کیفیت یہ ہوتی کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو زار و قطار روتے اور انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا)

چنانچہ قریش کو ”اس پر بھی اعتراض ہوا اور انہوں نے ابن الدغنے کو خبر کر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابو بکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔ لیکن اب وہ صحن خانہ میں مسجد بنا کر اعلان کے

ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بد عقیدہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم انہیں مطلع کر دو کہ اس سے باز آئیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بری سمجھیں۔ ابن الدغنے نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا کر کہا۔ تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس لئے یا تو تم اس پر قائم

ہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو۔ میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بد عہدی کی ہے! لیکن عشق بھی کبھی مصلحت کوشش ہوا ہے؟ انھیں ایسی تدغین کب راس آسکتی تھی چنانچہ بقول علامہ اقبال

عہ بے خطر کو دپڑا آتش نمرود میں عشق

اس محب صادق نے اذیتوں کے تلاطم کے لئے اپنی آغوش واکردی اور تمام مصلحتوں کو کمال استغنا سے کام لیتے دئے، یکسر نظر انداز کر دیا اور فرمایا۔

فانی ارد الید۔ جوادک وارضی بجزواللہ عزوجل ۳۲ (میں تمہاری پناہ اور امان تمہیں واپس لوٹاتا ہوں اور اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں۔

علامہ ابن حجر العسقلانی نے الاصابہ میں ام الخیر کے ترجمے میں لکھا ہے

”لما سلم ابو بکر قام خطیباً فدعا بدعاء الی اللہ ورسولہ فثار المشرکون فضر بوبہ.... انہ سال فی رسول اللہ بعد ان افاق من غشیہ فقاتلہ امہ لاندی۔ فقال سلی ام جمیل بنت الخطاب فذهبت یسما فسألتما.... الخ“ ۳۳

جب ابو بکرؓ اسلام لائے تو گھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ اور رسولؐ کی طرف دعوت دی پس کافران پر ٹوٹے اور انھیں زد و کوب کیا... جب ابو بکرؓ کو غش سے افاقہ ہوا تو حضورؐ کی خیریت پوچھی تو آپؐ کی والدہ نے کہا ہمیں علم نہیں۔ آپؐ نے کہا ام جمیل کی معرفت معلوم کہہ دیں آپؐ کی والدہ گئیں اور ان سے آپؐ کی خیریت معلوم کی۔

رسول اکرمؐ سے آپ کے عشق و وابستگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ کفار کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیت اور تکلیف کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے جب تک آپؐ کی خیریت معلوم نہیں ہو گئی۔ محب صادق کو چین نہیں آیا۔

حضور اکرمؐ نے قریش مکہ کی ایذا رسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ و دعوت کا سلسلہ جاری رکھا حضرت ابو بکر صدیقؓ اس بے بسی کی زندگی میں جان۔ مال۔ رائے مشورہ غرض ہر حیثیت سے آپؐ کے دست و بازو اور رنج و راحت میں شریک رہے۔ آنحضرتؐ روزانہ صبح و شام حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے جلتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی! ۳۴

ایک روز حضورؐ خلان معمول، ناوقت، گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کوئی ہو تو ہٹا دو، میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ گھر والوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے یہ سن کر آپؐ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جو پہلے بھی شرف رفاقت کی تمنا کا اظہار کر

چکے تھے اب پھر مہر صی کی تمنا کا اعادہ کیا۔ ارشاد ہوا: ہاں تیار ہو جاؤ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر لئے تھے۔ ایک آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک پر خود سوار ہوئے۔ محبوب کے آرام کا اس قدر خیال تھا کہ غارتور میں نہ ہریلے سانپ نے کاٹا لیکن اس خادم جاں نثار نے اپنے آقا کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارا نہ کیا۔ زہر اثر کرنے لگا۔ درد کرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لیکن اس وفا شعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت تک نہ دی کہ اس سے خواب راحت میں خلل اندازی ہوگی۔ ۳۶

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کے پورے سفر میں سیدنا صدیق اکبرؓ ایک لمحہ بھی اپنے محبوب کی خدمت سے غافل نہیں ہوئے۔ اور ہر طرح ان کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھا۔ جب حضورؐ بنی عمرو بن عوف میں قیام پذیر ہوئے۔ تو انصار جو ق در جوق زیارت کے لئے آنے لگے۔ آنحضرتؐ خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے اور حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہو کر لوگوں کا استقبال کر رہے تھے۔ بہت سے انصار جو پہلے آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے وہ غلطی سے حضرت ابو بکرؓ کے گرد جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جب آفتاب سامنے آگیا تو جاں نثار خادم نے بڑھ کر اپنی چادر سے آفتاب پر سایہ کیا تو اس وقت خادم و مخدوم میں امتیاز ہو گیا اور لوگوں نے رسالت مآبؐ کو پہچانا ۳۷

صحیح بخاری میں ہے۔

”ذاقبل ابوبکر حتى ظلل عليه بردائه فعرف الناس رسول الله عند ذلك“ ۳۸

(پس ابو بکر آگے بڑھے حتیٰ کہ حضورؐ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ ہیں)

آنحضرتؐ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد سے فتح مکہ تک خونریز جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور

ان سب لڑائیوں میں صدیق اکبرؓ ایک مشیر و وزیر باتدبیر کی طرح ہمیشہ ہمرکابی سے مشرف رہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے مالی خدمت و ایثار میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ چنانچہ مکہ میں ابتداء میں جن لوگوں

نے داعی توحید کو لبیک کہا۔ ان میں کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پیچھے ظلم و ستم میں

گرفتار ہونے کے باعث طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان مظلوم بندگان توحید کو

ان کے جفا کار مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ چنانچہ حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہ، نذیرہ، ہندیرہ اور بنت

ہندیرہ وغیرہم نے اسی صدیقی جو درد کرم کے ذریعے سے نجات پائی۔ ۳۹

رحمت عالم کو جب مدینہ میں تعمیر مسجد کا خیال پیدا ہوا اس کے لئے جو زمین منتخب ہوئی وہ دو یتیم

بچوں کی ملکیت تھی۔ گوان کے اولیاء و اقرباء بلا قیمت پیش کرنے پر مصر تھے تاہم رحمۃ اللعالمین نے یتیموں

کامال لینا پسند نہ فرمایا۔ اور حضرت ابو بکرؓ سے اس کی قیمت دلوادی۔ ۱۳

۹ھ میں انوہ پھیلی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے چونکہ مسلسل جنگوں کے باعث یہ نہایت عسرت و تنگ حالی کا زمانہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاریوں کے لئے صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ تمام صحابہؓ نے حسب حیثیت اس میں شرکت کی۔ حضرت عثمانؓ دولت مند تھے اس لئے بہت کچھ دیا۔ لیکن اس موقع پر بھی حضرت ابو بکرؓ کا امتیاز قائم رہا۔ گھر کا سارا اثاثہ لاکر آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا، تم نے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی۔ ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک روز ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ارشاد فرمایا میرے پاس مال تھا میں نے دل میں کہا۔ آج ابو بکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے نصف مال حضور کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے فرمایا اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اتنا ہی۔ اس کے بعد ابو بکرؓ آئے اور اپنا سارا مال حضور رسالتؐ میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

مَا الْبَقِيَتْ لَاهْلِكَ؟ قَالَ الْبَقِيَتْ لِهَيْمِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۱۴ (آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ کہنے لگے ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

بقول علامہ اقبالؒ۔ حُسنِ کامل ہے ترا عشق ہے کامل میرا

حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا:

قُلْتُ لَا اسَابِقُكَ اِلَى شَيْءٍ اَبَدًا ۱۵ (میں نے کہا میں کبھی بھی کسی کام میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا) حکیم الامت نے بانگ درا میں صدیقؓ کے عنوان سے جو نظم کہی ہے میں مذکورہ بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کے حضور ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا گیا ہے:

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا	جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ فارسِ شرت	ہر چیز جسے چشمِ جہاں میں ہوا اعتبار
ملکِ یمین و درہم و دینار و زخمت و جنس	اسپ تھرسم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضور چاہیے فکرِ عیال بھی	کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
"اے تجھ سے دیدہ نہ دامنم فروغ گیر	اے تیری ذات باعثِ تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے ببل کو پھول بس

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

سیدنا صدیق اکبرؓ کے مالی اشار کا ذکر کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں آرٹیکل صدیق کا مصنف رقمطراز ہے:

HE WAS ONE OF THE EARLIEST OF MOHAMMAD'S CONVERTS

AND SPENT THE CONSIDERABLE WEALTH WHICH HE HAD

ACQUIRED BY TRADE IN THE SERVICE OF THE NEW RELIGION IN RANSOMING SLAVES

45

(وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے انہوں نے تجارت میں کمائی ہوئی

بے شمار دولت نئے مذہب کی خدمت اور غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کی)

المختصر "ایمان لانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے اپنی تمام قوت و قابلیت، سارا اثر و رسوخ، کل مال و متاع

جان اور اولاد، غرض جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ سب دین کی راہ میں وقف کر دیا۔ قبول اسلام کے بعد ان کی تمام

زندگی اطاعت و استقامت کی داستان ہے۔" ۶۶

احادیث و تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ اگرچہ سب صحابہ کرام حضور اکرمؐ سے گفتگو کرتے وقت ادب و احترام

کو ملحوظ رکھتے تھے۔ لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ، اپنی والہانہ وابستگی کی بنا پر، ادب و احترام کے اظہار میں بھی سب

سے بازی لے گئے تھے۔ آپ کی گفتگو سے احترام ہی کا نہیں بلکہ عشق و محبت کے جذبات کا بے ساختہ اظہار ہوتا

ہے۔ اور آپ بات بات پر اپنے محبوب پر قربان ہو رہے ہیں۔ بخاری شریف کی صرف ایک حدیث سے اس

امر کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضور کو ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ آپ کی ناصحت، تشریف آوری کی خبر

سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہوتی ہے۔ حضور کی اس غیر متوقع آمد پر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے:

فداء لہ ابی و امی۔ واللہ ما جاد بہ فی ہذہ الساعۃ الا امرؤ! آپ پر میرے مال باپ قربان ہوں

آپ اس وقت یقیناً کسی اہم کام کے لئے آئے ہیں۔ دروازہ کھولتے ہیں۔ حضور تشریف لاتے ہیں اور ابو بکرؓ سے

فرماتے ہیں اخرج من عندك (تمہارے پاس جو لوگ موجود ہیں انہیں باہر بھجوادو) تو ابو بکرؓ جو با عرض کرتے ہیں

"انما ہم اہلک باجی انت یا رسول اللہ" یا رسول اللہ! آپ پر میرے مال باپ قربان ہوں

یہ سب آپ کے گھر والے ہی ہیں!

جب حضور بتاتے ہیں کہ آپ کو ہجرت کا حکم مل چکا ہے تو شرف رفاقت کی تمنا پیش

کرتے ہیں، الصحابة۔ یا جی انت یا رسول اللہ! "یا رسول! آپ پر میرے مال باپ قربان ہوں۔ رفاقت کا تمہنی ہونا

حضور اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ اور آپ حضور کی خدمت میں سواری کے لئے اونٹ پیش

کرتے ہوئے یوں عرض گزار ہوتے ہیں:

فخذ باجی انت یا رسول اللہ احدی من اہلقتی ہاتین" گے یا رسول اللہ! آپ پر میرے مال باپ قربان



ہوں آپ ان دو سواریوں میں سے کوئی ایک اپنے لئے پسند فرمائیں۔

مذکورہ بالا ہر ایک جملے سے آپ کے عشق و محبت اور ادب و احترام کی عکاسی ہوتی ہے یہ حقیقت ہے آپ کی پوری زندگی حب رسولؐ سے سرشار گزری ہے۔ یہاں صرف دو واقعات اور عرض کرتا ہوں جب رسول اکرمؐ کا وصال ہوتا ہے تو شمع رسالت کا یہ پر دانہ فرط محبت و عقیدت سے اپنے محبوب کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے اور بے ساختہ حضورؐ پر قربان ہوا جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

”فجاء ابو بکر۔ فكشف عن رسول الله ﷺ - فقبله قال بابي انت وامحى طبت حيا وميتا والذي

نفسى بيده لا يذيقك الله الموتين ابداً ۲۸

پس ابو بکرؓ آئے حضورؐ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ اور فرط ادب سے بوسہ دیا اور کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ زندگی اور موت ہر دو صورت میں پاکیزہ رہے تمہارے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ کو کبھی اللہ تعالیٰ دوسری موت کا ذائقہ نہ چکھائے گا۔

وصال سے کچھ روز پہلے جب رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ : ان الله خير عبدا بين الدنيا وبين ما عنده فاختر ذلك العبد ما عند الله۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا میں رہنے اور اپنے حضور میں آنے میں سے کسی ایک کا اختیار دیا۔ پس اس بندے نے اللہ کے جوار کو اختیار کر لیا۔) تو عشق و محبت کا رازدار ”بے اختیار رو پڑا اور بے ساختہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے :

”فدينك بابائنا وامهاتنا“ ۲۹ (آپ پر ہمارے ماں باپ قربان)

ان جملہ شواہد سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اس محب صادق کو اپنے آقا و مولا سے

کس قدر والہانہ عشق تھا۔  
محبوب کے مشن کی تکمیل

یہاں اس امر کا ذکر بے حد ضروری ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عشق رسولؐ سے سرشار ہو کر ”خبرش باز نہ آمد“ تک محدود نہ رہے۔ بلکہ آپ نے اپنی تمام تر ماسعی اپنے محبوب کے مشن کی تکمیل میں صرف کر دیں۔

۱۔ آپ کی دعوت پر حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ بن عبد اللہ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص بھی آپ ہی کی ہدایت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ۲۵

۲۔ آپ کے والد ابو تمخانہ فتح مکہ تک نہایت استقلال کے ساتھ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے

لیکن بفضلہ تعالیٰ اپنے فرزند سعید حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے حضور نے نہایت شفقت سے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کلمات طیبات تلقین کر کے مشرف باسلام فرمایا۔ ۵۱

۳۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے شریعت حقہ کے فضائل و محامد پر تقریر کرنے کی بنا پر کفار و مشرکین نے ابو بکر صدیقؓ کو نہایت بے رحمی اور خدانائوسی کے ساتھ اس قدر مارا کہ بالآخر بنو تیم کو باوجود مشرک ہونے کے اپنے قبیلہ کے ایک فرد کو اس حال میں دیکھ کر ترس آگیا۔ اور انہوں نے مشرکین کے پنجہ مظلم سے چھڑوا کر ان کو مکان تک پہنچا دیا۔ شب کے وقت بھی حضرت ابو بکرؓ باوجود درد و تکلیف کے اپنے والدین اور خاندانی اعزہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ کا پتہ دریافت کر کے اپنی والدہ کے ساتھ ابن ارقم کے مکان میں آئے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ میری والدہ حاضر ہیں ان کو راہ حق کی ہدایت کیجئے۔ آنحضرتؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مشرف باسلام ہو گئے ۵۲

علامہ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں لکھا ہے۔

لما هلك ابو بكر وورثه البواہ وماتت ام الخير قبل ابي قحافة وكان قد اسلم ۵۳  
 (جب ابو بکر فوت ہوئے تو ان کے والدین ان کے وارث ہوئے ان کی والدہ ام الخير ان کے والد ابو قحافہ سے پہلے فوت ہوئیں اور وہ دونوں مشرف باسلام ہو چکے تھے)

سیدنا صدیق اکبرؓ نے، اپنے محبوب کے مشن کی تکمیل میں، اپنے عہد خلافت میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ میں زریں حروف سے رقم ہیں۔ خطرات و مشکلات کے باوجود، حضرت اُسامہؓ بن زید کو شام کی مہم پر روانہ کرنا۔ مدعیان نبوت کا قلع قمع، مرتدین کی سرکوبی، جمع و ترتیب قرآن اور منکرین زکوٰۃ کو تنبیہ آپ کے وہ گرانقدر کارنامے ہیں جو ملت اسلامیہ کے لئے باعث صد افتخار ہیں۔

اپنے محبوب کے مشن سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور صاحب رائے بزرگ نے جب منکرین زکوٰۃ کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا تو آپ کے پائے ثبات کو دقتی مصلحتوں کے پیش نظر، ذرا الغزش نہ آئی۔ یقین محکم اور نعمت اخلاص سے مالا مال اس پر عزم عاشق رسول نے داسگان الفاظ میں فرمایا۔

”والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة۔ فان الزكوة حق السال۔ والله لو منعوني عقالا۔“

کانوا یؤدونه الی رسول الله لقاتلتهم علی منعه ۵۴

رخدا کی قسم، میں اس سے قتال کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر انہوں نے ایک رسی کی بھی زکوٰۃ میں کمی کی جو وہ حضور کو ادا کرتے تھے تو میں اس کمی پر

بھی ان سے جہاد کروں گا۔)

سیدنا صدیق اکبرؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر کلی اعتماد اور یقین ہوتا تھا۔ اس کی عقلی توجیہ (JUSTIFICATION) کے کبھی طلبگار نہ ہوتے۔ چنانچہ حدیبیہ میں جو معاہدہ طے پایا وہ بظاہر کفار کے حق میں زیادہ مفید تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ کو نہایت اضطراب ہوا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ کنار سے اس قدر بکر کیوں صلح کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ محرم اسرار نبوت تھے۔ فرمایا: آنحضرتؐ خدا کے رسول ہیں۔ اس لئے آپ اس کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہ ہر وقت آپ کا معین و ناصر ہے۔ " ۵۵

حضرت اسامہ بن زید کو حضورؐ نے اپنی حیات ہی میں شام پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس مہم کے متعلق صحابہ کرامؓ نے رائے دی کہ اسکو ملتوی کر کے پہلے مرتدین و کذاب مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا جائے لیکن خلیفہ اولؓ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ اس پیکر عزم نے فرمایا:

"خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آکر میری ٹانگ کھینچنے لگیں جب بھی میں اس مہم کو روک نہیں سکتا۔" ۵۶

آپؐ کے اس کامل جذبہ اطاعت اور کلی اعتماد کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتیں بھی آپؐ پر بے پایاں تھیں، چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ أَمِنَ النَّاسُ عَلَىٰ فِي هَيْبَتِهِ وَمَالِهِ الْبُؤْبُؤُ" ۵۷

(بے شک لوگوں میں سے اپنی رفاقت اور اپنے مال کے خرچ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر احسان ابوبکرؓ کا ہے)

مسجد کی تعمیر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

لَا يَبْقَيْنَ فِي الْمَسْجِدِ بَابُ الْأَسَدِ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ ۵۸

(مسجد میں کھلنے والا کوئی دروازہ ایسا نہ رہے جسے بند نہ کیا گیا ہو۔ البتہ ابوبکرؓ کا دروازہ رکھڑکی، کھلا رہے)

ایک عورت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا۔ دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا! یا رسول اللہ اگر میں آؤں

اور آپؐ کو نہ پاؤں (یعنی آپؐ کا وصال ہو گیا ہو)؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"ان لم تجدینی فاتی ابا بکر" ۵۹ (اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس جاؤ)

حضرت عمرو بن العاص نے رسول اکرمؐ سے استفسار کیا:

"ای الناس احب الیک؟" (آپؐ سے زیادہ کس سے محبت فرماتے ہیں)

حضور اکرمؐ نے فرمایا "عائشہ"۔ انہوں نے پوچھا: "من الرجال؟" تو رحمت عالم نے فرمایا "ابوہا" ۶۰

اس کے والد سے) حضور نے آپ کو مَبَشَّرٌ بِالْجَنَّةِ فرمایا۔ صدیق کے لقب سے نوازا اور اپنی  
علاقت کے دوران آپ کو اپنی جگہ امامت پر مامور فرمایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بارگاہ رسالتؐ میں جو مقام عالی حاصل تھا دوسرے صحابہ کرامؓ  
اس سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ ابو یعلیٰ نے محمد بن الحنفیہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے  
”ای الناس خیر بعد رسول اللہ؟“ رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر کون ہے؟  
تو انہوں نے جواباً کہا: ”ابوبکر“ ۶۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوری بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ خلیفہ کے انتخاب  
کے لئے جمع ہوئے تو حضرت عمرؓ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کا ہاتھ تھام لیا۔ اور بیعت کرتے وقت یہ ہدیہ تحسین  
پیش کیا:

”بَلْ نَبَايِعُكَ أَنْتَ . فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ“ ۶۴

میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ کہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سے سب  
سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں)

### عشق کا متوازن تصور

ایک محب صادق اور محبوب کا محبوب ہونے کے باوجود، آپ کے عشق میں ”سکر“ نہیں ”صحو“ تھا افراط  
تھا۔ اعتدال اور توازن تھا، آپ عشق سے مدہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ بقول علامہ اقبال:

عشق ہوش کا دارو ہے گویا مستی تسنیم عشق

عشق رسولؐ نے آپ کے ہوش کو اور زیادہ جلا بخشتی، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حضور کے وصال کے  
پر جب صحابہ کرامؓ ایک عجیب تذبذب کی کیفیت سے دوچار تھے۔ اور حضرت عمرؓ جوش وارتگی میں تقریباً  
کہہ رہے تھے اور قسم کھا کھا کر رسول اللہ کے انتقال فرمانے سے انکار کر رہے تھے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے  
یہ حال دیکھ کر فرمایا: ”عمر تم بیٹھے جاؤ۔“ لیکن انہوں نے وارتگی میں کچھ خیال نہ کیا۔ تو آپ نے الگ کھڑے ہو  
تقریباً شروع کر دی۔ تمام مجمع آپ کی طرف جھک پڑا اور حضرت عمرؓ تنہا رہ گئے آپ نے فرمایا ۶۵

”أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا أَقْدَمَاتُ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَتَّىٰ لَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ..... الْآيَةُ“

سو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا جان لے کہ وہ وصال فرما گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت  
کرتا ہے وہ جان لے کہ وہ زندہ دپانڈہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا

یہ تقریب ایسی دلنشین تھی کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا۔

صدیق اکبرؓ نے عشق رسول کی لاثانی مثال پیش کر کے عالم انسانیت کو لافانی سبق دیا ہے کہ عشق و محبت کا غماض یہ نہیں کہ جھگوان کی بھگتی میں بھگت استدر نحو اور مہمک ہو جائے کہ دنیا و مافیہا کو فراموش کر دے اور محبت ایسوی بن کر رہ جائے۔ بلکہ عشق وہ ہے جو بے ہوش کرنے کے بجائے ہوش میں لے آئے قوت عمل و مہینر لگائے۔ ذہن کو جلا بخشنے انسان نہ تو مغربیوں کی طرح جذبہ عشق سے عاری مادیت اور عقل پسندی کا غلام بن کر رہ جائے اور نہ مشرقیوں کی طرح ترک دنیا اور بی راگ کی طرف مائل ہو۔ بلکہ اس کا رگہ حیات میں مثبت افعال شہ اور بھر پور کردار ادا کرے۔ عشق اسے بے خود نہ کرے بلکہ اس کی خودی کو اس قدر مضبوط کرے کہ مولے شہباز سے لڑا دے۔ وہ ظاہری چمک دمک اور طاقت کا توازن نہ دیکھے۔ بلکہ ہر حالت میں اصول کے توازن کو قائم رکھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی پوری زندگی عشق رسول اکرمؐ کی آئینہ دار ہے۔ دل حب رسولؐ سے سرشار ہے جسم ایمان رسولؐ کے مطابق زہد و طاعت اور عبادت کے لئے حضورِ حق میں جھکا ہوا ہے۔ مالی ایثار اس قدر ہے کہ پورا مال و متاعِ حرام میں قربان ہے۔ اقدار ہے لیکن نشہ اقدار نام کو نہیں۔ مجال ہے کسی موقع پر پائے سات کو لغزش آئی ہو۔ اس شان اور اس رنگ میں سیدنا صدیق اکبرؓ قومی اور ملی تقاضوں کی تکمیل میں ہمہ تن سرور نظر آتے ہیں۔

المختصر ذاتی زندگی ہو یا منصب خلافت پر فائز زندگی، صدق و صفا اور حیا و وفا کا یہ پیکر حب رسولؐ و طاعت رسولؐ کا کامل نمونہ پیش کرتا ہے۔ عشق صدیق اکبرؓ نے عالم انسانیت کے لئے عشق کا ایک ایسا معتدل و متوازن تصور پیش کیا ہے۔ جس کی مثال دنیا کی پوری تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ہم اپنے اس مضمون کو شاعر بارگاہ رسالت، حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار پر ختم کرتے ہیں جن میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے عدیم النظیر جذبہ عشق رسولؐ کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

وثنائی اشقیوں فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صاعد الجبل

وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجلا

را اور اس بلند غار میں وہ دو میں سے دوسرے تھے جب کہ دشمن پہاڑی پر چڑھ کر تلاش میں سرگرداں تھے اور آپ رسول اکرمؐ کے محبوب تھے۔ سب لوگ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں آ

حضرت حسان کی یہ تعریف محض شاعرانہ نہ تھی۔ حقیقت پر مبنی تھی واقعی پوری نوع انسانی میں عشق





خلفائے راشدین، ص ۳۵ (۶۶) القرآن الکریم سورہ آل عمران، آیت ۱۲۴ (۶۷) علامہ سید محمود آلوسی  
روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۹۷ (۶۸) علامہ سید محمود آلوسی: روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۹۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(شیعہ کتب کی روشنی میں)

ابوالحسن محمد محبوب الہی رضوی

اللہ تعالیٰ اعزوجل نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو زمانہ کے بہترین افراد کو آپ کی صحابیت کا شرف بخشا۔ وہ آپ کی محبت میں سرشار تھے۔ اسلام کی خاطر اپنی جان و مال نثار کرنا ان کا شعار تھا۔ بے شمار تکلیفوں اور رکاوٹوں کے باوجود وہ اسلام کی سر بلندی کے لئے مصروف جدوجہد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان کے شامل حال تھا۔ وہ اسلام کا پرچم لے کر ہر چہار طرف بڑھتے چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور مخالفین کی سازشوں کا قلع قمع کر دیا گیا آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دور آیا تو اشاعت اسلام اور مملکت کی حدود میں مزید وسعت ہوتی گئی عساکر اسلام کی یلغار کی تاب مقابلہ نہ لاکر ہزیمت خوردہ قوتوں خصوصاً یہودیوں اور مجوسیوں نے مسلمانوں میں اندرونی خلفشار پیدا کرنے کے لئے سازشیں شروع کر دیں۔ انہی لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اس وقت شہید کر دیا جب آپ مسجد نبوی میں نماز کی امامت فرما رہے تھے پھر یہ سازش بد باطن عبداللہ بن سبار مسلم نما یہودی منافق کی تحریک سے کھل کر سامنے آگئی اور حضرت



عثمانؓ ذوالنورین پر جھوٹے الزامات لگانے کے بعد ان کو بحالت روزہ و قرآن خوانی اور کئی دن ان کے مکان میں محبوس رکھنے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے آپس میں قتل و قتال تک توبت پہنچا دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قریباً پچاسی ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ فتوحات اور تبلیغ کا سلسلہ رک گیا۔ بائیسوں کے لئے یہ امر باعث مسرت تھا اس کے باوجود وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے جذبہ ایمانی سے بے خبر نہ تھے اساطین اسلام کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ میں داخل ہوتے ہوئے مضروب کر دیا گیا اور وہ شہید ہو گئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور پکچ گئے۔ عمرو بن العاص کی جگہ دوسرے بزرگ شہید ہو گئے، حضرت حسن کو حضرت علی کا جانشین بنایا گیا تو ان کی بصیرت نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر زمام خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے مسلمانان عالم کو پھر متحد کر دیا۔ نصرت الہی سے تبلیغ اسلام اور فتوحات کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا۔ اسلام کی دھاک دنیا بھر میں بیٹھ گئی۔ اب انتشار پسند عناصر نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ اسلام میں ایک نئے فرقہ کا آغاز کر کے مسلمانوں کو مذہبی رنگ میں برسریہ پیکار کر دیا اس نئے فرقے کا کام بزرگان اسلام پر طعن کرنا تھا۔ ان کا یہ محاذ نسبتاً کامیاب ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضور اکرمؐ کا دائمی معجزہ ہے کہ جب کبھی ان لوگوں نے ناشائستہ جذبات کا اظہار کیا تو ان ہی کی زبان و قلم سے ان حضرات کے بارے میں کچھ کلمات خیر بھی وجود میں آ گئے۔ اگرچہ ان کی کتب ہمارے لئے کسی بھی درجہ میں قابل قبول نہیں لیکن ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کے بارے میں جو کلمات خیر ان میں درج ہو گئے ہیں وہ مخالفین پر حجت اور ہمارے لئے اضافہ محبت و عزت کا باعث ہیں۔ لہذا اسی جذبہ نیک کے ماتحت افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مخالفین کی کتب سے کچھ کلمات حسنہ کٹھے کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آیت : **مُسْلِمٌ** **أَوَّلٌ** وَالسَّالِقُونَ أُولَئِكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِہ  
کی تفسیر کرتے ہوئے مشہور و معروف شیعہ عالم علامہ طبری تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں : کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں اور اس کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لاتے ؛ (بحوالہ کتاب مقام صحابہ حکیم فیض عالم ص ۲۱)

علامہ طبری دوسری جگہ لکھتے ہیں ”حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایمان لائے۔“ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳/۶۵ بحوالہ مقام صحابہ ص ۲) ایک اور شیعہ عالم یوں رقمطراز ہے۔

”بے شک یہ درست ہے کہ گو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اسلام قبول کیا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا۔“ (شرح نہج البلاغہ مولفہ عبد الحمید بن ابی الحدید شیعہ جز ۴/۲۱۳)

چوں صدیق مسلمان شد روز دیگر ابو عبیدہ بن الجراح۔ ابوسلمہ مخزومی۔ عثمان بن مظعون وارقم بن ارقم را بخدمت سید الثقلین آورد تا مومن و موحد و مسلمان شدند۔

مبلغ اول

(ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳ - روضۃ الصفا ۲/۳۷)

یعنی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو دوسرے دن ہی آپ (حضرات) ابو عبیدہ بن جراح ابوسلمہ۔ عثمان بن مظعون وارقم (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے تاکہ انھیں مومن مسلمان موحد فرمادیں۔

شداصحاب خاص رسول امین، از درخ برافروخت دین مبین ابوبکر، صدیق و فاروق دین، شدہ جان فدائے رسول امین۔ (جلہ حدی ص ۴)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خاص جن کے ذریعے دین اسلام کو ترقی ہوئی (یعنی تبلیغ ہوئی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں جنہوں نے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

ہم پہاڑ پر حضور اکرم علیہ السلام کے ہمراہ تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آرام پکڑتے تھے پر ایک نبی (خود)

صدیق

صدیق (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کوئی نہیں۔ (احتجاج طبری) جیسا کہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک مرد ہیں کہ اللہ نے نبی کی زبان سے ان کا نام صدیق رکھوایا۔

چوں صدیق مسلمان شد یعنی جب ابوبکر (صدیق) مسلمان ہوئے۔

ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳ روضۃ الصفا ۲/۳۷

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا تلوار کو چاندی چڑھانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے۔ کیونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی چڑھائی تھی۔ اس پر راوی نے متعجب ہو کر عرض کیا۔ آپ ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں؟ تو امام نے اپنی جگہ سے اٹھ کر فرمایا۔

بِعَمِّ الصِّدِّيقِ - نَعَمِ الصِّدِّيقِ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا حَقَّ لِلَّهِ قَوْلُهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(کشف الغمہ، فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص ۲۶)

ترجمہ ”ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو ان کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات سچی نہ کرے“۔

دوران ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ صِدِّيقٌ (تفسیر قمی ص ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابو بکر) تم صدیق ہو۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَمُتَّقٍ بِهِ (آیت پارہ ۲۴ کی تفسیر)

قِيلَ الَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ وَحَدِّقِ

بِهِ أَبُو بَكْرٍ -

یعنی جاء بالصديق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدق بہ سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں (تفسیر مجمع البیان ۴/۲۹۸)

جناب جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۴۹ھ سے روایت ہے کہ جناب ابو بکر میرے

نانا ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی شان اور عزت نہ دے اگر میں صدیق کی عزت و عظمت و تعظیم و تکریم

کو تسلیم نہ کروں (احقاق الحق ص ۷) نیز فرمایا: وَلَدَنِي الصِّدِّيقِ مَرْقَاتِي (احقاق الحق ص ۷)

یعنی صدیق نے مجھے دو دفعہ جنا جس کی تشریح یوں ہے۔ مادرش ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن

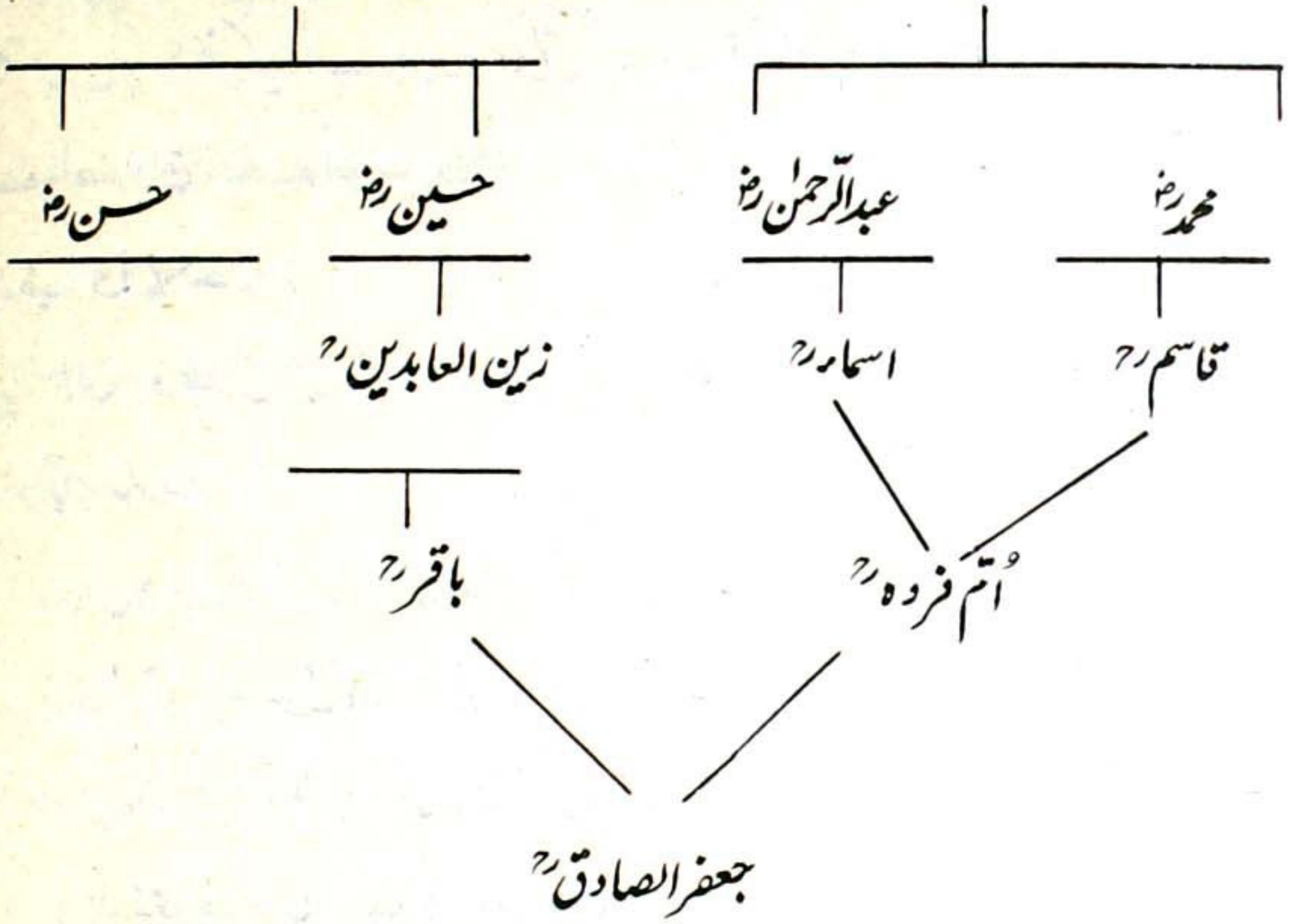
ابو بکر بود و مادرا فروہ دختر اسامہ دختر عبدالرحمن بن ابو بکر بود (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(جلار العيون - صافی شرح اصول کافی - کشف الغمہ احتجاج طبری)

## شجرہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی



« خلافت راشدہ کا انداز حکومت » کے زیر عنوان پہلی چار خلافتوں کا تذکرہ اس ترتیب سے کیا گیا

ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(الفخری اردو ص ۳۲ مؤلف محمد علی ابن علی ابن صبا طبا) (ترجمہ محمد جعفر شاہ پھلواری)

## تقویٰ اور مالی و جانی قربانی

آیت شریفہ: سیجنہا الا لقی الذی یوتی مالہ یتزکی کی تفسیر عن ابن زبیر قال ان الایۃ

نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر

بن فہیرہ وغیرہما واعتقہم (تفسیر مجمع البیان علامہ طبری)

یعنی ابن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت شان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نازل ہوئی انہوں

نے غلاموں کو جو اسلام لائے اپنے مال سے خریدا جیسا کہ بلال اور عامر بن فہیرہ اور ان کو آزاد کیا۔ اسی

آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتقی (بڑا متقی) فرمایا کہ وہ اپنا مال اللہ

تعالیٰ کی راہ میں محض پاکیزگی کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اُسے کوئی دنیاوی طمع نہیں۔

حدیث شریف میں ہے ان حسن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابو بکر ابن قحافہ تاریخ التواریخ مطبوعہ تہران  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت اور اپنے مال سے ابو بکر نے احسان کیا  
 ابو بکر بن ابی قحافہ پیرے بود از بزرگان قریش بادولت و حشمت مالہادر راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم ایثار کردہ و جان بر کف نہادہ ریسر آلامتہ جلد ۲ ص ۱۲۱  
 ترجمہ :- ابو بکر بن ابی قحافہ قریش کے سن رسیدہ بزرگوں میں سے تھے جو دولت و حشمت  
 کے مالک تھے اور انہوں نے اپنا مال نبی علیہ السلام کی ذات پر قربان کر دیا اور آپ کے لئے اپنی جان  
 ہتھیلی پر رکھے خدمت میں رہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو بکر ابو ذر اور سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم کے بارے  
 میں فرمایا۔

من از ہد من ہو کلا و قد قال فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 یعنی ان تینوں سے زیادہ کون زاہد ہے۔ (فروع کافی جلد دوم)  
 نبی علیہ السلام غار میں حضرت ابو بکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ کسی سوراخ سے سانپ  
 نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو ڈسا۔ مگر وہ غاریار اُن تک زبان پر نہ لائے۔

ثبوت نبوت ڈاکٹر نور حسین ص ۳۱ (بحوالہ مقام صحابہ ۲۱)

و بہمہ حال رفتن محمد و بردن ابو بکر بے فرمان خدا نہ بود  
 (مجالس المؤمنین مجلس پنجم)

## مصاحب و رفیق ہجرت

بہر صورت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے جانا بغیر  
 حکم خدا نہ تھا۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا :- ترا امر کہ وہ است کہ ابو بکر را ہمراہ خود بہر می (حیات القلوب جلد ۲ ص ۳)  
 اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ (ہجرت میں) ابو بکر  
 رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو بذریعہ وحی حکم فرمایا۔

وامرک ان تستحب ابو بکر

کہ ہجرت میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مصاحب بناؤ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

ارضیت ان تكون يا ابوبكر تطلب كما اطلب وتعرف بانك انت الذي تجنني على

ادعيه فتحمل على انواع العذاب

اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم راضی ہو کہ میرے اس سفر ہجرت میں میرے ہمراہی ہو کہ جس طرح کفار قریش مجھے قتل کرنے کے لئے تلاش کریں اسی طرح تم کو بھی قتل کے لئے تلاش کیا جاوے اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تم نے ہی مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے۔ جس کا میں دعویٰ کرتا ہوں اور میری رفاقت کے سبب تم پر بھی طرح طرح کے عذاب ہوں۔ جو اباً حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

يا رسول الله انا لو عشت عمر الدنيا اعذب في جميعها اشد الله العذاب لا ينزل على موت مريح ولا فرج يتبع و كان ذلك في محبتك لكان احب الي من ان اتنعم فيهما و انالك لبيع مماليك ملوكها في مخالفتك وما اهلي و ولدي الا فداؤك  
يا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تو وہ شخص ہوں کہ آپ کی محبت کی خاطر سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہو جاؤں اور قیامت تک ان میں پھنسا رہوں تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں۔ میرے جان و مال اور اہل و عیال سب کے سب آپ پر قربان ہوں حضور اکرمؐ نے خوش ہو کر فرمایا :-

لا جرم ان اطلع الله على قلبك و وجد ما فيه موافقا لهم لما جرى على لسانك

جعلك مني بمنزلة السمع والبصر والرأس من الجسد و بمنزلة الروح من البدن۔

(تفسیر امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ : تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور اس نے تیرے دل کی بات تیری زبان کے موافق پائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میرے لئے صادق المحبت راسخ الاعتقاد جان نثار و فادار اور کامل مومن پایا۔ بالیقین اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے بنایا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

ثانی اشین اذہما فی الغار کی تفسیر میں امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کا سفر مشکلات ایذاؤں اور صعوبتوں کا سفر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہجرت میں رفاقت سفر کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا۔ (تفسیر حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

لا تحزن ان اللہ معنا کے زیر تشریح حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب بنی علیہ السلام غار میں تھے تو آپ نے فرمایا میں ایک کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر اور اس کے ساتھی ہیں (ہجرت حبشہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھائیے تو بنی علیہ السلام نے ان کی آنکھوں پر مسح کیا پس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جعفر اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔

(ترجمہ تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۱۰۷)

شب ہجرت جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا (حملہ حیدری سے مختصراً) بہ تغیر الفاظ یہی مضمون دیکھئے :- (غزوات حیدری - مرزا باذل)

ولا یاتل اولوالفضل منکم

(آیت سورہ نور) کے ضمن میں

## افضلیت و فضائل

یہ آیت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مسطح آپ کا غریب رشتہ دار تھا جسکی وجہ سے آپ سے ہمیشہ کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ واقعہ انک کے بعد انہوں نے وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کاش تاش والے اور فضل والے (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں (تفسیر مجمع البیان ۱۳۲/۴)

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم قد افنہ من زکھا، الذی جاء بالصدق وصدق بہ

کی تشریح میں۔ ان احسن الناس علی صحبتہ و مالہ ابوبکر (تاریخ جہاد کتاب ۲ ص ۵۲۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت و احسان اپنے مال سے مجھ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوة ولكن لشي قد نبه صدره

(مجالس المؤمنین ص ۸۹ طہران نور اللہ شترى)

یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبقت و فضیلت صوم و صلوة سے ہی نہیں بلکہ ان کے دل  
کی عقیدت و اخلاص کا ثمرہ ہے۔

امام محمد تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر  
نہیں لیکن ابوبکر صدیق فاروق اعظم سے افضل ہیں۔ (ترجمہ احتجاج طبرسی ص ۲۵)  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لی وزیران من اهل السما و جبرائیل و میکائیل و وزیران من اهل الارض ابوبکر  
و عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آسمان والوں میں میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین والوں میں دو وزیر (حضرت)  
ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (الحديث الفخری اردو ص ۳۱)  
حضرت علی و وزیر رضوان اللہ علیہم نے فرمایا کہ ہم نے سوائے اس مشورہ کے کوئی اور فیصلہ  
نہیں کیا کہ ابوبکر۔

ابوبکر احق الناس بها انه لصلح الغار وانا لنعرف له سنه، ولقد امر رسول الله  
صلى الله عليه وسلم بالصلوة وهو حي“ (شرح ہجرت البلاغة جز ۵ ص ۲/۵)

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنوں میں سے یقیناً سب سے زیادہ (خلافت) حقدار جانتے ہیں  
کیونکہ وہ صاحب غار ہیں، ہم ان کے خصائل سے واقف ہیں (خصوصاً) جب کہ حضور اکرم نے اپنی  
حیات مبارک میں ان کو امامت نماز کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت امام جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا :-

هما امامان عادلان قاسطان كانا على الحق ومانا عليه فعليهما رحمة الله يوم القيامة

(رسالہ ادلہ لقیہ مولفہ سید محمد مجتہد)



وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امام عادل و منصف تھے اور حق پر تھے اور حق پر ہی وہ فوت ہوئے۔ بروز قیامت ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی۔

بیعت رضوان کے سلسلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے سلسلہ میں ہوئی اور حضرات ابوبکر عمر علی و دیگر قریباً چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ بیعت کی تو ان کے لئے :-

آنحضرت فرمود بدوزخ نزدیک کے ازاں مومنال کہ او زیر شجر بیعت کردند و ان را بیعت رضوان نام نہادہ اند و بیعت آن کہ حق تعالیٰ در حق ایشان فرمود "لقد رضی اللہ عن المومنین اذ بیالعیونہ تحت الشجرة" (غلاصہ المنہج علامہ کاشانی)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے سب کے سب جنتی ہیں اور اس بیعت کو بیعت رضوان کا نام دیا۔ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خطاب دیا (ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شمولیت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں) درال روز ہزار و چہار صد کس بودیم در آن روز من از حضرت شنیدم کہ آنحضرت خطاب بنخاطر ان فرمودہ کہ شما بہترین اہل روئے زمین اند ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکشت نہ نمود مگر اجد بن قیس کہ آن منافق بیعت خود را شکست (")

یعنی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ اس دن ہم چودہ سو صحابہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تمام روئے زمین کے رہنے والوں سے بہتر ہو۔ ہم نے اس دن بیعت کی اور ان میں سے کسی نے بیعت نہیں توڑی، سوائے اجد بن قیس منافق کے۔

طائفہ از معاف کوفہ بازید بیعت کردہ بودند در خدمت حضور یافتہ گفتند، رحمک اللہ در حق ابوبکر و عمر چہ گوئی؟ فرمودہ در بارہ ایشال جز بخیر سخن نہ کنم و از اہل خود و نیز در حق ایشال جز سخن خیر نہ شنیدہ ام... با بجلہ زید فرمود ایشال را بر کسے ظلم و ستم نہ اند و بکتاب و سنت رسول کار کردند، نسخ التواریخ از مرزا تقی لسان الملک (۲) صاحب عمدۃ الطالب تحت اخبار زید نے اس کی توثیق کی، یعنی کوفہ کے مشہور ترین لوگوں کے گروہ نے جس نے حضرت زید (ابن زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت کی تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں کہتا اور اپنے اہل خاندان سے بھی میں

نے ان کے بارے میں سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہیں سنا..... حاصل یہ کہ حضرت زید نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی پر ظلم و ستم نہیں کیا اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر کار بند رہے۔

ثم ان المسلمين من بعده استخلفوا به اميرين الصالحين عملاً بالكتاب والسنة ولحنا السيرة ولم يعدوا السنة

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے دو نیک امیروں کو آپ کا جانشین (خلیفہ) مقرر کیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ اچھی نصیحت اختیار کی اور سنت سے تجاوز نہ کیا ظاہر ہے اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔ (مکتوبات حضرت علی رضی اللہ عنہ، ص ۵۲ بحوالہ طبری۔ النجوم الزہرہ شرح ابن اثیر)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،...

ترجمہ:- تمہارے گمان میں اسلامی فضیلت اور خدا و رسول اللہ کی خیر خواہی میں سب سے

افضل خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تھے۔ میں

حلیفہ کہتا ہوں۔ ان کان مکافہما فی الاسلام تعظیماً۔

بے شک اسلام میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ (مکتوبات علی ص ۸۲ بحوالہ عقد الفرید۔ منہج البلاغہ

شرح ابن ابی حدید کتاب الصیفین)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،...

(اے معاویہ، اگرچہ تم شام میں تھے لیکن میری بیعت مدینے میں تم پر لازم آگئی کیونکہ میرے

ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی تھی جنہوں نے ابو بکر عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے کی تھی

اور یہ بیعت بھی اسی خلافت پر تھی جس پر یہ لوگ پہلے خلفا کی بیعت کر چکے تھے۔ اس کے بعد پھر نہ کسی

حاضر کو کوئی اختیار باقی رہا اور نہ کسی غائب کو حق استرداد اور حقیقت میں شوریٰ کا حق بھی مہاجرین و

انصار ہی کا ہے جب وہ کسی شخص پر اتفاق کریں اور امام بنالیں تو اس کو خدا کی پسند اور رضا سمجھنا چاہیے

مکتوبات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الامامة والسياسة اخبار الطوال، تذکرہ خواص الائمة منہج البلاغہ۔

شرح ابن حدید وغیرہ۔

اس مکتوب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے خلافت کے اصول کا ذکر فرمایا ہے کہ

خلیفہ انصار اور مہاجر منتخب کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے خلفاء ثلاثہ کو منتخب و تسلیم کیا۔ خلفاء ثلاثہ برحق تھے۔ جس شخص پر مہاجر و انصار کا اتفاق ہو جائے وہی امام ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسند سمجھا جائے گا بالفاظ دیگر مامورین اللہ سمجھ کر اس کی اطاعت کی جائے گی اس سے روگردانی ناجائز اور خلاف اسلام ہوگی۔ (ابوالحسن رضوی)

کہ خورشید بعد از رسولان مہ  
نہ تا بد بر کس ز لبو بکر بہ

(شاہنامہ فردوسی)

(حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ یہ آفتاب انبیاء و رسل کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کسی شخص پر نہیں چمکا)

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفؤاد (معانی الاخبار لابن بابویہ القمی تفسیر حسن عسکری پارہ اول)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نزدیک منزلہ کان اور عمر بمنزلہ بصارت و عثمان بمنزلہ دل کے ہیں۔

پس جبرائیل نازل ہوئے اور ان کا قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور از جانب خدا مامور گردانید آنحضرت را کہ ابو بکر را با چہار ہزار سوار مہاجر اور انصار بہ جنگ ایشان بفرستد۔ (حیات القلوب جلد دوم۔ بحوالہ نصیحة الشیخہ ۲۲۳)

خدا کی طرف سے حضرت کو مامور فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار مہاجرین و انصار کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے بھیجیں۔

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو انصار و مہاجرین پر سالار لشکر بحکم خدا حضور اکرم نے مقرر فرمایا۔

قریش کے ایک نوجوان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا یا حضرت میں نے آپ سے ابھی خطبہ میں فرماتے سنا ہے۔

اللهم صلحنا بما صلحت به الخلفاء الراشدین فمن هما قال جیبانی و عماد  
ابوبکر و عمر اماما الهدی و شیخنا الاسلام و رجلاً قریش و المقتدی بہما بعد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اقتدی بہما عصم و من اتبع آثار  
ہما ہدی الی صراط مستقیم۔

ترجمہ: اے میرے اللہ ہم پر اسی طرح مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی و کرم تو نے  
خلفاء راشدین پر فرمایا ہے تو وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا وہ میرے  
پیارے اور تیرے چچا ہیں۔ ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم وہ دونوں ہدایت کے امام ہیں اور دونوں  
اسلام کے پیشوا۔ دونوں قریش کے مردوں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت  
کے مقتدا اور پیشوا جس نے انکی پیروی کی وہ جہنم سے بچ گیا اور جس نے ان کی اقتداء کی اس نے  
صراط مستقیم کی ہدایت پائی۔

مختصراً علی (زین العابدین) ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عراقی حاضر ہوئے  
اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں بڑے الفاظ استعمال کرنے لگے حضرت  
نے ان سے پوچھا کیا تم مہاجرین اولین سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھروں  
اور مالوں کو چھوڑ آئے جو اللہ اور رسول کی مدد کرتے تھے اور وہ سچے تھے تو ان عراقیوں نے عرض  
کیا نہیں تو پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنے ان مہاجر بھائیوں  
کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا اور جو کچھ ان مہاجرین کو دیا گیا تھا اس پر اپنے  
دل میں کوئی کدورت نہ رکھتے تھے اور اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے حالانکہ وہ خود بھی  
حاجت مند تھے تو عراقیوں نے عرض کیا نہیں یعنی وہ مہاجرین اور انصار میں سے نہیں ہیں  
تو آپ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں (جبکہ تم پہلی جماعتوں میں سے نہیں ہو)

وانا اشہد انکم لستم من الذین قال اللہ فیہم:

والذین جاؤا من بعد ہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا۔ اخرجو عنی فعل اللہ بکم (کشف الغمۃ ۱۹۹)

(مطبوعہ ایران)

کہ تم ان مسلمانوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ سبقت لے چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض، کینہ، حسد یا عداوت نہ ڈال یہ فرما کر آپ نے حکم دیا کہ میرے یہاں سے نکل جاؤ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔  
 (یعنی حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرات شیخین کریمین ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے بدگو منہ لگانے کے قابل نہیں۔)

ان علیاً علیہ السلام قال فی خطبہ خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہما ابوبکر و عمر  
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

بعض روایتوں میں تفصیلاً آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ  
 ان رجلاً تناول ابابکر و عمر بالشیعۃ فدعی بہ و تقدم  
 بعقوبۃ بعد ان شہدوا علیہ بذالک  
 (حوالہ مذکور)

ایک شخص نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں سب کیا ہے تو  
 آپ نے اسکو طلب فرما کر بعد شہادت سزا دی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان۔

فی ابی بکر رحمہ اللہ - ابابکر کان واللہ للفقرا رحیماً وللقران تالیماً  
 وعن المنکر ناہیاً والدیئینہ عارفاً ومن اللہ خائفاً وعن منہیات زاجراً  
 وبال معروف آمراً وباللیل قائماً وبالنہار صائماً فاق اصحابہ ورعاً  
 وكفاً وسادہم زہداً وعفاً فضب اللہ علی من ینقصہ ویطعن علیہ (ناخ التواریخ ج ۵ کتاب ۲  
 ۱۳۳۵ - ۱۳۷)

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رحمت فرمائے اللہ کی قسم وہ فقیروں کے لئے  
 رحیم تھے۔ قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے بڑی باتوں سے منع کرنے والے دین کے عالم  
 اللہ سے ڈرنے والے بڑے کاموں سے منع کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے۔ تمام صحابہ  
 پر پرہیزگاری اور تقویٰ میں فوقیت رکھنے والے دنیا سے بے رغبتی اور پاکدامنی میں سب سے

بڑھے ہوئے تھے ان کی تنقیص شان کرنے والے اور ان پر طعن کرنے والے پر اللہ کا غضب ہو۔

بزمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی اور انکی اولاد سے تعلقات: حضرت محمد  
باقر رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں۔

ان ابوبکر و عمر و عثمان کا نوایر فعون الحدوئے علی بن ابی طالب علیہ السلام

(جعفریات مطبوعہ طہران ص ۱۳۳)

بے شک ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم نے حدود کے فیصلے اپنے اپنے زمانہ خلافت میں  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر رکھے تھے۔

وکان من یؤخذ الفقه فی ایام ابی بکر علی بن ابی طالب۔ عمر بن خطاب

معاذ بن جبل۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت و عبد اللہ بن مسعود،

تاریخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن جعفر

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں (حضرات) علی عمر معاذ  
ابی بن کعب زید عبد اللہ رضوان اللہ علیہم سے فقہی مسائل دریافت کئے جاتے تھے۔  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں "الصہبا" نامی ایک  
لونڈی عنائٹ قبائل بنی تغلب سے حاصل ہوئی جو آپ نے حضرت علی کو عطا فرمائی جس سے  
ایک لڑکا عمر اور لڑکی رقیہ توام پیدا ہوئے یہ لونڈی حضرت خالد بن ولید لائے تھے۔

واما عمرو رقیة فإنتھما سبیتة من تغلب یقال لھا الصہبا سبیت فی خلافة  
ابی بکر و امارة خالد بن ولید بعین التمر

(شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید اولاد علی) (عمدة الطالبین فی انساب آل ابی طالب)

محمد بن حنفیہ امہ خولة بنت جعفر بن قیس وھی من سبى اهل الردة (عمدة الطالب)  
جنگ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرکردگی خولہ بنت جعفر بن قیس  
قید ہو کر آئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کو عنایت فرمائی جس سے محمد بن  
حنفیہ تولد ہوئے۔

در روایات شیعه وارد شدہ است کہ چون اسیراں را بہ نزد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردند

مادر محمد بن حنفیہ آنہی بود (رحمۃ الیقین ملا محمد باقر مجلسی)

شیعہ روایات کے مطابق جب راہل رودہ کے اسیروں کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا گیا تو محمد بن حنفیہ کی والدہ انہیں میں سے بھتی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی گئی (جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ روم کا قصد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب کیا ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی۔ حضرت علیؑ نے کہا۔

فاشاران يفعل فقال ان فعلت ظفرت فقال بشرت بخيره (تاریخ یعقوبی)

تو انہوں نے یہ کام کر ڈالنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ (انشاء اللہ تعالیٰ) ظفر یاب ہونگے جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے اچھی بشارت دی۔

ناسخ التواریخ میں بھی تفصیلاً یہی لکھا ہے۔

مروری عن جعفر بن محمد انه كان يتولاهما ويأتي القبر فيسلم عليهما مع

تسليمه على رسول الله صلى الله عليه وسلم -

کتاب الثانی سید مرتضیٰ الہدیٰ و شرح نہجۃ البلاغۃ لابن الحدید

یعنی حضرت جعفر الصادق حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوستی و مؤدبت رکھتے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری دیتے تو حضور اکرم کے ساتھ ان پر بھی سلام پیش کرتے۔

جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت بی بی فاطمہ الزہرا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا۔

اے ابو تراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے جاؤ ابوبکر و عمر و طلحہ رضوان اللہ علیہم کو بلا لاؤ پس جناب امیر گئے اور ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو بلا لائے۔

(اردو جلاء العیون جلد اول ص ۳۱۵)

یعنی گھر بلیو جھگڑوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نزدیک ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہترین مصالحت کرنے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹوں  
حضرت علی کی اولاد کے نام۔ ابو بکر: بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان رکھے جن میں ابو بکر و عثمان کربلا میں حضرت  
امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ تاریخ سلاطین اسلام ص ۲۹ بحوالہ فیض الاسلام علی مرتضیٰ نمبر ۶۳  
تاسم فرزند حسن کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں  
سے ابو بکر و محمد عثمان عباس فرزندان امیر المومنین...

(جلائعین جلد دوم ص ۱۴۲)

شہادت فرزند ان جناب امیر... اول عبداللہ فرزند جناب امیر کہ ان کو ابو بکر کہتے ہیں  
میدان کارزار میں پہنچے ان کے بعد عمر بن علی ان کے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ ان کے بعد  
عثمان بن علی میدان میں گئے۔ (ص ۱۹۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ابو بکر کا ذکر مقال الطالبین کتاب الارشاد  
شیخ مفید کشف غمہ عمۃ الطالب اور جلاء العیون وغیرہ میں ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابو بکر (مسعودی)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابو بکر (تاریخ یعقوبی دقعی)

حضرت موسیٰ کاظم کے لڑکے کا نام ابو بکر (کشف الغمہ)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں نے اپنی اولاد کے نام بوجہ اس  
خصوصی محبت کے جو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان بزرگوں کی  
تھی۔ ابو بکر رکھے۔

خدا ایشان را از کرسنگی کشد و ایشان

اجماع بر خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ را برگزای جمع نمی کند۔

ات القلوب ملا باقر جلد ۲/۱۳۳

یعنی اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو بھوک سے ہلاک نہ فرمائے اور نہ ہی گمراہی پر جمع کرے گا اس سے  
اجماع امت کو برحق ثابت کیا گیا اور حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت و ہدایت و خلافت اور جملہ صفات



حسنہ وخصائص پر اجماع امت ہے۔

بے شمار مہاجرین و انصار امر خلافت ظاہر میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ قرار پائے...  
اور اکثر مہاجرین و انصار نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔

(جلاء العیون اردو جلد اول ص ۲۰)

مردم اتفاق کردہ است کہ حضرت رسول رادر بقیع - دفن کند و ابو بکر پیش ایتدوبہ آنحضرت نماز

کند ر حیات القلوب ۱۶۸۱

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر اتفاق مسلم ہے

اور یہ کہ وہ جنازہ حضور اکرم کے وقت خود موجود تھے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے جانشین کے بارے وصیت فرمانے کے لئے  
عرض کیا گیا تو فرمایا کہ جب حضور اکرم نے اپنی خلافت کی وصیت نہیں فرمائی تو میں کیسے وصیت  
کروں۔ البتہ حضور اکرم نے یہ فرمایا کہ اللہ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے صحابہ کا اجماع میرے  
بعد ان میں سے سب سے اچھے شخص پر ہو جائے گا۔

قال ما اوصی رسول الله عليه وسلم فاوصی ولكن قال ان اراد الله

خیراً فیسجدہم علی خیرہم بعد نبیہم

(تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

جیسا کہ نبی کے بعد سب سے اچھے آدمی پر اجماع ہو گیا۔

حضور اکرم نے فرمایا بے شک میری امت متفرق ہوگی بہتر فرقوں پر۔ اکثر فرقے ہلاک ہونگے  
اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔ لوگوں نے پوچھا۔

یا رسول الله من تلك الفرقة قال الجماعة الجماعة الجماعة

خصال ابن بابویہ مطبوعہ طہران جلد ۲

یا رسول اللہ وہ نامی فرقہ کون سا ہوگا تو آپ نے فرمایا جماعت۔ جماعت۔ جماعت۔

الزموا سواد الا عظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم والفرقة۔ فان

الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الامن دعا الی هذا

شعارنا قتلوه ولو کان تحت عما متی هذا۔

بڑے گروہ کے ساتھ ملے رہو۔ جماعت کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے خبردار! فرقہ بندی سے بچے رہنا جو شخص جماعت سے الگ ہو جاوے وہ شیطان کے قابو میں آجاتا ہے جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھڑیے کی غذا بن جاتی ہے۔ خبردار! جو شخص فرقہ بندی کا داعی ہو اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میری ہی دستار کے نیچے ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق جماعت کے ساتھ وابستگی لازمی اور علیحدگی ناجائز اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع امت اظہر من الشمس لہذا اس کا منکر واجب التعزیر ہوا۔ (ابوالحسن رضوی)

**امامت و خلافت :-** قوم کی امامت وہ کرائے جو ان سب میں قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر اس وصف میں برابر ہوں تو جو ہجرت میں مقدم ہو۔ اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور اگر عمر میں بھی برابر ہوں تو جو سنت پیغمبر میں زیادہ عالم ہو اور تفقہ دینی میں اسے برتری حاصل ہو۔

(ترجمہ فروع کافی جلد ۲۲ لکھنؤ)

فلما اشتد به المرض امر ابا بکر ان یصلی بالناس بعد ذالک یومین  
ترجمہ :- جب آنحضرت پر مرض کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو آپ نے ابو بکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دو یوم تک نماز پڑھاتے رہے۔ (در نجفیہ شرح منجہ البلاغت مطبوعہ ایران ص ۲۲۵)

لقد امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلوة بالناس وهو حي

منج البلاغت ابن ابی الحدید جزء ۵/۲۱

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ زندہ تھے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

ثم قام وتنهياً للصلوة وحضراً لمسجد و صلى خلف ابی بکر :-

(احتجاج طبرسی ص ۶ و تفسیر قمی)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد حاضر ہوئے اور

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔  
(ذکر کردہ مضمون)

مرآة العقول شرح الاصول والفروع مع محمد باقر اصفہانی ص ۳۸۸

قرآن مجید مترجم از مقبول احمد ضمیمہ ص ۴۱۵

جماعت اہل دین نے عقب میں ان کے (ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صفت باندھی چنانچہ شاہ  
لافتی (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے۔ (غزوات حیدری اردو ص ۶۲۴)

اس کتاب میں پہلے تو چاروں خلفاء راشدین ابو بکر عمر عثمان علی رضوان اللہ علیہم کی حکومتوں  
کا ترتیب وار ذکر ہے (الفخری اردو مؤلفہ محمد علی ابن علی بن طباطبا اثنا عشری شیعہ م ۱۳۵)

پہلی چار خلافتیں... ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان۔ علی ابن ابی

طالب رضوان اللہ علیہم) ہر حیثیت سے دنیوی جاہ کی بہ نسبت دینی مرتبے سے زیادہ مشابہ  
تھیں... سیرۃ کا یہ انداز دنیوی بادشاہوں جیسا نہیں بلکہ نبوت اور اخرویت سے زیادہ  
مشابہ ہے۔ (الفخری ص ۳۲-۳۳)

سب سے پہلی (اسلامی) حکومت یعنی خلفائے اربعہ کی حکومت کی ابتداء  
خلافت راشدہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوئی یعنی  
ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے آغاز ہوا جو ۱۲ھ میں ہوئی اور اختتام  
امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد ہوا جو شکستہ میں واقع ہوا  
یہ خوب سمجھ لیجئے کہ یہ حکومت دنیوی حکومتوں کے طرز پر نہ تھی اور یہ نبوی امور اور اخرویی  
احوال سے زیادہ مشابہ تھی۔ حتیٰ یہ ہے کہ اس حکومت کا انداز انبیاء کا انداز اور اس کا طرز اولیاء  
کا طرز رکھتا تھا۔ اور فتوحات بڑے بڑے فرمانرواؤں کی سی تھیں۔ ان کی زندگی میں جفاکشی تھی  
کھلنے پینے میں انتہائی اختصار تھا... ان کا کھانا معمولی سے معمولی فقیروں جیسا تھا...

ان خلفاء کا کھانا اور کپڑے میں یہ اختصار نہ کسی محتاجی کی وجہ سے تھا اور نہ اس لئے کہ  
انہیں عمدہ کھانا اور کپڑا نصیب نہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہ اس لئے تھا کہ غریب رعایا کی امداد اور اپنی شہوت  
نفس کو دبانے مقصود تھا اور وہ ریاضت کے طور پر اس زندگی کے عادی بننا چاہتے تھے ورنہ

انہیں سے ہر ایک کے پاس کافی دولت نخلستان-باغ اور دوسرے سامان موجود تھے یہ سب کچھ نیکی اور تقرب خداوند کی راہ میں صرف کر دیتے تھے۔ ان خلفاء کی فتوحات اور جنگوں کا کیا ٹھکانہ ہے ان کے گھوڑے افریقہ اور خراسان کی آفری حدود تک پہنچ گئے اور دیباؤں کو عبور کر گئے (الفخری ص ۹۱-۹۲)

یہ پہلی اسلامی حکومت تھی (خلافت صدیقی) اس میں پہلی جنگ اہل ردہ (مرتدین) کی جنگ تھی.... حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مرتدین کے ہر گروہ کے لئے ایک ایک حبش تیار کیا۔ جو جا کر ان سے برسہا برسہا ہوا۔ فتح اسلامی لشکروں کو ہوئی اور ان مرتدین کو قتل یا قید کیا گیا۔ جو بچ گئے وہ اسلام لے آئے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے (الفخری ص ۹۳)

(سلسلہ مسلمہ کذاب و سجاح)

جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ نے ایک حبش اسلامی کو جس کے امیر خالد بن ولید تھے بھیجا جنگ ہوئی اور ایسی خونریز جنگ ہوئی جو اہل اسلام نے اب تک نہ دیکھی تھی۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسلمہ قتل کیا گیا۔ اور اسی غلبے کا نتیجہ فتح شام بھی تھی۔ (الفخری ص ۹۴)

میرے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ (حیات القلوب ۱۲/۵۵۹)

نبی کریم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن غمگین بیٹھی حدیث: تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کو غمگین پا کر فرمایا کیا تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ میری وفات کے بعد میرے جانشین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ان کے بعد تمہارے والد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے جانشین ہوں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا! میرے اللہ علیم وخبیر نے مجھے بتلایا۔

(تفسیر صافی۔ بحوالہ تفسیر ترمذی۔ تفسیر ہانی۔ تفسیر مجمع البیان۔ حیات القلوب زبیر سورہ تحریم) بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ص ۳۸۲  
امام جعفر صادق نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا۔ دونوں کے دونوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل امام تھے۔ حق پر ہی زندگی گزارنی اور حق پر ہی دنیا سے تشریف لے گئے۔ قیامت

کے دن دونوں پر رحمت ہو۔ (احقاقِ حق ص ۱۴)

حضرت علی کی اقتداء حضرت صدیقؓ: کشیدند صف اہل دین از قضا  
درال صف ہم استاد شیر خدا

یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جب اہل دین نماز کے لئے صف بستہ ہوئے تو ان میں  
حضرت علی شیر خدا بھی کھڑے ہوئے (حملہ حیدری ص ۲۹)

پھر وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے  
اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے (ضمیمہ حاشیہ مقبول احمد شعی ضام)  
حَضْرُ الْمَسْجِدِ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ (مرآة القول شرح اصول)

حضرت علیؓ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔  
ثم قام وتهدى للصلاة وحضر المسجد وقف خلف ابي بكر وصلى تغيرت علي بن ابي بكر  
پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر  
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

قام تهدياً للصلاة وحضر المسجد وصلى خلف ابي بكر (احتجاج طبرسی ص ۵۳)  
بہ ارادہ نماز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور مسجد میں حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی  
وكان على عليه السلام فيصلي في مسجد الصلوات الخمس  
کتاب السليم بن قيس العامري الهلالي  
حضرت علی علیہ السلام نماز خمسہ مسجد میں پڑھتے تھے۔

وان ادعى صلوة مطهر للاقتداء فذالك مسلم لانه الظاهر (تلخیص الثانی)  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز میں پڑھنا مسلم  
ہے۔ کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے۔

بیعت حضرت علیؓ: ثم تنازل ابي بكر فبايعه (احتجاج طبرسی مطبوع نجف ص ۵۳)  
پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا  
اور ان سے بیعت کی۔

قال أسامة له هل باليعته فقال نعم يا أسامة  
 حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اسامہ۔ (ایضاً ص ۱۵۶)  
 ثم مدیدہ فبایعہ (الثانی شریف مرتضیٰ)  
 پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔  
 فالظاهر الذي لا اشكال فيه انه عليه السلام بايع مسدود اللش و فراراً من الفتنة۔

پس ظاہر وجہ جس پر کوئی اشکال نہیں اس بیعت کی یہ ہے کہ علی علیہ السلام نے (صدیق ...)

ہاتھ پر بیعت کر لی تاکہ شر رفع ہو اور فتنہ و فساد سے دوری ہو۔

عجیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر میں تھے کسی نے آکر  
 بتایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں آپ قمیض پہنے بغیر  
 چادر لئے فوراً بائیں خوف مسجد میں آئے کہ دیر نہ ہو جائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس  
 پہنچ گئے۔ (طبری جلد ۱ حصہ سوم)

بیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (بدست ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے

میں شرح نہج البلاغۃ درہ بخفیۃ کشف الغمہ حق الیقین۔ فروع کافی کتاب الروضہ میں موجود ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرماتے

وقت کہا:۔ فقد نظرت فی اعمالہم۔ وفکرت فی اخبارہم وسیرت

فی آثارہم۔ حتی عدت کاحدہم۔ (نہج البلاغۃ جلد ۲)

میں نے (خلفا پیشرو ملائکہ) کے اعمال پر نظر کی۔ ان کی اخبار پر غور و فکر کیا۔ ان کے نقش قدم پر

چلا حتی کہ میں بھی ان کی طرح (خلیفہ) ہوا۔

حضرت امام باقر فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی بیعت کر لی۔ فروع کافی کتاب الروضہ۔ ص ۱۳۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی کو فرمایا بیعت کن با ابو بکر پس

سلمان بیعت کرو۔ (حیات القلوب جلد دوم)

یعنی اے سلمان! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرو پس انہوں نے بیعت کی۔

مسجد نبوی کے درمیان مجمع عام میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور ان کی فضیلت ان کی سبقت فی الاسلام بیان کر کے بیعت کر لی۔ پس لوگ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا ابواحسن تم نے اچھا کیا اور خوب کیا۔

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب سید ذاکر حسین جعفر ص ۱۴)

(بحوالہ فیض الاسلام علی المطر تفسیر منبر ص ۴۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہونے کے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اعلان کیا کہ میں تم سے بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا؟ ہے کوئی تم میں سے مجھ سے بغض رکھنے والا؟ پس ہر بار سب سے پہلے حضرت علی کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے۔ خدا کی قسم میں تم سے بیعت نہیں توڑنے دوں گا اور نہ تم کو سرگزا اپنی بیعت فسخ کرنے دوں گا (تحفۃ الاحباب مذکور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنی بزرگی اور اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین منتخب کر لئے گئے۔ آپ کی دانائی فراست اور اعتدال پسندی مسلم تھی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کو حضرت علی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے تسلیم کر لیا۔ تاریخ اسلام امیر علی جسٹس ص ۴۲)

ترجمہ:۔ پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکر کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی۔ اور ان حوادث کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل (فتنہ ارتداد) راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر سے ناپسند کریں۔ ابوبکر ان امور کے والی رہے اور انہوں نے درستی اعتدال اور میان روی کا طریق اختیار کیا اور میں خیر خواہی میں ان کا دوست رہا۔ . . . ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا اور مجھے کبھی طمع پیدا نہ ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو کوئی حادثہ پہنچے اور امر خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے میری طرف لوٹ آئے۔

ترجمہ خطبہ کتاب منار الہدیٰ مؤلفہ شیخ علی الجبرانی ص ۳۷۲۔ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برضا و رغبت بیعت،

جنگ نہروان کے خاتمہ پر حضرت ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجر بن عدی عمرو بن اکحتم، عبداللہ بن وہب الراسی نے رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ میں تم کو ایک تحریر دوں گا جس میں ان کے بارے میں بیان کر دیا گیا تو وہ تحریر میرے سامنے لے کر پڑھ کر سنا دینا۔

اس تحریر میں بھی مذکورہ بالا بیان موجود ہے۔

الامامة والسياسة - نهج البلاغة - بحوالہ حضرت علی کے منوبات ص ۲۰۹ لاجرم نزدیک ابو بکر رفتہ و باو بیعت کردم (ناسخ التواریخ جلد سوم) میں نے ابو بکر کے پاس جا کر بیعت کر لی۔

فبایعت ابا بکر کما بایعتموه و کرهت ان اشق عصا المسلمین -  
امالی شیخ طوسی ۲/۱۳۱ طبع نجف

میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی جیسے تم نے کی اور مسلمانوں کی لامٹھی کو توڑنا کرود جانا۔ جنگ حمل کے بعد تقریر،

ابو بکر و عمر و سعد بن معاذ رضوان اللہ علیہم نے کہا اٹھو  
تزویر کج فاطمہ و کردار صدیق (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے کہیں فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگ دستی مانع ہو تو ہم ان کی مدد کریں... (حضرت علی نے کہا لیکن مجھے تنگ دستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔

(اردو جلاء العیون ص ۱۶۹ جلد اول) و بحار الانوار ملا باقر مجلسی

جناب امیر نے فرمایا ابو بکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے؟ (جلاء العیون جلد اول ص ۱۶۹) کتاب الامالی شیخ ابی جعفر الطوسی، (مختصرًا) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت فاطمہ کے رشتہ کے بارے میں عرض کرنے کی ترغیب دی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرات ہی نہ تھی (الزہرا مصنفہ خان بہادر اولاد حیدر فوق ص ۲) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ اے علی اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو۔



یہ سن کر میں گیا اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا۔۔۔۔۔ پھر ان میں سے (حضور اکرمؐ نے دو مٹھیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ، کو دیں کہ بازار میں جا کر کپڑا وغیرہ جو اثاثہ اہل بیت درکار ہے لے آئے۔۔۔۔۔) اور ایک جماعت صحابہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھیجا اور سب بازار پہنچے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے لیتا تھا۔

جب سب اسباب خرید چکے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سب اصحاب مذکورہ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ (جلال العلون جلد اول اردو ص ۱۷۱)

ترجمہ: رجب میں نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چار سو درہم (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لے لئے اور زرہ حضرت عثمان لے چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے پس میں زرہ اور درہم لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور زرہ اور درہم آپ کے آگے رکھ دیے۔ حضرت عثمان کا یہ سارا ماجرا عرض کر دیا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی اور ایک مٹھی بھر کر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کے حوالے کی کہ بازار سے میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے لئے مناسب سامان لاؤ۔ (کشف الغمہ ۱۰۷ ترجمہ رسالہ شان عثمان ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ نے مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دوں۔ پس تم ابو بکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم اور اتنے انصار کو میرے پاس بلا لاؤ میں ان کو لے آیا اور وہ آکر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ تو رسول کریمؐ نے خعب فرمایا۔۔۔۔۔ میں تم کو گواہ مٹھراتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا۔ (کشف الغمہ ص ۱۷۱)

شان عثمان ص ۱۷۱  
چوبگذاشت چندے بدیں داوری  
یکے روز افتند نزد علی!  
زیاراں مخصوص او چند تن  
بگفتند اے شمع انجمن  
دریں کار خیر او لیت تراست  
سکونت دریں خطبہ چندی چراست

رو از خدمت سید انبیاء  
 بکن خواستگاری خیر النساء  
 پاسخ جنین گفت لیسوب دین  
 کہ دارم دو مانع بر آدام این  
 نخست آنکہ شرم آیدم از نبی  
 دوم خامشتم کردہ دست تہی  
 بر ترغیب یاران عسلی ولی  
 بروز دگر رفت نزد نبی

(محلہ حیدری مرزا باذل جلد اول)

ان تمام حوالہ جات نیز دیکر کتب۔ الامالی شیخ ابی جعفر طوسی، مناقب خوارزمی، مناقب  
 ابن شہر آشوب، کشف الغمہ بحار الانوار، وغیرہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
 کانکاح حضرت نبی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے تبرغیب حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ  
 عنہم ہوا اور حق مہر کی رقم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی اور یہی لوگ نکاح کے  
 گواہ قرار پائے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ  
 نکاح کیا۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت فاطمہ الزہرا میں تنازعہ ہوا تو  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کو ہی تصفیہ کے لئے بلوایا۔

حضرت جعفر الصادق سے روایت ہے کہ

ان الانبیاء

ان العلماء ورثة الانبیاء

قصہ باغ فدک و ابو بکر صدیق

لم یورثوا درہما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثہم  
 (اصول کافی کتاب العلم مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰۱)

انبیاء کے وارث علماء ہیں اس لئے کہ انبیاء نے میراث نہیں دی درہم و دنیا میں

اور نہیں میراث دی انہوں نے مگر احادیث۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک سے تمہارا قوت رکھ لیتے تھے اور باقی کو تقسیم کر دیتے اور اٹھاتے تھے اس میں سے اللہ کی راہ میں اور تمہارے لئے ۔۔۔۔۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔ تو اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد لے لیا۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فدک کی پیداوار کو لیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ پھر ابو بکر کے بعد کے خلفاء نے یہی کیا۔ یعنی حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے۔ (منہج البلاغت شرح مطبوعہ طہران ج ۳) (درہ بخفیہ شرح منہج البلاغت)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نبی فاطمہ الزہرا سے فرمایا۔

واموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم۔ آنچه خواہی بگیر۔ تو سیدہ امت پدر خودی و شجر طیبہ از ہوائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد۔ و حکم تو نافذ است در اموال من اما در مسلمانان مخالفت پدر تو نمی توانم کرد (حق الیقین شروع کافی جلد ثالث کتاب العصایا)

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میرے مال سے جو چاہو لے سکتی ہو۔ اور تمہارا حکم میرے مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ کے والد کے طریق کے خلاف نہیں کر سکتا۔

ترجمہ: کثیر النوا کہتا ہے کہ میں نے ابی جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے عرض کیا کہ اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ فرمائیں کہ کیا ابو بکر و عمر نے آپ کے حقوق میں کچھ ظلم کیا یا آپ کے حق کو ضائع کیا۔ فقال لا فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے تمام عالم کے نذیر (یعنی رسول کریم) پر قرآن مجید اتارا ما ظلمنا من حقنا مثقال حبة من خردل ہمارے حقوق کے متعلق ان دونوں نے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا۔

پھر میں نے عرض کیا کیا میں ان دونوں کے ساتھ دوستی رکھوں فرمایا ہاں! تو ان دونوں کے ساتھ دنیا و آخرت میں دوستی و محبت رکھ۔ (بروایت ابو بکر جوہری شیخہ شرح نہج البلاغت۔

ابن ابی اسحٰدید۔ بحث فدک، قال زید (بن علی بن حسین) لو رجعت الامم الى لقصيت فيه لقضاد ابی بکر (شرح نہج البلاغت حدیسی)

حضرت زید نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر یہ معاملہ فدک میری طرف آتا تو میں بھی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غلہ و سود آں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میداد و خلفاء بعد از وہم بر آن اسلوب رفتار نمود (شرح فارسی نہج البلاغہ از فیض الاسلام علی نقی، فلما وصل الی علی بن ابی طالب کلہم فی رد فدک فقال انی لا شیعی من اللہ ان ارد شیئاً منع منہ ابو بکر و میضاہ عسر و الشافی فی الامامۃ سید مرتضیٰ - علم الہدیٰ و شرح - نہج البلاغہ ابن اسحید،

فدک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس چیز کو لوٹا دوں جس کو (حضرت) ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جاری رکھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اے فاطمہ، رضی اللہ عنہا میرے ماں باپ تم پر قربان تم میرے نزدیک صادق ہو اور امین ہو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ وعید کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں تو سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لیس لعیہدالی فی ذالک (شرح ابن اسحید) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔

## وفات حضرت بی بی فاطمہ الزہرا و خدمات حضرت ابو بکر صدیق

وكان (علی) یحورنہما بنفسہ و تعینہ علی ذالک اسماء بنت عیس و حصہما اللہ (امالی شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی)

پس حضرت بو صیت او عمل نموده خود متوجہ تیمارداری اولود اسماء بنت عیس آن حضرت را درین امور معاونت می کرد (جلاء العیون ملا باقر مجلسی)

یعنی حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بیماری کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عیس نے تیمارداری کی۔ وکان علی یصلی فی المسجد الصلوات الخمس فلما صلی قال لہ ابو بکر و عمر کیف بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان ثقلت فسال عنہما

کتاب السليم بن قيس مطبوعه حيدرآباد

جب حضرت علی پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مزاج پر کسی فرماتے۔

حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ بعد وفات ان کی نعش کے لئے اس قسم کا تابوت بنایا جاوے کہ کپڑے کے نیچے بھی ان کے جسم کی حالت معلوم نہ ہو اور ان کو غسل بھی وہی دیں۔ اسلام میں یہ پہلا تابوت تھا جو اسماء بنت عمیس نے تیار کروایا۔ لہذا حضرت اسماء نے تیمارداری کے بعد تابوت بنوایا اور غسل دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی فاطمہ کی وصیت پر عمل درآمد کرنے کا حکم دیا (جلد العیون جلد اول اردو ص ۲۲)

کہ حضرت اسماء زوجہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ کتاب مناقب ابن شہر آشوب اور کشف الغمہ میں بھی موجود ہے۔  
حضرت بی بی فاطمہ الزہراء کی وفات پر۔

فا قبل ابوبکر و عمر تعزبان علیا ویقولون له یا ابا الحسن لا تسبقنا بالصلوة علی ابنة رسول الله ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعزیت کی اور کہا کہ دختر بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ میں جلدی نہ کرنا۔ کتاب السليم بن قيس الهلالي عامری۔

خلفائے راشدین میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ۳ھ میں آپ نے طبعی موت سے مدینہ میں وفات پائی۔ مرض یہ تھا کہ غار میں جو آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اسی کے زہر کا اثر نمایاں ہو گیا تھا آپ اپنی دختر اور زوج رسول یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آنحضرت کی وفات اسی حجرہ میں ہوئی تھی۔ اور میں سپرد خاک بھی کئے گئے تھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی آپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد نامزد کر کے اہل بیت کا خلیفہ بنایا۔ (الفخری ص ۱۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طویل خطبہ دیا اور آپ کے فضائل بیان کئے (شرح بہجۃ البلاغۃ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے اپنے میں سے دو نیک آدمیوں کو خلیفہ بنایا دونوں (ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما) نے قرآن کریم اور سنت نبوی اور اسوہ حسنہ پر عمل کیا۔ کوئی کام سنت کے خلاف نہیں کیا پھر وفات پا گئے اللہ ان پر رحم کرے۔ (ناسخ التواریخ ۲۲۴)

خدا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے اس نے کبھی کو سیدھا کیا اور جہالت کا علاج کیا اور سنت رسول کو قائم کیا بدعت کو پیچھے چھوڑا۔ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر گزر گیا۔ خوبی کو پایا۔ شرونا د سے پہلے ہی چلا گیا۔ خدا کی بندگی کا حق ادا کیا اور تقویٰ کو جیسا کہ چاہئے تھا اختیار کیا اور فوت ہو گیا (ترجمہ منہج البلاغہ - ص ۲۵ / مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو بکر صدیق کا جب انتقال ہو گیا تو آپ کی بیوہ اسمائت عیس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا۔ اسحاق کا لڑکا محمد سامحہ آیا جس کی حضرت علی نے بڑی محبت سے پرورش کی۔ تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاحباب - ص ۵۵ بحوالہ فیض الاسلام علی المرتضیٰ نمبر ۶۲)

## حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی

غلام رسول ازہر

امن الناس بر مولائے ماہم یقین پرور  
ز شمع حسن انوارش منور آل رخ انور  
ز آب رود کوثر، آل خلیفے خوش نظر گوہر  
کہ در بہمت عزیمت، پیل تن، کوہ گراں یکسر  
گل رعنا گلستانِ محبت، آل نظر پرور  
باؤ کافی رسول اللہ، آل مردِ غنی، ازہر  
وہ جس کا ہر نفس مثل صبا خوشتر، چمن پرور  
جو عبداللہ بنا ہے، عجد کعبہ سے وہ بخاور  
وہی ابو بکر رضی اللہ عنہ، وہی ایثار کا پیکر  
وہی صدیق اکبر ہے، مہ و خورشید سے بڑھ کر

کلیم اول سینائے ما، و مسازینہ نمبر  
نصیبش جلوۂ انوار رحمت ہر نفس یکسر  
سراپا آئینہ، عکس جمال و لبر خوشتر  
کہ در حسن و لطافت آل گل نازک ادا امر  
ز رافشاں نوریوں بر او خوشتر روزے، خوش نما نظر  
متاع زندگی نذر و لاش آل وفا خوگر  
وہ جس کے ذوق و شوق آرزو سے صبح جہاں پیدا  
عقیق محترم ہے، وہ رفیق محسن اعظم  
جو اذنیوں کی نگہبانی سے پہنچاتا جہان بانی  
ادب پروردہ حسن رفاقت دو دو ماں جس کا

ادب گاہِ محبت میں رُخِ زیبا ہے زیبا تر  
 حضر میں اور سفر میں ہے شریکِ کارِ پیغمبر  
 خدا کی رحمتیں اُس پر، علیؑ زید و خدیجہؑ پر  
 چڑھے اسلام کا سورج، رہے روشن روشن تر  
 رہائی سے بلالِ خوش اذال کی جو گرامی تر،  
 نہ آج آنے دی پر جسے کبھی ذاتِ پیغمبر پر  
 مجھے یارو، یقین حق یقین ہے اپنے صاحب پر  
 نظر سے دیکھتا جو آپ ہے، کرتا عیال ہم پر  
 سخن سازی نہیں اس میں، ہے سچا قول میں کبیر  
 سبھی تو شہ کیا جس نے نچھا اور اپنے ہادی پر  
 دُہی ثانی اتین "وہی فی النار" کا منظر  
 عقب میں جب رسول اللہ کے دشمن چڑھے سر پر  
 رسول اللہ نے جس کو تسلی آپ دی بڑھ کر  
 کہ ہے اک اک ادا اُس کی نظر افروز و جال پرور  
 سہرا قدس پر سایہ کر رہی تھی آپ کی چادر  
 محبت کے لطائف میں کوئی اس کا نہیں ہمسر  
 رفیق بدر، دکھلائے جو انمردی کے جو جو ہر  
 وہ جس کا قول فیصل معتبر خلقِ پیغمبر پر  
 وہ جس سے افکدہ ہمتاں کا چلا جھکڑ تھما کبیر  
 مصیبت بن کے رہ جاتی ہیں جھوٹی تہمتیں جن پر  
 وہی صدیق اکبر ہیں، حمیرا کے اب اطہر  
 وہ جس کی گفتگو تھی اعتماد افزا، سکوں پرور  
 یقین جس کا نظر افروز تھا رب محمدؐ پر  
 امیر ملت بیضا، ہمارے پیشوا، رہبر  
 مکمل کامل واکمل نمونہ، خوش نظر پیکر  
 کہاں ہے سادگی، خدمت میں ایسا خوش نظر پیکر

خدا کے آخری شہکار کا وہ والد و شہیدا  
 کبھی مکے کی گلیوں کا، مدینے کا کبھی ساتھی  
 جو انانِ عرب میں اولیں شاہد نبوت کا  
 سما یا جس کے سر میں رات دن بس ایک ہی سوا  
 غلاموں کا نگہبانا، چارہ گر، دور غلامی میں  
 وہ جس نے دین حق کی راہ میں سوختیاں جھیلیں  
 وہ جس نے واقعہ معراج کا سن کر کہا سب سے  
 رہا وہ مدتوں ہم میں، پلا ہے سدنے سب کے  
 اگر اس نے کہا سارے مظاہر اس نے دیکھے ہیں  
 رہ ہجرت میں آنحضرتؐ کا غار ثور کا ساتھی  
 وہ جس کا تذکرہ آیاتِ قرآن سے مشرف ہے  
 پریشاں کر گئی جس کو محبت کی فسادانی  
 کہا ساتھی سے "لا تخذن" خدا ساتھی ہمارا،  
 رفاقت میں رسول اللہ کی کامل ہو ایسا  
 سواری جب رسول اللہ کی پہنچی مدینے میں  
 کہ خوشنودی رسول اللہ کی مطلوب تھی اسکو  
 وہ اخلاص و وفا میں، پیکر یکتا شجاعت میں  
 وہ ام المومنین محبوب تھی جو ذاتِ اقدس کو  
 روئے نور جس کے واسطے قرآن میں آئی  
 وہ جس نے محضاتِ دہر کو حفظ و امان دی  
 وہ صدیقہ، عقیقہ، عائشہ جس کا جگر گوشہ  
 وہ جس کے ہوش تھے قائم، اٹھے جب ہوش یاروں  
 محمدؐ ہو گئے رخصت مگر اللہ باقی ہے  
 امامت سوئے دی جس کو دمِ آخر پیغمبر نے  
 وہ فیضانِ یافتہ حسنِ دلبتاں نبوت کا  
 خلیفہ ہو کے بھی جو بکریوں کا دودھ دوتہا تھا

خلافت کا تصور معتبر جس کی امارت پر  
 میں تم جیسا ہی انسان ہوں مگر تم سے نہیں بہتر  
 یہی راہ عمل رمز حکومت جس میں ہے مضمر  
 معنیوں کا محافظ تھا، قومی تھا جن کا آلہ  
 قومی کمزور تھے جس کے قریں، وہ معدلت گتر  
 وہ جس کی ہمت عالی پرارے روگئے نشد  
 نہ رو کے پرخطر میداں، اُسے گھائی نہ دشت وود  
 وہی جیش اُسامہ ہے، اُسامہ ہے سر لشکر  
 غبار آلود راہ حق میں تھے جس کے قدم بیکر  
 خوشا راہی سر رہے، خوشا اسوار خوش منظر  
 رکھا اس کو مُسلط آپ نے کفار کے سر پر  
 ہمیشہ گامزن تھا، تیز تر، خوش تر، خجستہ تر  
 نہ کہ اس کی اطاعت جو رہ حق سے چلے ہٹا کر  
 غلاموں بے نواؤں اور بیواؤں کا چارہ گر  
 کہ زندوں کا نئے کپڑوں پر حق مُردوں سے بڑھ کر  
 یہ کیا قول محکم ہے، یہ ہے کیا عمل خوشتر  
 کہ بیت المال کا حقہ تک تھا بارجاں آل پر  
 رفاقت میں ہیں مثل لکشاں، شمس و قمر، اختر  
 رفیق جلوت و خلوت، سر اپا عشق کا مظہر  
 وہ یار غار اُس کا، وہ رفیق محترم، ازہر

شہ بطما کا صاحب، ازہر بے کس کا مولا ہے  
 ہوں لاکھوں رحمتیں اُس پر، ہوں لاکھوں ہی سلام اس پر

رموز سلطنت میں قافلہ سالار ابرار  
 بنایا میں گیا حاکم ہوں گو، تم پر، سنو، لوگو  
 اگر بھنگوں رہ حق سے مجھے روکو، مجھے ٹوکو  
 کہا جس نے خیانت کذب، سچائی امانت ہے  
 نہ سینچے جب تک حقدار کو حق، مضطرب رہتا  
 وہ جس کے سامنے فتنے اٹھے اور سو گئے آخر  
 جہاد فی سبیل اللہ کا عقدہ کُشا ایسا  
 وہ جس کا ہر عمل ذاتِ نبی کا حسنِ آئینہ  
 چلا جو پاپیادہ ساتھ ساتھ اُس میر لشکر کے  
 وہ جس کو دیکھ کر ارض و سما سے یہ ندا آئی  
 جو سیف اللہ کا جو ہر شناس و قدر داں ایسا  
 اطاعت میں رسول اللہ کے نقش قدم پر وہ  
 وہ جس کا قول فیصل آج بھی ہے رہنما رہنا  
 غریبوں، بے سہاروں اور محتاجوں کا رکھوالا  
 کہا جس نے پُرانے پارچوں میں مجھ کو کفنانا  
 کوئی بڑھ کر کہے اس سے، کوئی بڑھ کر کہے اس سے  
 دم آخر انا شہِ بیچ کہ جس نے تھا بھجوایا  
 وہ جس کے اقربا مال، باپ، بیوی، بیٹیاں بیٹے  
 رسالت کا مُصدق، الامیں کا چاہنے والا  
 رسول اللہ کے پہلو میں آسودہ ابد تک ہے



## حضرت سیدنا صدیق اکبر کے خطبے

جب یکم ربیع الاول ۱۱ سالہ کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح پاک عالم قدس کو سدھاری تو جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرت مبارک میں آئے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کپڑے سے ڈھک دیا گیا تھا۔ آپ نے حضور کے روئے مطہر سے کپڑا ہٹایا اور کہا:۔

میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان، آپ زندگی میں بھی پاک تھے اور موت میں بھی پاک ہیں۔ آپ کی موت سے نبوت اس طرح سے منقطع ہو گئی۔ جس طرح نبیوں میں سے کسی نبی کی موت سے نہ ہوئی تھی۔ آپ کی وصف و بیان سے بالاتر ہیں اور اس سے جلیل تر کہ آپ پر رو کر دل کی بھڑاس نکالی جاسکے۔ گو مناقب نبوت سے آپ نے خصوصیت پائی، تاہم موت سے مفر نہ تھا، اس سے آپ اوروں کی تسلی کا موجب بننے آپ کی جدائی کی مصیبت نے سب کو گھیر لیا اور آپ کے غم میں آپ کے اقربا اور ہم سب برابر ہو گئے۔ اگر آپ نے خود موت کو اختیار نہ کیا ہوتا تو آپ کی موت وجہ سے ہم اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ اور اگر آپ نے خود رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آنسو نہانے والی رگوں کا پانی (رورور کر) ختم کر دیتے تاہم جس چیز کو ہم دور نہیں کر سکتے وہ اندوہ نہانی ہے اور جانکاہ صدمہ جدائی۔ اس نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ یہ ہمیں توک نہیں کرتا۔ اے اللہ! آپ کو ہمارا سلام پہنچائیو! اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس ہمیں بھی یاد رکھیو! جو تسکین آپ نے پیچھے چھوڑی وہ نہ ہوتی تو جو وحشت آپ کے بعد یہاں موجود ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ اے اللہ! اپنے نبی کو ہمارا پیغام پہنچا دیجیو اور آپ کو ہمارے درمیان محفوظ رکھیو!

اس دالہانہ خطاب کے بعد آپ حجرت مبارک کے باہر آئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین داتا تھا کہ حضور نے دنیا کو الوداع کہا ہے۔ خصوصاً حضرت عمرؓ اس حد تک بے تاب تھے کہ انہوں نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر کوئی کہے گا

کہ حضور نے وفات پائی تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ دوسرے صحابی بھی شدید کرب و اضطراب اور انتہائی تب و تاب میں مبتلا تھے حضرت صدیقؓ نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا :-

اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و امشھدان سیدنا محمد اعبدہ رسولہ  
میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہیں۔ یگانہ جس کا کوئی ساجی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا  
سردار محمد اس کا بندہ اور رسول ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب (اللہ) ویسی ہے جیسی وہ نازل ہوئی  
اور یہ کہ دین کی راہ اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ نے اسے دکھایا۔ اور حدیث اسی طرح ہے جس طرح  
آپ نے کہی اور بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی اور یہ کہ اللہ حق مبین ہے۔ اس کے  
اس کے بعد آپ نے اور بہت کچھ کہا۔ پھر فرمایا :-

اے لوگو! جو محمد کو پوجتا تھا اُسے معلوم ہو کہ محمد فوت ہو گئے۔ ہاں، جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اُسے  
معلوم ہو کہ اللہ حقی لا یموت ہے۔ زندہ جو کبھی نہیں مرتا، اور اللہ نے آپ کے بارے میں تمہیں پہلے سے  
آگاہ کر دیا تھا۔ اس آگاہی کو: صبور کی وجہ سے نظر انداز نہ کر دو۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے وہ نعم  
اخروی پسند کی ہے جو اس کے پاس ہے۔ اور اسے ان چیزوں پر ترجیح دی ہے جو تمہارے پاس ہیں  
اور تمہارے درمیان اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کے طریق (یعنی آپ کی سنت) کو چھوڑا  
ہے۔ جو ان سے متمسک ہوا، اس نے حق کو پہنچانا، اور جس نے ان کے درمیان فرق کیا وہ منکر ہوا اور اس  
نے حق کو نہ پایا (یا ایہما الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط) اے ایمان والو! عدل پر قائم رہنے  
والے بنو! شیطان تمہارے نبیؐ کی وفات کی وجہ سے تمہیں الجھن میں نہ پھنسا دے اور فتنے میں الجھا کر  
تمہیں تمہارے دین سے غافل نہ کر دے۔ جس بات سے تم اسے عاجز کر سکتے ہو، اسے بعجلت تمام ظہور  
میں لاؤ اور اسے اتنی تہمت نہ دو کہ وہ تمہارے پاس آئے۔

پہلی ربیع الاول ۱۱ھ کو یعنی اسی دن، جس روز حضور کا وصال ہوا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت  
ابوبکرؓ سے لوگوں نے بیعت کی۔ بنو ساعدہ انصار کے قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہیں۔ سقیفہ صفی کو کہتے ہیں،  
یعنی مکان کے دروازے کے آگے کا مسقف برآمدہ سا، کبھی اس صفی کی کڑیاں مقابل کے مکانوں کے  
اوپر رکھی ہوتی ہیں اور اس سے گلی کا وہ حصہ جو کسی مکان کے آگے ہو پاتا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ بنو ساعدہ

کے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ اس صُفے میں تھی اور اسی میں پیر کے روز بیعت ہوئی۔ پھر اگلے دن منگل کو بیعت عام منعقد ہوئی۔ بیعت کے بعد آپ نے تقریر کی۔ جس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا :-

لوگو! میں تمہارا والی قرار دیا گیا ہوں، گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر تم دیکھو کہ میں حق و راستی پر ہوں تو میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں غلطی پر ہوں تو مجھے راہ صواب دکھاؤ، جب تک میں تمہارے بارے میں اللہ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو، اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں۔ آگاہ رہو کہ کمزور شخص میرے نزدیک قوی ترین شخص ہے۔ جب تک کہ میں اس کا حق اس کو نہ لے دوں اور تم میں سے قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ترین شخص ہے جب تک میں اُس سے کسی کا واجب حق دلوں نہ لوں، میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ اپنے لئے اور تمہارے لئے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں“

۳

ایک اور خطبے میں حمد و ثنا اور شہد کے بعد کہا :-

”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بند اور رسول تھے جنہیں اس نے ہدایت اور دینِ حق دے کر تمام لوگوں کی طرف بھیجا تا کہ اس (دین) کو (اور) تمام بیوں پر غالب رکھے۔ مشرکین کو بُرا ہی (کیوں) نہ لگے اسے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور ان کے خلاف حجت بنا کر بھیجا۔ لوگ اس وقت جاہلیت کی تاریکیوں میں بُرے حال میں گرفتار تھے ان کا دین بدعت، ان کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ اللہ نے (اپنے) دین کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معزز کیا اور تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے (بھائی) بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آگے) تھے پھر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم راہِ راست پر آ جاؤ۔ پس اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا! جس نے رسول کا حکم مانا، اس نے اللہ ہی کا حکم مانا، اور جو پھر بیٹھا تو اسے پیغمبر، تم سے اس کی کچھ باز پرس نہ ہوگی، کیونکہ ہم نے تمہیں کہہ دیا کہ ان لوگوں کا پاسان (بنا کر) نہیں بھیجا (م (النساء: ۸۲) اس کے بعد لوگو! میں تمہیں ہر بائبا اور ہر حلال میں اللہ بزرگ و برتر کے تقوسے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی، کہ ہر معاملے میں حق کو چھٹے رہو، خواہ وہ معاملہ تمہیں پسند ہو یا نا پسند، کیونکہ جو بات سچی کے مرتبے سے فرد تر ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں جو شخص عبوت بولتا ہے وہ حق سے رد گردانی کرتا ہے اور جو حق سے رد گردانی کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور فخر سے بچو، وہ کیا فخر کریگا جو مٹی سے پیدا کیا گیا اور مٹی ہی کی طرف اسے لوٹ کر جانا ہوگا، وہ آج زندہ، توکل مردہ، پس (نیک) عمل کرو اور اپنا شمار مردوں میں کرو۔ جو بات تم کو ملتیس معلوم ہو

اس کے علم کو اللہ کی طرف لوٹا اور اپنے لئے جہلائی کو آگے بھیجا، اسے تم موجود پاؤ گے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لوگو اس دن کو پیش نظر رکھو، جب کہ ہر شخص جو کچھ جہلائی (دنیا میں) کر گیا ہے (خدا کے ہاں چل کر، اسے موجود پائے گا اور (علیٰ بن ابی النقیان) جو کچھ برائی کر گیا ہے (اسے بھی موجود پائے گا، اور آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس (دن) میں زمانہ دراز حاصل ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور اللہ (اپنے) بندوں پر حد درجے کی شفقت بھی رکھتا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو! اللہ کے عقاب سے ڈرو، اور اس کا خوف (دل میں) رکھو۔ اور جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جان لو کہ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے سے کوئی چارہ نہیں اور تمام چھوٹے اور بڑے اعمال کا بدلہ ملنے سے کوئی مفر نہیں، سوائے اعمال کے جو اللہ بخش دے بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ پس اپنے نفسوں کو بچاؤ! اور وہ ذات جس سے اعانت طلب کرنا چاہیے۔ وہ اللہ پاک ہی کی ذات ہے۔ سو اللہ کی مدد کے لئے کوئی حیلہ ہے نہ تو انائی، بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں (تو) مسلمانو! (تم بھی) پیغمبر پر درود اور سلام بھیجتے رہو، بارالہا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں، درود بھیج! اپنی مخلوق میں سے کسی پر جو درود تو نے بھیجا اس سے افضل اور اعلیٰ درود، اور میں بھی ان پر درود بھیجنے سے پاکیزہ بنا اور میں ان سے ملا۔ اور آپ کے زمرے میں محسور کرو، اور آپ کے حوض پر ہمیں حاضر کرو! بارخدا، اپنی اطاعت پر ہمیں مدد دے اور اپنے دشمنوں کے خلاف ہمیں نصرت دے!

## دسیتیں

آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے خطبے سُننے۔ اب ہم ان کی چند دسیتیں بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی کل مدت ۲ سال ۳ مہینے اور کچھ دن تھی۔ یہ مدت گوبالکل کم تھی، مگر اس میں نہایت اہم واقعات پیش آئے بہت سے عرب قبائل آنحضرتؐ کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور انہیں راہ راست پر لائے۔ یمامہ میں میلہ کذاب اور اسود عنسی کی بغاوت کو دبایا یمامہ فتح ہوا۔ ۱۲ھ کے حج کے بعد مدینہ شریف میں واپس آکر آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں شام کو ایک مہم روانہ کی۔ حضرت اسامہؓ کے والد زید بن حارثہ موالی رسول میں سے تھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں امیر حبش بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا، وہ ۱۰ھ میں اُبنی میں شہید ہوئے۔ جو موٹہ کے قریب شام کے مشرقی علاقے میں واقع ہے۔ حضورؐ نے اب اسامہؓ کو امیر حبش بنا کر موٹہ کی طرف بھیجنے کی تیاری کی، مگر ان کی روانگی سے پہلے حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے اسامہ کو اس مہم پر روانہ

کیا، گوان کی عمر اس وقت ۲۰ یا ۱۸ برس کی تھی۔ اس لشکر کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکرؓ نے اسامہؓ اور ان کے لشکر کو جوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: "لوگو ٹھہرو! میں تمہیں دس نیچتیں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے سنو اور یاد رکھو: مال عنینمت کے راستے میں ناراستی نہ برتنا اور عذر نہ کرنا، کشتوں کے ناک کان نہ کاٹنا، چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بڑے بڑے کو اور نہ کسی عورت کو، کسی کھجور کے درخت کو جڑ سے نہ کاٹنا، بکری، گائے، اونٹ کو خوراک کی ضرورت کے سوا ذبح نہ کرنا، عنقریب تمہارا گزرا ایسے لوگوں یعنی نصاریٰ پر ہو گا۔ جنہوں نے خود کو ہر چیز سے بھاگ کر صوملوں کے لئے وقت کر رکھا ہے۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر اپنے شغل میں مشغول رہنے دینا اور عنقریب تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو تمہارے لئے اچھے طرح کے کھانے پینے میں رکھ کر لائیں گے۔ جب تم ان میں سے مختلف کھانے کھاؤ گے تو بسم اللہ پڑھنا، اور تم ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے۔ جنہوں نے سر کو بیچ میں سے منڈوا رکھا ہے اور گردا گرد بال سر بندوں کی شکل میں چھوڑ رکھے ہیں۔ انہیں تلوار مارو۔ اب اللہ کا نام لے کر سدھاؤ۔" (یہ سر کو بیچ میں سے منڈوانے والے وہ راہب تھے جو رومیوں کی فوج کی ملک کے لئے آئے اور لوگوں کو عربوں کے خلاف مشغول کرتے تھے)

حضرت خالد بن الولیدؓ کو آپ نے یوں مخاطب کیا۔

اللہ کی برکت کے ساتھ روانہ ہو، جب تم دشمن کے علاقے میں داخل ہو، تو نکلے سے دور رہو۔ اس لئے کہ مجھے کھٹکا ہے کہ شکست خوردہ دشمن واپس لوٹ کر تم پر دوبارہ حملہ نہ کر دے۔ زیاد راہ سے قوت حاصل کرو اور راستہ بتانے والوں کی مدد سے راستہ طے کر دو۔ کسی زخمی سپاہی سے نہ لڑو۔ اس لئے کہ اس کے بدن کا ایک حصہ بے کار ہو گیا ہے۔ شیخون سے چوکننا رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ عرب غافل ہو جایا کرتے ہیں۔ بات کم کرو، اس لئے کہ تمہاری کی ہوئی بات صرف وہی ہے جو سننے والے کو یاد رہ سکے، لوگ اپنے آپ کو جس طرح سے ظاہر کرتے ہیں وہ قبول کرو اور ان کے باطن کے بارے میں انہیں اللہ کے پسر کر دو۔ اب میں تمہیں اللہ کو سوپتا ہوں، وہ ذات جس کو سوپنی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔"

خالد بن سعید بن العاص کی جگہ شام کو فتح کرنے کے لئے حضرت ابو بکرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو بھیجا جن کو یزید الخیر بھی کہتے ہیں۔ انہیں یہ وصیت کی :-

میں نے تمہیں یہ ہم سپرد کی ہے اس لئے کہ تمہیں آزماؤں اور تجربہ سے تمہارا حال معلوم کروں اور تمہیں مشق کا موقع دوں اگر تم امتحان میں پورے اترے تو تم نہ صرف اپنے عہدے پر قائم رہو گے بلکہ اس میں اضافہ

بھی کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم کامیاب ثابت نہ ہوئے تو میں تمہیں علیحدہ کر دوں گا۔ پس اللہ کا تقویٰ اپنے لئے لازم جانو، اس لئے کہ وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح وہ تمہارے ظاہر کو وہ آدمی اللہ سے نزدیک تر ہے جو اسے ارووں سے زیادہ درست رکھتا ہے۔ اور وہ آدمی اللہ سے زیادہ قریب ہے جو اپنے عمل کی وجہ سے زیادہ تقرب رکھتا ہے۔ میں نے سیدنا خالد بن سیدنا العاصی کا عہد چھوڑ دیا ہے پس جاہلیت کے کبر و فخر سے بچتے رہنا۔ اس لئے کہ اللہ کو اس سے اور کبر والوں سے دشمنی ہے۔ جب تم اپنے شہریوں میں آؤ تو ان سے خوش صحبتی سے پیش آؤ۔ ان سے نیک سلوک کرنے میں پہل کرو اور نیک سلوک کا ان سے وعدہ بھی کرو۔ انہیں نصیحت کرو تو اختصار بہرہ تو، اس لئے کہ طول کلام کا ایک حصہ دوسرے حصے کو بھلا دیتا ہے۔ اپنی اصلاح کرو، لوگوں کی اصلاح آپ سے آپ ہو جائے گی، نمازیں وقت پر ادا کرو اور پورے رکوع سجود اور خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرو۔ دشمن کے قاصد آئیں تو ان کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ مگر انہیں زیادہ نہ ٹھہراؤ تاکہ تمہارے شکر سے جائیں تو احوال شکر سے بے خبر جائیں۔ زیادہ ٹھہریں گے تو تمہارے شکر کی کمزوریوں سے واقف ہو جائیں گے اور تمہیں پوری طرح سے جان لیں گے۔ انہیں وہاں ٹھہراؤ جہاں تمہارے شکر کی کثرت ہے۔ ان سے بات چیت خود کرو۔ یہ کام اپنے آدمیوں کے سپرد نہ کرو۔ اپنے اسرار ظاہر نہ کرو تاکہ تمہارے کام بگڑ نہ جائیں جب لوگوں سے مشورہ کرو تو بیخ بولو، مشورہ دینے والے بھی سچا مشورہ دیں گے۔ مشیروں سے خبریں نہ چھپاؤ، ورنہ اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لو گے۔ رات کو دوستوں کے ساتھ مجلس جاؤ۔ تمہیں ادھر ادھر کی خبریں خود بخود پہنچ جائیں گی اور پردے اٹھ جائیں گے، پہرہ داروں کی تعداد بڑھاؤ اور انہیں شکر میں پھیلا دو اور ان کی چوکیوں پر ناگہانی طور پر ان کو اطلاع دیتے بغیر خود پہنچ جاؤ جسے پہرے میں غافل پاؤ اسے خوب سرزنش کرو مگر حد سے زیادہ نہیں۔ اور رات کو ان کے درمیان عقب سے آؤ، رات کے ان پہرہ داروں کو جو نوبت اول میں پہرے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ نوبت دوم والوں سے لمبی ڈیوٹی دو۔ اس لئے کہ ان کی ڈیوٹی دن سے قریب ہے۔ مستحق عقوبت کو سزا دینے میں نہ ڈرو، نہ اس میں اصرار اور جلدی کرو، نہ عقوبت کے جاری کرنے میں ڈھیل دکھاؤ شکر والوں سے غافل نہ ہو کہ وہ بگڑ جائیں مگر اتنا تجسس بھی نہ کرو کہ انہیں رسوا کر دے۔ لوگوں کے بھیدوں کا بھانڈا نہ پھوڑو اور ان کے ظاہر کو کافی سمجھو، ہرزہ گو بے ہودہ لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو، اہل صدق و وفا کی مجلس میں بیٹھو۔ دلیری سے جنگ کرو، بزدلی نہ دکھاؤ کہ اس سے سب کو بزدل بنا دو گے۔ خیانت کاروں سے بچو، ایسا آدمی مفلسی کو قریب لاتا ہے اور نصرت الہی کو پرے ہٹاتا ہے۔ عنقریب تمہیں ایسے نصرانی لوگ ملیں گے جو دنیا سے منہ موڑ کر اپنے صومحوں میں گوشہ نشین ہو چکے ہیں

انہیں اپنے مشغل میں مصروف رہنے دو اور ان سے تعرض نہ کرو۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آپہنچا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو یوں وصیت کی۔

”میں اپنے بعد آپ کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور آپ کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کے لئے ایک عمل کیا جاتا ہے جسے وہ دن میں ایک عمل کیا جاتا ہے جسے وہ رات کو قبول نہیں کرتا۔ نفل قبول نہیں ہوتے جب تک فرض ادا نہ کئے جائیں۔ پلڑے صرف اپنی کے بھاری ہوں گے جن کے پلڑے قیامت کے دن دنیا میں حق کی پیروی کرنے اور حق کے بوجھ سے بھاری ہوں گے۔ اور پلڑے کے لئے یہ طے شدہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے اور کوئی ایسی چیز رکھی نہیں جاسکتی جو وزن دار ہو، اور پلڑے قیامت کے دن صرف انہیں کے ہلکے ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی اور وہ باطل ان کے لئے پلڑے کے ہلکے ہونے کا باعث بنا اور پلڑے کے لئے یہ طے شدہ ہے کہ اس کے ہلکے ہونے کے لئے سوا باطل کے اور کوئی چیز نہیں۔ اللہ نے جنتیوں کا ذکر کیا تو ان کے اعمال کی خوبیوں کا ذکر کیا، اور ان کی برائیوں سے تجاؤز کیا، جب میں اہل جنت کو خیال میں لاتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے ڈر ہے، مگر میں ان میں سے ہوں۔ اللہ نے دوزخیوں کا ذکر کیا، تو ان کی بڑی بڑی بد اعمالیوں کا ذکر کیا اور ان کے اعمال خوب کا ذکر نہیں کیا۔ جب میں انہیں خیال میں لاتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے اللہ سے امید ہے کہ میں ان میں سے نہ ہوں گا، اور اللہ نے جہاں عذاب کی آیات بیان فرمائیں تو اس کے ساتھ رحمت کی آیات بھی بیان فرمائیں تاکہ بندہ رغبت بھی کرے اور خوف بھی۔ اور اللہ سے راستی اور حق کے سوا کسی چیز کی تمنا نہ کرے اور اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اگر آپ نے میری وصیت کو یاد رکھا تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ محبوب نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ضرور آئے گی، اور اگر آپ نے میری وصیت کو ضائع کیا تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ خوار و بد نظر نہ آئے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کو عاجز و ناتواں نہ پائیں گے۔“

”کتاب العقائد“ میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا آخری وقت آپہنچا تو آپ نے ایک وصیت نامہ لکھا اور اسے حضرت عثمانؓ اور ایک انصاری کے ہاتھ بھینجا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ لوگ اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا: یہ وصیت نامہ ابو بکرؓ ہے۔ اگر تمہیں یہ منظور ہے تو ہم بھی اسے منظور کریں گے۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو ہم اسے ٹھانڈا دیں گے۔ وہ وصیت نامہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ ابو بکر بن ابی قحافہ کا وصیت نامہ ہے۔ ان آخری لمحوں میں جب وہ دنیا سے نکل رہا تھا اور ان اولین لمحوں میں جب وہ آخرت میں داخل ہو

رہا تھا۔ اور یہ وہ وقت ہے جس میں کافر ایمان لاتا ہے، فاجر شقاوت محسوس کرتا ہے۔ اور جھوٹا بھی سچ  
 بولتا ہے۔ میں نے عمر بن الخطاب کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ اگر وہ عدل و تقویٰ پر کار بند ہے تو اس کی نسبت  
 مجھے یہی گمان اور یہی امید ہے اور اگر اس نے خود کو بدلا اور متغیر کیا تو میری نیت نیک ہے اور غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہیں۔

# آسان عربی اردو گرامر

مترجمہ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری



فوائد علیہ السلام

مولانا مصیب علی شرق پوری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مکتبہ نور اسلام شرقیہ پور شریف کی مطبوعات

- صدائے حق ..... از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- تنویر حرم ..... از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- منیۃ المصلیٰ
- ارشادات مجددہ ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مسلک مجددہ ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مقالات یوم مجددہ ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مناسک حج ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- الجذبة الشوقیہ
- سرھند شریف ..... تلخیص از کتابچہ حسین علی ایشیق بن سعید استانبولی
- المنتخبات من المکتوبات امام ربانی مجدد دلالت ثانی
- ماہنامہ نور اسلام کا شیر ربانی نمبر ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- تتمہ معارج نبوت ..... از حضرت مولانا معین واعظ کاشفی بروی رحمۃ اللہ علیہ
- ماہنامہ نور اسلام کا امام اعظم نمبر ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- ماہنامہ نور اسلام کا اولیائے نقشبندہ نمبر ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- خزینہ معرفت ..... از صوفی محمد ابراہیم قصوری
- حضرت مجدد اوران کے ناقدین ..... از حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی
- فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مختصر حالات حضرت مجدد الف ثانی ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- لمحہ فکریہ ..... مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

## قطعات

- قطعہ اسم ذات ..... از اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
- اشعار مبارکہ ..... از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- اقوال ..... حضرت سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان یواری شریف رحمۃ اللہ علیہ (سند)
- قطعہ ..... یا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز
- قطعہ ..... یا حضرت خواجہ بہار الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
- قطعہ ..... مثل الذین تنفقون أموالهم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ اذبتت سبع سنابل فی کل

بتعاقب

شعبہ نشر و اشاعت لمبلغین حضرت میاں صاحب قری

(شرق پور شریف)

طبع ہونیوالی کتب

HAZRAT MUJJIDID AND HIS CRITICS

AUTHOR :

HAZRAT MAULANA ABU-UL-HASSAN ZAID FAROOQI

Translated into English by :

MIR ZAHID ALI KAMIL

Page : 328

Price : Rs. 100

تذکرہ حضرت ایام عظم

رضی اللہ عنہ

قیمت : ۳۶ روپے

مترجم: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ملنے کا پتہ

۱۔ پروگریسیو بکس، ۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

۲۔ جامع مسجد شیربانی، اکبر روڈ، سینچوک، وٹن پور، لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
یا اللہ! یا اللہ!  
سیدنا محمد! سیدنا محمد!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## یومِ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ السلام

منانہ  
ہی

الکتاب اولیٰ انذار الخوف بکلمتہ کو لاہور میں شائع ہوا

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جس کو خیر دار

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی  
گرامی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بجا طور پر آپ کے حضور  
میں اپنے اس لافانی شہر میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جس کو خیر دار

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو

کہ ایک نیا دینی اور سیاسی نظام وضع کر کے انہیں لوگوں کے دلوں سے اسلام اور مادی اسلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام اور وابستگی کو ختم کر دیا جائے اپنے جرات مندانہ اور مجاہدانہ بروقت

مساعی جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم انداز میں بیان کیا کہ ملت اسلامیہ

اور شریعت اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اور اس طرح آپ نے دو قومی

نظریے کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ ایک بیخ تھا جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے کل شاداب

کی صورت اختیار کی نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "اثبات النبوة"

رکھ کر رسالہ کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرزندان توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے

ہر قسم کے سکوک و شبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا اسی بنا پر حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

نے انھیں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیا۔ ہر

یومِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ منا کہ حضرت امام ربانی مجدد

عبت کا اہتمام کرنے اس لیے مجملہ

برادران اسلام سے پُر زور اپیل ہے کہ صفر مظفر  
ملک کے گوشے گوشے میں امام ربانی کی یاد میں جلسے  
منعقد کیے جائیں اور آپ کی تعلیمات اور پیغام کو عام کیا جائے !!

کا پورا مہینہ

الداعی الخیر صاحب از مہینہ حرمین احمدی شہ قوری شہ قوری شہ قوری شہ قوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
یا اللہ! یا اللہ!  
سیدنا محمد! سیدنا محمد!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## یومِ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ السلام

منانہ  
لمی

الکتاب اولیاء اللہ اور خیرات اللہ اور خیرات اللہ اور خیرات اللہ

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جس کو خیر دار

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی  
گرامی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بجا طور پر آپ کے حضور  
میں اپنے اس لافانی شہر میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جس کو خیر دار  
یہ ایک قابلِ زید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو  
کہ ایک نیا دینی اور سیاسی نظام وضع کر کے انہیں لوگوں کے دلوں سے اسلام اور مادی اسلام  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام اور وابستگی کو ختم کر دیا جائے اپنے جرات مندانہ اور مجاہدانہ بروقت  
مساعی جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم انداز میں بیانِ گہ دل یہ اعلان فرمایا کہ ملت اسلامیہ  
اور شریعت اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اور اس طرح آپ نے دو قومی  
نظریے کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ ایک بیج تھا جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے گل شاداب  
کی صورت اختیار کی نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "اثبات النبوة"  
رکھ کر رسالہ کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرزندِ توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے  
ہر قسم کے سکوک و شبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا اسی بنا پر حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

نے انہیں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیا۔ ہر  
پاکستانی کا دینی تلی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ  
یومِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ منا کر حضرت امام ربانی مجدد  
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کی ترویج و  
عیت کا اہتمام کرنے اس لیے مجملہ  
برادرانِ اسلام سے پُر زور اپیل ہے کہ صفر مظفر  
ملک کے گوشے گوشے میں امام ربانی کی یاد میں جلسے  
کا پورا مہینہ  
منعقد کیے جائیں اور آپ کی تعلیمات اور پیغام کو عام کیا جائے !!

## الداعی الخیر صاحبِ ازمہ جلیل احمد شہ قوری شہ قوری شہ قوری